احکام شریعت

تصنیف

اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ

ممتاز اکیڈمی

Marfat.com

Marfat.com

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْهُ فِی الدِّیْنِ ۵

احکامِ شریعت

مکمّل تین ۳ حصّے

تصنیف

اعلٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ھیں

102279

نام کتاب -------- احکام شریعت (مکمل تین حصے)

نام مصنف ------- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ

پروف ریڈر ------- قاری محمد عبدالاحد طیبہ حنفیہ
مسجد بادامی باغ لاہور

طابع ------ شکیل ممتاز

ناشر ------ ممتاز اکیڈمی، فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور

مطبع ------ لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

قیمت ------

Marfat.com

فہرست احکام شریعت

(ہرسہ حصہ)

احناف کے نزدیک مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور حرام ہیں 28
جھینگا مچھلی کی ہی ایک قسم ہے 28
چھوٹی مچھلیاں جن کے پیٹ سے آلائش نہیں نکالی جا سکتی ان کا کھانا مکروہ تحریمہ ہے 29
جھینگا نہ کھانا اولیٰ ہے 30
یارسول اللہ یا ولی اللہ یا علی مشکل کشا کے الفاظ سے ندا کرنا اور وسیلہ جانتے ہوئے
ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز اور روا ہے۔ اس کا ثبوت اور اس کے دلائل 30
پولیس کی وردی اور کفار کی دھوتی پہن کر نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے 32
کافر کے جھوٹے کا حکم 33
تحقیق یہ ہے کہ کافر کے جھوٹے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ 35
ظہر کی چار سنت پڑھ لیں پھر سہواً فرض کی جگہ چار سنت کی نیت کر لی دو سنت پڑھ
کر آخری دو میں فرض کی نیت کی کیا اس طرح ادا ہو جائیں گے؟ اس کا حکم۔ 36
فرض کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سہواً سورت ملا لی تو کوئی حرج نہیں۔ 37
بندوق سے مرا ہوا جانور حرام ہے۔ ہاں موت واقع ہونے سے پہلے ذبح
کر لیا گیا تو حلال ہے۔ 42
ہر قسم کا شکار تفریحاً بالاتفاق حرام ہے۔ 44
تانبے کے برتن میں بلا قلعی کیے کھانا پینا وضو کرنا مکروہ ہے۔ 45
مٹی کے برتن تواضع کے زیادہ قریب ہیں۔ 46
یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور اس عقیدہ کے تحت وہاں
فاتحہ دلانا وغیرہ محض واہیات خرافات اور جاہلانہ حماقات ہیں۔ 46
حقوق والدین کا نفیس بیان 47
نماز وتر میں دعا قنوت کی جگہ قل ہو اللہ پڑھنے کا حکم 57

Marfat.com

کن کیا اڑانا اور اسکی ڈور لوٹنا حرام ہے۔ 58
کتا پالنے، کبوتر پالنے اور بٹیربازی و مرغ بازی وغیرہ کا شرعی حکم۔ 59
کتے کے پکڑے ہوئے شکار کا حکم 62
نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل۔ 65
جواب سلام کا جائز اور ناجائز طریقہ 69
قوالی مزامیر کے ساتھ سننا حرام ہے 74
اذان میں حضور ﷺ کے نام پر ناخن چومنا مستحب ہے لیکن خطبہ میں نہ چاہیے 80
مزارات اولیاء کرام پر روشنی کرنا اور چادریں چڑھانا جائز ہے نفیس تحقیق 81
محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد نام رکھنے حرام ہیں۔ 87
غفور الدین نام رکھنا بھی منع ہے۔ 90
کلب علی۔ کلب حسن، کلب حسین، غلام علی وغیرہ اسماء کے ساتھ محمد کلب علی یا محمد غلام علی ملا کر لکھنا یا بولنا ٹھیک نہیں۔ 92
بدر الدین، نور الدین، تاج الدین وغیرہ نام بھی اچھے نہیں۔ ہاں بزرگوں کے ناموں کے ساتھ لوگوں نے توصیفاً یہ القاب لگائے یہ درست ہے۔ 92
علی جان، محمد جان نام جائز ہیں 94
محمد و احمد نام کے فضائل از احادیث 94
بد مذہب کی بخشش نہیں 99
مولوی عبد الحی لکھنوی کے ایک فتویٰ پر تنقید 100
جو شخص اپنے آپ کو حضور ﷺ کا مملوک تصور نہیں کرتا وہ حلاوت ایمان سے محروم رہتا ہے۔ 109
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مالک جہاں ہونے کا مطلب 111
موسم سرما اور گرما میں وقت زوال کی تحقیق 114
جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی 116
ایمان کی تعریف اور کمال ایمان 117
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا اعتقاد رکھنا چاہیے 118

Marfat.com

غلہ خریدنے کے لیے پیشگی روپیہ دینے اور نرخ مقرر کر لینے کی تحقیق	121
بیع غلہ کی بعض صورتیں جو قطعاً سود ہیں	121
شہر میں متعدد جگہ جمعہ ادا کرنے کا مسئلہ	122
طلاق کے اقسام	123
زکوٰۃ کے نصاب اور بعض دیگر مسائل زکوٰۃ کی تحقیق	123
صدقہ فطر کا وزن اور اس کے چند مسائل	124
مسجد میں ہنسنا اور دنیا کی باتیں کرنا سخت منع ہے	125
حرام روپے کو نیک کاموں میں صرف کرنے کا حکم	125
محصول چنگی کی ملازمت کرنے کا حکم	126
کفار کی اقسام۔ بدترین کفار کون ہیں؟	127
مسجد میں مانگنا اور سوال کرنا	128
خیرات کا ناجائز طریقہ	130
بعض آداب مسجد کا بیان	130
اجرت مقرر کر کے قبر پر قرآن مجید پڑھانا حرام ہے۔ جائز صورت کا طریقہ	131
ایک بیمار کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی	132
بیمار کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق	132
تثویب مستحسن ہے۔ تثویب کی وہ مستحسن صورتیں جن کو وہابیہ بدعت کہتے ہیں	133
تمباکو پان کھا کر قرآن مجید' درود شریف اور وظائف کرنے کا حکم	134
پڑوسی کے حقوق کا بیان	135
نیاز اور فاتحہ میں فرق اور فاتحہ کا طریقہ	137
سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ زرد یا سرخ اچھا ہے	138
قادیانی' رافضی' تبرائی' یہودی اور نصاریٰ وغیرہ کے ذبیحہ کا حکم	138
قادیانی' رافضی وغیرہ اور اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم	139
بیع صرف اور سود کی بعض صورتوں کا بیان	140
ذبیحہ کے ایک ضروری مسئلہ کا بیان	141

Marfat.com

حقوق والدین 141
شیعوں کی مجالس میں جانا' ان کے مرثیے سننا اور ان کی نیاز کی چیز لینا حرام ہے 142
محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے پہننا منع ہے کہ علامت سوگ ہے 143
محرم شریف سے متعلق بعض ناجائز باتوں کا بیان 143
شانوں تک بال رکھنا جائز بلکہ سنت ہے اس سے زائد حرام ہیں 143
کن لوگوں کی امامت جائز اور کن کی حرام اور کن کی مکروہ ہے 143
ڈاڑھی منڈانے والے یا خشخاشی رکھنے والے اور حد شرع سے کم کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے 144
عورت و مرد کے ایک دوسرے پر حقوق کا بیان 145
ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم 146
ذبح کے وقت اگر ساری گردن کٹ گئی تو ذبیحہ حلال ہے 146
تیجے کے چنے صرف فقیر کھا سکتا ہے۔ بزرگوں کی فاتحہ غنی فقیر سب کھا سکتے ہیں کہ یہ تبرک ہے۔ 146
ذبح پر اجرت لینا جائز ہے۔ اور اس کی امامت درست ہے 147
بزرگوں کا شجرہ پڑھنا جائز ہے اور اس کے فوائد 148
مسجد میں کھانے پینے کا حکم 149
دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنے اور ان کی اولاد کا حکم 150

(حصہ دوم)

وقت مغرب کی تحقیق 152
چند مسائل زکوٰۃ 153
قربانی کس پر واجب ہے 154
نماز قضا کی نیت کا طریقہ 155
قضا نمازیں پڑھنے کا مختصر اور آسان طریقہ 155
عورت اپنے ایام عدت کس مکان میں پورے کرے 156

Marfat.com

امامت سے متعلق ایک مسئلہ 156
طوائف کا بیٹا اگر مسائل نماز طہارت کا پوری طرح واقف ہو تو اس کے
پیچھے نماز درست ہے 156
کون سی دعوت سنت ہے۔ اور کونسی دعوت قبول کرنی چاہیے اور
کون سی نہ کرنی چاہیے 157
شب معراج کے متلعق ایک جھوٹی روایت کی تردید 159
مصنف کتاب معارج النبوۃ کی ثقاہت یا عدم ثقاہت 159
طوائف کی حرام آمدنی سے میلاد شریف پڑھنے کا حکم 159
مجلس میلاد میں بعد میلاد شریف ذکر شہادت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور واقعات کربلا پڑھنا منع ہے 160
خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق
ایک غلط روایت کی تردید 160
روافض کی مجالس مرثیہ وسوزخوانی میں شریک ہونا حرام ہے 160
میلاد شریف پڑھنے کی اجرت مقرر کرنا منع ہے 160
شب معراج حضور علیہ السلام کے مع نعلین شریف عرش پر تشریف
لے جانے کی روایت موضوع ہے 160
حضور علیہ السلام کے والدین کو عذاب میں جاننا جھوٹ. افترا اور بہتان ہے 160
مسائل شرعیہ کو جانتے ہوئے نہ ماننا گمراہی ہے 160
مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کرنے کا حکم۔ 161
برطانوی دور اقتدار میں ہندوستان سے ہجرت کا مسئلہ 161
اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے تحریک خلافت میں حصہ کیوں نہ لیا 161
پتہ یا درخت تسبیح سے غفلت کی وجہ سے سزاء گر جاتا ہے۔ کیا بعد سزا دوبارہ
تسبیح میں مصروف ہو جاتا ہے یا نہیں؟ 162
اللہ تعالیٰ کا ذکر ضمیر مفرد سے بہتر ہے یا ضمیر جمع سے؟ 163
بچہ کس عمر کو پہنچے تو اس کو بسم اللہ شروع کرانی چاہیے 164

Marfat.com

اپنے شیخ کے وصال کے بعد کسی دوسرے بزرگ سے بیعت کا حکم	164
جمعہ کے دن احتیاط الظہر کا مسئلہ	164
ڈاڑھی منڈے آدمی کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر تو اس سے ابتداء سلام جائز نہیں	165
حضور علیہ السلام کی چاروں پشتوں کو درود فاتحہ جائز ہے	165
یزید پلید کے اسلام و کفر کا حکم	165
غنی صدقہ کھا سکتا ہے یا نہیں اس کی تحقیق	165
فرشتوں پر درود و فاتحہ پڑھنے کا حکم	165
نذر مانی کہ کام ہو گیا تو نذر مسجد میں لے جاؤں گا ایسی نذر امیر' غریب سب کھا سکتے ہیں	166
مردہ کی طرف سے جو کھانا دیا جائے وہ صرف غریب کھا سکتا ہے	166
ختنہ کی تقریب میں عام دعوت کرنا درست ہے	166
ایک آدمی کے ذمہ نماز' روزہ' حج اور صدقہ وغیرہ ہو اور وہ ادا کیے بغیر مر جائے تو اس کی ادائیگی کا طریقہ	166
وراثت کا ایک مسئلہ	167
عورتوں کا مزارات پر جانا منع ہے	167
اولیاء کرام اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں	167
نفی تصرف کی ایک بے ہودہ دلیل کا رد	168
مزامیر کے ساتھ قوالی حرام ہے	168
کسی قبر سے چراغ کی روشنی کا نمودار ہونا صاحب قبر کی بزرگی کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی وضاحت	168
قبر پر درخت لگانا قبرستان کی حفاظت کے لیے چار دیواری بنانا درست ہے۔	169
زندہ بزرگوں کا وصال یافتہ بزرگوں سے ہم کلام ہونا بکثرت ثابت ہے	169
اللہ تعالیٰ کے اسماء کا شمار ناممکن ہے۔ یوں ہی حضور علیہ السلام کے اسماء مبارکہ بھی بے شمار ہیں	169

Marfat.com

سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص میں بھی حضور ﷺ کی نعت پائی جاتی ہے 169
وصال یافتہ بزرگ اگر خواب میں اپنے مرید کو کوئی کام بتائے تو اگر وہ کام
موافق شرع ہو تو اس کا کرنا اچھا ہے 170
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لال کافر کو مارنے کا قصہ بے اصل ہے 170
ستون حنانہ آخرت میں جنت کا درخت بنے گا 170
فرعون وغیرہ کے دعویٔ الوہیت اور حضرت منصور رضی اللہ عنہ وغیرہ کے
انا الحق کہنے میں فرق 170
جس زمین کی مال گزاری مالک دیتا ہو اس میں پانی ٹھہرا اور مچھلی ٹھہری تو مالک
اس مچھلی کی ملکیت کا دعویٰ کر سکتا ہے 170
نماز میں کثرت رکوع و سجود کی نسبت طول قیام بہتر ہے 171
نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھا کر سر پر رکھ سکتا ہے مگر بار بار نہ کرے۔ 171
رکوع میں کسی کے لیے دیر کرنے کی نفیس تحقیق 171
بھول کر رکوع میں چلا گیا اور دعا قنوت نہ پڑھی اب واپس قیام کی طرف نہ آئے 172
فرض قراءت کی مقدار 172
عورت حج کو جانا چاہے شوہر نہ جانے دے اس مسئلے کی تحقیق 173
نماز کا وقت جا رہا ہے شوہر نماز کے علاوہ کوئی اور حکم دے تو مسئلہ یہ ہے کہ
نماز پڑھے اور شوہر کا حکم نہ مانے 174
مجلس میلاد شریف میں آخر وقت میں قیام کی وجہ۔ وہابیہ کے سوال کا جواب 174
کسی باطل فرقے کے عقائد پسند کرنا کفر ہے 174
تعدیل ارکان نہ کرنا گناہ ہے نماز واجب الاعادہ ہے 175
عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی مرید ہو سکتی ہے 175
کفو کا مسئلہ 175
پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھی دوسری میں اس سے پہلی پڑھ لی تو نماز
ہو جائے گی مگر قصداً ترتیب بدلنا گناہ ہے 176
غیر عربی الفاظ کو خطبہ جمعہ میں ملانا خلاف سنت متوارثہ ہے 176

Marfat.com

سفر شرعی کی حد	176
تین اوقات مکروہہ میں تلاوت قرآن بھی بہتر نہیں	176
آیات میں وقف کا مسئلہ	177
بھنگ، چرس وغیرہ کا قلیل مقدار میں استعمال بھی گناہ ہے	177
بعض کلمات کفریہ کا بیان	177
طلاق کا ایک مسئلہ	178
ایام حمل میں طلاق نہ دینی چاہیے اگر دے گا تو ہو جائے گی	178
آیات کی ترتیب بدل جانے کے باوجود نماز ہو جاتی ہے الخ	178
سود کی بعض صورتیں	179
قربانی کس پر واجب ہے؟	179
فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد بھی رونما ہو تو نماز جاتی رہے گی	179
غلط اذان سے نماز مکروہ ہوتی ہے	180
نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہو سکتی	180
نابالغ کی آذان کا مسئلہ	180
چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی جائز ہے	180
باقی کسی طرح کی انگوٹھی جائز نہیں	180
گھڑی کا سونے چاندی کا چین مرد کو حرام ہے۔ اور دوسری دھاتوں کا ممنوع ہے اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے	181
سونے چاندی کے بلا زنجیر والے بٹن مرد کو جائز ہیں	181
سونے چاندی کے زنجیر والے بٹن مرد کو کسی صورت جائز نہیں	181
جس نے فجر یا ظہر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کے امام بننے کا مسئلہ	181
نماز کے لیے سوتے آدمی کو ضرور جگانا چاہیے	181
تکبیر بیٹھ کر سننا مسنون ہے کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے	181
صرف ایک تکبیر کہہ کر رکوع میں جماعت کے ساتھ مل گیا نماز ہو گی یا نہیں؟	182
غسل ضروری سے متعلق ایک مسئلہ	182

Marfat.com

ڈاڑھی منڈانے والا' خشخاشی رکھنے والا اور حد شرع سے کم کرنے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح الخ۔	182
شرعی ڈاڑھی کی مقدار	182
طلوع آفتاب سے کم از کم بیس منٹ بعد قضا وغیرہ پڑھنے کا حکم ہے	183
بیس منٹ تک انتظار واجب ہے	183
میت کے گرد قبر کو پختہ بنانا درست نہیں۔ اوپر کا حصہ پختہ ہو تو کوئی حرج نہیں	183
غلط فرقہ والوں اور یہود و نصاریٰ کی ملازمت کا حکم	183
عورت کے لیے پردے اور زیارت والدین کا مسئلہ	183
ذکر جہر جائز ہے اور اس کی جائز حد کا بیان	184
جو شخص نماز' کلمہ وغیرہ نہ جانتا ہو اور سیکھنے کا کہو تو انکار کرے ایسے شخص کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیے	184
برائے تعلیم وہابی سنی بن کر مناظرہ کرنا بھی درست نہیں	184
کفار کو اخلاق میں اچھا کہنا بھی گناہ ہے	185
لاوارث کے ترکے کا مسئلہ	185
نماز کی تحقیر کرنے' عذاب الٰہی کو ہلکا جاننے اور قادیانی کی حمایت کرنے والا انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔	185
قادیانیوں سے میل جول' معاملت حرام ہے	186
بدمذہبوں سے میل جول رکھنے والا فاسق معلن ہے امامت کے لائق نہیں	187
جہیز عورت کا حق ہے	187
فصیل حوض مسجد سے خارج ہوتی ہے	187
جن عورتوں کے ساتھ نکاح جائز اور جن کے ساتھ ناجائز ہے ان کا بیان	188
روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں ان سے میل جول وغیرہ حرام ہے	188
میت کے لیے صدقہ اور اسقاط کا مسئلہ	189
افیون کی تجارت کا حکم	189
پیر سے بھی پردہ ضروری ہے	189

Marfat.com

عورتوں سے خلط ملط رکھنے والے پیر کی بیعت نہ ہو 189
بیمہ کا شرعی حکم 190
نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے 190
آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں 191
پیر' استاد کی تعظیم مسجد میں بھی جائز ہے 191
عالم دین کے قدموں کو بوسہ دینا سنت ہے 191
اور قدموں پر سر رکھنا جہالت ہے 191
عورت بلا اجازت کہاں جا سکتی ہے اور کہاں نہیں جا سکتی؟ 192
صرف اس احتمال سے کہ یہ ولد الزنا ہے شرعی باپ کے ترکے
سے محروم نہیں ہو سکتا 194
دعوت ولیمہ اور ختنہ کا اعلان کرنا درست ہے 197
نیوتے کی رسم درست ہے 199
رام چندر وغیرہ نبی نہیں تھے 200
درخت یا پتہ تسبیح سے غفلت کی وجہ سے کاٹ دیا گیا بعد سزائے غفلت
تسبیح میں مشغول نہیں ہوتا۔ 201
موالات کفار حرام ہے۔ مبسوط اور عمدہ بحث 203
زن مرتدہ کے بعض احکام کا بیان 214
جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر خلاف سنت ہے 216
خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی یہ اذان خارج مسجد ہوتی تھی فقہ حنفی کی
معتمد کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے 217
خلاف حدیث و فقہ رواج پر اڑنا برا ہے 218
بدعت کونسی بات ہے؟ 218
مکہ معظمہ میں بھی اذان خارج مسجد ہوتی ہے 218
مردہ سنت کو زندہ کرنا بڑا ثواب ہے 220
علماء کرام کا فرض منصبی ہے کہ مردہ سنتوں کو زندہ کریں۔ 220

Marfat.com

حوض کی فصیل خارج مسجد کے حکم میں ہے جبکہ پہلے سے ہی وہ حوض کے لیے مختص کی گئی ہو 221
لکڑی کا منبر سنت ہے 221
عبد المصطفیٰ لکھنا اور کہلانا بالکل جائز ہے۔ اس کے دلائل 222
ناپاک گھی کو پاک کرنے کے طریقے 224
مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام ہیں 225
خطبہ جمعہ میں سلطان اسلام کا نام لے کر اس کے لیے دعا کرنے کا حکم 225
سر پر شال ڈال کر نماز پڑھنے پڑھانے کا مسئلہ 226
ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے 226

ملفوظات اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

مرض اٹھرا کے متعلق تعویذ 227
بڑا چراغ روشن کرنے کی ترکیب 228
خرابی دماغ کا علاج از آیات قرآنی 230
حضور علیہ السلام کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے 230
پیراہن میں کتنے کپڑے ہوتے ہیں 230
موم بتی مسجد میں جلانے کا حکم 230
ولایتی کی بنی ہوئی موم بتی کا حکم 230
نماز کا ایک مسئلہ 231
جماعت ثانیہ صرف جائز ہے۔ اصل جماعت اول ہے 231
نماز جنازہ میں تین صفیں کی جائیں 231
جانور ذبح کر کے سری چوراہے میں پھینکنا وغیرہ حرام اور اضاعت مال ہے 232
خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے 232
معلم بچوں سے کام کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی وضاحت 232
میلاد خواں کے ساتھ امرد شامل نہ ہونا چاہیے 232

Marfat.com

نوشہ کے اوبٹن ملنا جائز ہے 232
نماز قصر کا ایک مسئلہ 232
وطن اصلی اور وطن اقامت کا ایک مسئلہ 232
وہابی نکاح پڑھائے تو نکاح ہو جاتا ہے مگر حرام ہے 233
ولیمہ زفاف کی سنت ہے 233
نکاح کے بعد چھوہارے لوٹانا حدیث سے ثابت ہے 233
سیاہ خضاب حرام ہے 233
صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد کی غرض سے خضاب لگاتے تھے 233
نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھ لی تو اس کا اعادہ ضروری ہے 233
مسجد کی زمین کی بیع حرام ہے اگرچہ مسجد ویران ہو چکی ہو 234
نماز جنازہ میں جلدی کرنے کا مطلب۔ 234
مردہ کے ساتھ مٹھائی وغیرہ قبرستان میں لے جانا منع ہے 234
حرمت مصاہرۃ کا مسئلہ 234
بعض عورتیں نور نبی کریم علیہ السلام کی تمنا میں فوت ہو گئیں 234
حیلہ اسقاط سے کس قدر کفارہ ادا ہوتا ہے؟ 235
خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں نہ لینا اولیٰ ہے 235
دیہات میں جمعہ پڑھنے کا مسئلہ 235
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانے میں کفارہ لازم نہیں 235
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا بے ادبی ہے 235
تانبے، پیتل وغیرہ کا خلال گلے میں لٹکانا منع ہے 236
جوان غیر محرم عورتوں کے سلام کا جواب دل میں دینا چاہیے 236
سنت فجر اول وقت میں پڑھنا اولیٰ ہے 236
ظہر کی اول سنت پڑھے بغیر جماعت نہ کرائے 236
جمعہ کی پہلی چار سنتیں خطبہ کی وجہ سے اگر رہ جائیں تو نماز کے بعد ضرور انہیں پڑھے 236

Marfat.com

ہندو کسی جائز مقصد کے لیے آڑھت لیں جائز ہے	236
دست غیب کے لیے دعا کرنا حرام ہے	237
کیمیا کوئی شے نہیں	237
اصل دست غیب جو قرآن نے بتایا ہے	237
علم باطن کا ادنیٰ درجہ	237
غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے	238
عالم کی تعریف	238
مجاہدہ کے لیے کم از کم اسی برس درکار ہیں	238

(حصہ سوم)

شطرنج اور تاش کھیلنا ناجائز ہے	239
سود اور رشوت کا مال صرف زبانی توبہ سے پاک نہیں ہو سکتا	239
لباس کے متعلق ایک قاعدہ کلیہ	240
طواف قبر اور سجدہ قبر ناجائز ہے	240
بوسہ قبر بھی منع ہے	240
نقالوں وغیرہ کو دینے کا حکم	241
ایک دوسرے پر آم کی گٹھلیاں مارنا ممنوع ہے	241
بیل بکرے وغیرہ کو خصی کرنا بالاتفاق جائز ہے	242
وہابیوں کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانا حرام حرام ہے	243
انگریزوں کی نوکری کرنا درست ہے اگر اس میں کوئی عذر شرعی مانع نہ ہو	243
جھوٹے کام کا جوتا بھی مرد کو مکروہ ہے	243
بعد موت مرد عورت کو دیکھ سکتا ہے چھو نہیں سکتا	245
عورت چھو بھی سکتی ہے اور غسل بھی دے سکتی ہے	245
بدمذہبوں کے ہاں ان کے پریس میں نوکری کرنا ان کے کلمات ملعونہ لکھنا یا چھاپنا اشد گناہ اور موجب لعنت ہے۔ الخ	246

Marfat.com

نامحرم اندھے سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے	249
کبوتر بازی، مرغ بازی وغیرہ حرام ہے	249
ایک رباعی جو نہ پڑھنی چاہیے	249
ایصال ثواب کا طریقہ	249
حقہ کے پانی سے وضو جائز ہے	250
سوتی موزوں پر مسح درست نہیں	250
جنبی شخص سلام کا جواب دے سکتا ہے مگر بعد از تیمم بہتر ہے	251
بے وضو آیات قرآنی کو ہاتھ لگانا منع ہے	252
معذور سے متعلق چند مسائل نماز	252
جنبی کے پسینے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے	253
پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا حکم	253
شبہہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی	254
مردہ جانور کی ہڈی پاک ہے	255
بچے کا پیشاب ناپاک ہے	256
لحاف وغیرہ ناپاک ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ	256
نجاست کا ایک مسئلہ۔ نجاست کا دوسرا مسئلہ	257
ہنود کی اشیاء خوردنی دودھ، گھی، ترکاری کا استعمال مسلمان کے لیے جائز ہے۔ مگر تقویٰ یہ ہے کہ پرہیز کرے۔	257
لوح محفوظ کی حقیقت	258
لوح محفوظ میں لکھا ہوا تغیر و تبدل سے محفوظ ہے	258
نسخ صحف میں ہے لوح میں نہیں	258
مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید اور اسباب پر اعتماد تام ضلال بعید ہے	259
شقی ازلی درست نہیں ہو سکتا	259
اللہ تعالیٰ حاکم حقیقی ہے سب اس کے محتاج ہیں	259
علم غیب انبیاء کی بحث	259

Marfat.com

حقہ کے متعلق تحقیق بسیط 260
حقہ کے متعلق مزید ایک فتویٰ 270
بدمذہبوں کو دوست بنانے والا ہرگز امامت کے لائق نہیں 272
اپنا حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے؟ 272
اپنے حق کے وصول کے لیے زبردستی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ 278
فقہی مسائل میں غیر مسلک کے علماء یا ان کی کتب مثلاً احیاء العلوم وغیرہ کی
سند کافی ہے یا نہیں؟ 279
نماز عشاء کے فرض و وتر کے بارے میں 280
کتب عقائد میں اثبات نبوت کے بارے میں احادیث کے حوالے کس نے
کن الفاظ سے تخریج کیے ہیں 281
عورت کو محارم اور غیر محارم مرد اور عورتوں کے سامنے جانا جائز ہے یا نہیں؟ 281
چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ بغرض اعمال جلانا جائز ہے یا نہیں؟ 293
میت کی تعزیت کے لیے آنے والوں کی پان چھالیا وغیرہ سے تواضع کرنا اہل میت کے
لیے کہاں تک جائز ہے۔ 295
روافض معتزلہ کا جنت میں رویت باری کا منکر ہونا اور ماں باپ کے رکھے ہوئے نام
اور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے نام کے بارے میں 304
استاد کے بدعقیدہ ہو جانے پر شاگرد کو اس کی تعظیم کرنی جائز ہے یا نہیں 307
جملہ انبیاء کرام باجماع اہل سنت قبل بعثت و بعد بعثت ہر طرح معصوم ہیں۔ 308
کلمہ توحید کا ذکر بطور مشائخ سکھانے کے بارے میں 309
کپڑے یا بدن کا کوئی حصہ نجس ہو گیا ہو اس کے بارے میں 310
ہلال عید دن چڑھے نظر آنے و شدید بارش کی وجہ سے کچھ لوگوں کے نماز پڑھ لینے
اور بقیہ لوگوں کے دوسرے دن نماز عید پڑھنے کے بارے میں 312
بلا عذر روز اول نماز عید نہ پڑھنے والے کے لیے روز دوم نماز پڑھنے کے بارے میں 315
متولی درگاہ کو اپنی تولیت دوسرے کو کلاً یا جزواً منتقل کرنے کے بارے میں 317
متولی اوقاف کے تولیت کے بارے میں 318

Marfat.com

جلد نماز پڑھنے والے کو ٹوکنے، کافر و مشرک لوگوں کو سلام کرنے اور ان کی تعظیم کرنے، نصاریٰ کی کچہریوں اور حکام کو عدالت اور عادل کہنے اور خلاف دین امر کی کتابت و طباعت کے بارے میں 323
داستان امیر حمزہ میں مذکور عمرو عیار کے بارے میں 324
اخبار اور شہادت شرعیہ کے بارے میں 325
شہادت کی صورت میں لفظ اشہد کہنا ضروری ہے یا ترجمہ ہی کافی ہے۔ 325
روزہ کی حالت میں بہ جبر جماع کرنے کی صورت میں صرف قضا لازم ہے یا کفارہ بھی 325
روزہ کی حالت میں کان میں پانی چلے جانے اور دماغ تک پانی پہنچ جانے کے بارے میں 326

○ ○ ○

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالات امام اہلسنّت

اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدد ماتہ حاضرہ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی تیرہویں صدی کی واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھاگئی اور چودہویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلامی میں ان کو حق و صداقت کا منارۂ نور سمجھا جانے لگا۔ ملت اسلامیہ کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پا سکا۔

پیدائش:

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ۱۰/ شوال المکرم ۲۷۲ ۱ھ' مطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء ہفتہ کے روز ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کا پیدائشی اسم مبارک محمد رکھا گیا۔

علمی بصیرت:

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری، مرحوم مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کو لے کر جب اس لیے حاضر خدمت ہوئے کہ ایشیا بھر میں ڈاکٹر صاحب ریاضی وفلسفہ میں فرسٹ کلاس کی ڈگری رکھتے ہوئے ایک مسئلہ کو حل کرنے میں زندگی کے قیمتی سال لگا کر بھی حل نہ کرنے پائے تھے' اور فیثاغورثی فلسفہ کشش ان پر چھایا ہوا تھا۔ تو اعلیٰ حضرت نے عصر و مغرب کی درمیانی مختصر مدت میں اس مسئلہ کا حل بھی قلمبند کرا دیا اور فلسفہ کشش کی کھینچ تان کو بھی قلمبند فرما دیا جو رسالہ کی شکل میں چھپ چکا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ ان کو یورپ کا کوئی تھیوریوں والا درس دے رہا ہے یا اس ملک کا کوئی حقیقت آشنا ان کو سبق پڑھا رہا ہے۔ انہوں نے اس صحبت کے تاثرات کو اجمالاً ان الفاظ میں ظاہر کیا تھا کہ "اپنے ملک میں جب معقولات کا ایسا ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ

Marfat.com

سیکھا اپنا وقت ضائع کیا۔"

اس ایک مثال سے آپ کے تبحر علم اور علمی بصیرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

علوم عقلیہ:

یہ روز کا معمول تھا کہ فلکیات و ارضیات کے ماہرین اپنے علمی مشکلات کو لے کر آتے اور دم بھر میں حل فرما کر ان کو شاد شاد رخصت فرما دیتے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ ماہرین فن نجوم آئے اور فنی دشواریوں کو پیش کیا تو اعلیٰ حضرت نے ہنستے ہوئے اس طرح جواب دے کر خوش کر دیا کہ گویا یہ دشواری اور اس کا حل پہلے سے فرمائے ہوئے تھے۔

محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ "ایک بار صدرا کہ مایہ ناز (مقامات شکل حماری اور شکل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتاب کی (وہی کیفیت؟) دیکھی تو اپنی تحقیق بیان فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ حماری کی حماریت بے پردہ ہو گئی اور عروسی کا عروس ختم ہو گیا۔ مسئلہ بخت و اتفاق شمس بازغہ کا سرمایہ تفلسف ہے۔ مگر اس بارے میں اعلیٰ حضرت کے ارشادات جب مجھ کو ملے تو اقرار کرنا پڑا کہ ملا محمود اگر آج ہوتے تو اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کرنے کی حاجت محسوس کرتے۔ اعلیٰ حضرت نے کسی ایسے نظریے کو کبھی صحیح و سلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم رہ سکے اگر آپ وجود فلک کو جاننا چاہتے ہوں اور زمین و آسمان دونوں کا سکون سمجھنا چاہتے ہوں' اور سیاروں کے بارے میں كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہوں تو ان رسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰ حضرت کے رشحات قلم ہیں۔ اور یہ راز آپ پر ہر جگہ کھلتا جائے گا کہ منطق و فلسفہ و ریاضی والے اپنی راہ کے کتنی موڑ پر کج رفتار ہو جاتے ہیں۔

افتاء کی خداداد عظیم صلاحیت:

عادت کریمہ تھی کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیانی مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں۔ اتنی آوازوں میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح' مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط' زبانی سوالات کے تشفی

Marfat.com

بخش جوابات عطا ہو رہے ہیں۔ اور فلسفیوں کے اس خبط لَا یَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ اِلَّا الْوَاحِد (ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم وفن سرتھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں' وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرما دی جاتی تھی' یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرما دیا کرتے تھے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ :

یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لیے جزئیات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے۔ اسی وقت فرما دیتے کہ ردالمحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ درمختار کے فلاں صفحہ فلاں سطر پر یہ عبارت ہے۔ عالمگیری میں بقید جلد و صفحہ و سطر میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیریہ میں' مبسوط میں' ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ارشاد فرما دیتے۔ اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے ہیں تو صفحہ و سطر و عبارت وہی پاتے ہیں جو زبان اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا۔ اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں ---- یہ چیز بھی اپنی جگہ پر حیرت ناک ہے۔

حافظ قرآن کریم نے سالہا سال قرآن عظیم کو پڑھ کر حفظ کیا' روزانہ دوہرایا ایک ایک دن میں سو سو بار دیکھا' حافظ ہوا محراب سنانے کی تیاری میں سارا دن کاٹ دیا اور صرف ایک کتاب سے واسطہ رکھا۔ حفظ کے بعد سالہا سال مشغلہ رہا ہو سکتا ہے کہ کسی حافظ کو تراویح میں لقمے کی حاجت نہ پڑی ہو۔ گو ایسا دیکھا نہیں گیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب کسی آیت قرآنیہ کو سن کر اتنا یاد رکھیں کہ ان کے پاس جو قرآن کریم ہے اس میں یہ آیہ کریمہ داہنی جانب ہے یا بائیں جانب ہے۔ گو یہ بھی بہت نادر چیز ہے مگر یہ تو عادتاً محال اور بالکل محال ہے کہ آیت قرآنیہ کے صفحہ و سطر کو بتایا جا سکے۔ تو کوئی بتائے کہ تمام کتب متداولہ و غیر متداولہ کے ہر جملہ کو بقید صفحہ و سطر بتانے والا' اور پورے اسلامی کتب خانے کا صرف حافظ ہی ہے یا وہ اعلیٰ کرامت کا نمونہ ربانیہ ہے جس کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لیے اب تک ارباب لغت و اصطلاح الفاظ پانے سے عاجز رہے۔

Marfat.com

علم قرآن:

علم قرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت کے اس اردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں۔ اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا۔ جو بظاہر ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں روح قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدرالا فاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین علیہ الرحمتہ نے حاشیہ پر لکھی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گذرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا۔

اعلیٰ حضرت خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔ لیکن اگر حضرت سعدیؒ اردو زبان کے اس ترجمہ کو دیکھ پاتے تو فرما ہی دیتے کہ:

ترجمہ قرآن شے دیگرست ٭ علم القرآن شے دیگر

علم الحدیث و علم الرجال:

علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازبر۔

علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔

اعلیٰ حضرت نے اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ بعض لوگوں کا ایمان بالرسل بایں معنی نہیں ہے کہ رسول پاک سید المرسلین ہیں، خاتم النبیین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، اکرم الاولین و الآخرین ہیں، اعلم الخلق اجمعین ہیں، محبوب رب العالمین ہیں۔ بلکہ صرف بایں معنی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی ہیں جو مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے بے اختیار اور عند اللہ بے وجاہت رہے۔ اگر ان کو بشر سے کم قرار دو تو تمہاری توحید زیادہ چمک دار ہو جائے گی۔

102279

Marfat.com

ان حقائق کو واضح کر دینے کا یہ مقدس نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی جمہوریت اسلامیہ کی بڑی اکثریت دامن رسول سے لپٹی ہوئی ہے اور دشمنان اسلام کے فریب سے بچ کر مجرموں کے منہ پر تھوک رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالی عنا وعن سائرا ھل السنۃ والجماعۃ خیر الجزاء۔

علم فقہ میں اعلیٰ حضرت کا مقام:

آپ کے علم و فضل اور خاص کر علم فقہ میں تبحر کا اعتراف تو ان اہل علم نے بھی کیا ہے جنہیں مسلک و مشرب میں آپ سے اختلاف ہے۔ مثلاً:

ملک غلام علی صاحب جو سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے معاون ہیں اپنے ایک بیان میں جسے ہفت روزہ "شہاب" لاہور نے ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں درج کیا ہے لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے۔ اور عشق خدا و رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹ پڑتا ہے۔"

اسی طرح اعظم گڑھ یوپی سے شائع ہونے والا ماہنامہ مجلّہ "معارف" رقمطراز ہے:

"مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم اپنے وقت کے زبردست عالم، مصنف اور فقیہ تھے۔ انہوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے ہیں۔ قرآن عزیز کا سلیس ترجمہ بھی کیا ہے ان علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ ہزارہا فتووں کے جوابات بھی انہوں نے دیے ہیں۔"

یہ آراء ان لوگوں کی ہیں جن سے مسلکی اختلافات ہیں۔ اور جو مسلک میں متحد ہیں ان کی آراء کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم چند کلمات علمائے ربانیین و عظمائے حرمین طیبین کے اس موقع پر عرض کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ اب تک تذکروں میں جن جن علماء کے نام پیش کیے گئے ہیں غالباً یہ نام ان سے جداگانہ ہیں:

(۱) شوافع کے مفتی اور امام، نقیب الاشراف اور شیخ السادۃ فی المدینۃ المنورہ سیدی السید علوی بن السید احمد بافقیہ ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

" افضل الفضلاء انبل النبلاء فخر السلف قدوة الخلف الشیخ احمد رضا۔"

(۲) احناف کے مفتی و امام السید اسماعیل بن خلیل مدنی فرماتے ہیں۔

" شیخنا العلامة المجرد شیخ الاساتذة علی الاطلاق الشیخ احمد رضا۔"

(۳) حنبلیوں کے امام و مفتی اور مسجد نبوی میں مدرس امام عبد اللہ النابلسی الحنبلی ارشاد فرماتے ہیں۔

" العالم العامل الھمام الفاضل محرر المسائل و عویصات الاحکام و محکم بروج الادلة بمزید اتقان و زیادة احکام سید الشیوخ و الفضلاء الکرام قاضی القضاة الشیخ احمد رضا خان"

(۴) مالکی حضرات کے امام و مفتی' مدینہ منورہ میں دارالافتاء کے اعلیٰ نگران و حاکم سیدی احمد الجزائری ابن السید احمد المدنی ارشاد فرماتے ہیں۔

" علامة الزمان و فرید الاوان و منبع العرفان و ملحظ النظار سید عدنان حضرت مولانا الشیخ احمد رضا خان۔"

یہ چار شہادتیں مفتیان مذاہب اربعہ' احناف' شوافع' حنابلہ اور مالکین مدینہ منورہ کی ہیں۔ چار ہی مذاہب اربعہ کے مفتیان کرام' علمائے عظام و مدرسین بیت اللہ الحرام مکہ مکرمہ کی پیش خدمت ہیں۔

(۱) حنفیوں کے امام و مفتی' علامة الزمان مولانا سید عبد اللہ بن مولانا السید عبدالرحمٰن السراج مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ تحریر فرماتے ہیں۔

" العلامة الفھامة الھمام و العمدة الدراکة الامام ملك العلماء الاعلام الشیخ احمد رضا خان۔"

(۲) مالکین کے امام و قاضی و مفتی و مدرس مسجد حرام کے خاص الخاص مفتی حضرت سیدی امام محمد بن علی بن حسین المالکی مفتی و مدرس دیار حرمیہ ارقام فرماتے ہیں۔

" ونشرت اعلام الانتصار علی منبر الھدایة فی جامع

Marfat.com

الافتخار وقامت تبث فضائل منشیھا و تنص علی مناھل مصطفیھا وکیف لا وھو احمد المھتدین رضا لا زالت شموس تحقیقاتہ المرضیۃ طالعۃ فی سماء الشریعۃ السمحۃ المحمدیۃ۔"

(۳) مفتی امام محدث علام مدرس بیت الحرام مکہ مکرمہ و امام شافعیہ سیدی محمد صالح مدرس مسجد حرام و امام شافعیہ ارقام فرماتے ہیں۔

"فنقول ابقاہ سامیا ذری مجد مخدوم العز و السعد رافلا علل الحبور واردا موارد السرور ماترنم بمدحہ مادح صدح بشکرہ صادہ۔

(۴) مکہ مکرمہ میں حنابلہ کے مفتی و امام اور مدرس حضرت علامہ مولانا عبد اللہ بن حمید مفتی حنابلہ بمکۃ المشرفہ فرماتے ہیں۔

"العالم المتحقق المدقق لا زالت شجرۃ علمہ نامیۃ علی ممر الزمان و ثمر علمہ مقبولۃ لدی الملک الدیان الشیخ احمد رضا خان۔"

حرمین شریفین کے صرف چار چار علمائے کرام کی آراء یہاں پر درج کی گئی ہیں اور اختصار کے پیش نظر انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ورنہ ان کے علاوہ مصر و شام، عراق و یمن، الجزائر و نابلس، طرابلس و اردن وغیرہا ممالک عربیہ اسلامیہ کے فضلاء و علماء کے ایسے ہی خیالات متعدد مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

جب ہم آپ کی تحریرات و فتاویٰ کو دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ کام اس تعمق اور اس تیز رفتاری کے ساتھ کسی شخص واحد سے ممکن ہے؟

مثال کے طور پر ۱۳۲۳ھ کا واقعہ ہے مکہ مکرمہ برائے حج تشریف لے گئے ہیں اور ظاہر ہے کہ حج پر جانے والا اپنے ساتھ کتب فقہ و حدیث کا ذخیرہ تو نہیں لے جاتا فراغت حج کے ساتھ ہی ایک استفتاء جو پانچ سوالوں پر مشتمل تھا دیا جاتا ہے اور تقاضا یہ ہے کہ دو دن میں جواب مل جائے۔ جس کی مختصر کیفیت یہ تھی جو خود مصنف علیہ الرحمتہ نے بیان فرمائی۔

"میرے پاس بعض ہندیوں کی طرف سے پیر کے دن عصر کے وقت ۲۵/ ذی الحجہ کو ایک سوال آیا ----- میرے پاس کتابیں نہ تھیں اور مفتی حنفیہ سیدی صالح بن

Marfat.com

کمال کا کہنا یہ تھا کہ دو دن منگل و بدھ میں جواب مکمل ہو جائے۔ میں نے رب تبارک و تعالیٰ کی امداد و اعانت پر جواب صرف دو مجلسوں میں مکمل کیا جس میں سے مجلس اول تقریباً سات گھنٹے کی تھی اور دوسری مجلس ایک گھنٹے کی۔"

(ترجمہ الدولتہ المکیتہ)

اس استفتاء جو پانچ سوالون پر مشتمل تھا اور جس کا جواب دو نشستوں میں جو تقریباً آٹھ گھنٹے پر حاوی تھیں تحریر کیا گیا یہ عربی زبان میں چار سو صفحات کی کتاب تھی جسے بنام تاریخی

"الدولة المكية بالمادة الغيبية"

۱۳۲۳ھ

سے موسوم فرمایا۔

اس مبارک کتاب میں جب کہ آپ کے پاس کوئی کتاب موجود نہ تھی متعدد کتب و فتاویٰ کے حوالہ جات صفحہ وار بتائے ہیں اور محض اپنی یاد داشت پر بتائے ہیں۔ یہ محض رب کریم کی وہ عنایت تھی جو وہ اپنے مقبول بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

تصنیفات و افتاء:

امام اہل سنت قدس سرہ نے اپنی عمر کے آٹھویں سال میں بزبان عربی "ہدایت النحو" کی شرح تحریر فرمائی اور چودہ سال کی عمر سے مسلسل فقہ پر کام کیا جو اڑسٹھ سال کی عمر تک جاری رہا۔ ایک ہزار کے قریب ضخیم کتابیں اور رسائل یادگار چھوڑے، جو موضوع کے اعتبار سے پچاس مختلف علوم و فنون پر محیط ہیں۔ یہ پچپن سال کا دور پوری تصانیف پر منقسم کیا جائے تو روزانہ کی اوسط تحریر ساڑھے تین جزو ہوتے ہیں جن کے چھپن صفحات بنتے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ ۱۲ جلدوں میں ہے جن میں سے چار جلدیں (کتاب الطہارۃ سے کتاب الحج تک) طبع ہو چکی ہیں۔ آٹھ ابھی شائع نہیں ہو سکیں۔ پانچویں چھپ رہی ہے۔ فتاویٰ دیکھیے تو آپ کو ایک فقیہ کی فقاہت اور ایک مفتی کی شان افتاء کا اندازہ ہو گا۔

امام بریلوی کی شعر گوئی:

کتنی عجیب بات ہے کہ ایسے امام الوقت مسند العصر کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم بیس گھنٹے میں صرف علم دین سے واسطہ ہو جس کے ایوان علم میں اپنے قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو، جو عرب و عجم کا رہنما ہو، اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے کسی سے شعر

Marfat.com

سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے۔ مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے اگر اعلیٰ حضرت کے قدم اس کو نہ نوازیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس رشک جناں سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ پڑھنے والوں اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا لغزشوں سے محفوظ رہنا:

علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدیوں سے چلے آرہے ہیں مگر لغزش علم و فلتت لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں۔ زور قلم میں بکثرت تفرد پسندی میں آ گئے بعض تجدد پسندی پر اتر آئے۔ تصانیف میں خود آرائیاں بھی ملتی ہیں۔ لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ قول حق کے لہجہ میں بھی بوئے حق نہیں ہے۔ حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی گئی ہے لیکن ہم کو اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ یا حضرت شیخ محقق مولانا محمد عبد الحق محدث دہلوی' حضرت مولانا بحر العلوم فرنگی محلی' یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ اس عنوان پر غور کرنا ہو تو فتاویٰ رضویہ کا گہرا مطالعہ کر ڈالئے۔

فقیہ اعظم کا ایک عظیم و جلیل حاشیہ جو چار مجلدات پر مشتمل ہے وہ حاشیہ امام ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ "رد المحتار" پر ہے۔ جسے آپ نے بنام "جد الممتار" موسوم فرمایا ہے۔ لیکن یہ بیش قیمت حاشیہ اسی ذخیرے میں پڑا ہے جو ابھی تک محروم اشاعت ہے۔

مولیٰ تعالیٰ کسی ایسے مرد جلیل کو پیدا فرما دے جو جملہ تصانیف مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے "مرکز اشاعت علوم امام احمد رضا" قائم کرے اور آپ کے جواہر علمی کو جلوۂ طباعت دے۔ آمین

وصال مبارک:

آپ ۲۵ / صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء جمعتہ المبارک کے دن عین اذان جمعہ کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

مسئلہ: ۲/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کھانا جھینگہ کا درست ہے یا نہیں؟ مکروہ ہے یا حرام؟ مع دستخط و مہر کے جواب تحریر فرمایئے۔

الجواب: ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں۔ تو جن بعض کے خیال میں جھینگہ مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہیے۔ مگر فقیر نے کتب لغت و طب و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے قاموس میں ہے۔

الاربیان بالکسر سمک کالدود۔ اربیان ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ایک مچھلی ہے مکوڑے کی طرح۔

صحاح و تاج العروس میں ہے۔

الاربیان بیض من السمک کالدود ویکون بالبصرۃ اربیان مکوڑے کی طرح سفید مچھلی ہوتی ہے اور بصرہ میں پائی جاتی ہے۔

صراح میں ہے۔

اربیان نوعے از ماہی ست اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے۔

منتہی الارب میں ہے۔

اربیان نوعے از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگامی گویند

اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے جس کو ہندی میں جھینگا کہتے ہیں۔

مخزن میں ہے۔

روبیان وار بیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیاں و ماہی میک و بہندی جھینگا مچھلی نامند۔ روبیان اور اربیان بھی کہتے ہیں فارسی میں روبیاں مچھلی اور میک مچھلی اور ہندی میں جھینگا مچھلی کہتے ہیں۔

Marfat.com

تحفۃ المومنین میں ہے۔

بفارسی ماہی روبیاں نامند

تذکرۂ داؤد و انطاکی میں ہے۔

روبیان اسم نصرب من السمک یکثر ببحر العراق و القام احمر کثیر الارجل نحو السرطان لکنہ اکثر لحما۔

روبیان مچھلی کی ایک قسم کا نام ہے جو عراق اور قام کے سمندر میں بہت ہوتی ہے۔ سرخی مائل کیکڑے کی طرح بہت پاؤں والی لیکن اس میں گوشت زیادہ ہوتا ہے۔

حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں ہے۔

الروبیان ھوسمک صغیر جدا احمر

روبیان و سرخی مائل بہت چھوٹی سی مچھلی ہے۔

تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون و تصریح معراج الدرایۃ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے

والطافی لیس نوعا براسہ بل وصف یعتری کل نوع

اور طافی کوئی مستقل نوع نہیں بلکہ ایک وصف ہے جس کی طرف ہر نوع کی نسبت ہوتی ہے۔

اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں۔ رد المختار میں ہے وفی معراج الدرایہ

ولو وجدت سمکۃ فی حوصلۃ طائر توکل وعند الشافعی لا توکل لانہ کالرجیع ورجیع الطائر عندہ نجس وقلنا انما یعبر رجیعا اذا تغیر وفی السمک الصغار التی تقلی من غیران یشتق جوفہ فقال اصحابہ لا یحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمہ یحل

اگر پرندہ کی پوٹ میں مچھلی پائی جائے تو کھائی جائے گی اور امام شافعی کے نزدیک نہ کھائی جائے گی کیونکہ وہ بیٹھ کی طرح ہے اور ان کے نزدیک

Marfat.com

پرندہ کی بیٹھ ناپاک ہے اور ہم کہتے ہیں بیٹھ اس وقت ہو گی جب کہ متغیر ہو گئی ہو اور وہ چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک کیے بغیرانہیں بھونا جاتا ہے، شوافع کہتے ہیں ان کا کھانا حلال نہیں کیونکہ پرندہ کی بیٹھ نجس ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔

مگر فقیر نے جواہر اخلاطی مین تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

حیث قال السمک الصغار کلھا مکروھة کراھة التحریم ھو الاصح۔

جب کہ کہا ہے چھوٹی مچھلیاں تمام کی تمام مکروہ تحریمی ہیں۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور گنگچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے ماہی سقنقور۔ حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمارے ائمہ سے حلت روبیان میں کوئی نص معلوم نہیں۔ اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہو گی۔ بحرحال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۲ : ۳/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے فحول و مفتیان ذوی العقول اس مسئلہ میں کہ کہنا "یارسول اللہ" "یاولی اللہ" کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو "یا مشکل کشا علی" وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مع دستخط کے مرحمت فرمایئے تاکہ میں صاف صاف لوگوں کو سمجھا دوں۔ اور عربی آیت و حدیث جہاں آئے اس کا ترجمہ بزبان اردو تحریر فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: جائز ہے جب کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الہٰی والمدبرات امرا سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا۔ پلک نہیں ہلا سکتا۔ اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلا شبہ جائز ہے۔ جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم ﷺ نے ایک نابینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں۔

یامحمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی لی۔	یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں منہ کرتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔

اور بعض روایات میں ہے۔

لتقضی لی یارسول اللہ	تاکہ حضور میری یہ حاجت پوری فرمائیں۔

ان نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی فوراً آنکھیں کھل گئیں۔

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو بتائی۔ انہوں نے بعد نمازیوں ہی ندا کی کہ یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اس حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ ان کی حاجت بھی پوری ہوئی۔ پھر علماء ہمیشہ اسے قضائے حاجات کے لیے لکھتے آئے۔ نیز حدیث میں ہے۔

اذا ارادعونا فلینا داعینونی یاعباد اللہ۔

جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو یوں پکارے میری مدد کرو اے اللہ کے بندو۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے۔

قولھم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب لحرمتہ۔

یاشیخ عبدالقادر کہنا ندا ہے۔ اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔

فقیر نے اس بارے میں ایک مختصر رسالہ "انوارا الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ" لکھا۔

Marfat.com

وہاں دیکھیے کہ زمانہ رسالت سے ہر قرن و زمانہ کے ائمہ و علما و صلحا میں وقت مصیبت محبوبان خدا کو پکارنا کیسا شائع ذائع رہا ہے۔ وہابیہ کے طور پر معاذ اللہ صحابہ سے آج تک وہ سب بزرگان دین مشرک ٹھہرتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳: ۴/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف، رحم کرے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر اور برکت دے علم میں کہ فیض پہنچاتے ہیں علم سے اپنے خلائق کو اس قول میں کہ وردی جو کہ سپاہی پولیس کے پہنتے ہیں اور دھوتی جو کہ کفار پہنتے ہیں اس کو پہن کر نماز مکروہ ہے یا کہ مکروہ تحریمی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: وہ وردی پہن کر نماز مکروہ ہے۔ خصوصاً جب کہ سجدہ بروجہ مسنون سے مانع ہو۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے۔

الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاط شئی من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیرا جرلا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ۔

موچی اور درزی جب کسی ایسی چیز کے سینے کا اجارہ کرے جو فساق کا پہناوا ہے۔ اور اس کے لیے اسے بہت اجرت بھی ملے اسے وہ کام نہ کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کام کا کرنا گناہ پر مدد کرنا ہے۔

اور دھوتی باندھ کر بھی مکروہ ہے کہ اگر لباس ہنود وغیرہ نہ ہو تو کپڑے کا پیچھے گھرسنا ہی نماز کو مکروہ کرنے کے لیے بس ہے۔

لنہیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن کف ثوب اوشعر

بوجہ منع کرنے حضور ﷺ کے کپڑے اور بال سمیٹنے سے۔

ہاں پیچھے نہ گھرسیں تو وہ دھوتی نہیں تہہ بند ہے۔ اور اس میں کچھ کراہت نہیں بلکہ سنت ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ

Marfat.com

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴: ۶/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت کہ جھوٹا کافر کا پاک ہے یا ناپاک؟ اگر کوئی کافر سہواً یا قصداً حقہ یا پانی پی لے کیا حکم ہے؟ ترجمہ بزبان اردو ضرور بالضرور ہر مسئلہ میں تحریر فرماتے جایئے تاکہ عام لوگ بخوبی سمجھ لیا کریں۔ بینوا توجروا کثیرا۔

الجواب: کافرناپاک ہیں۔ قال اللہ تعالی

انما المشرکون نجس۔　　کافر نرے ناپاک ہیں۔

یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے۔ پھر اگر شراب وغیرہ نجاستوں کا اثر ان کے منہ میں باقی ہو تو ناپاکی ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت ان کا جھوٹا ضرور ناپاک ہے اور حقہ وغیرہ جس چیز کو ان کا لعاب لگ جائے گا ناپاک ہو جائے گی۔ تنویر الابصار میں ہے۔

سور شارب خمر فورشربها وهرة فوراكل فارة نجس۔

شراب پینے کے بعد کا شرابی کا جھوٹا اور چوہا کھانے کے بعد بلی کا جھوٹا نجس ہے۔

یونہی اگر کافر شراب خور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی۔ تو جب تک مونچھ دھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کردے گی۔ درمختار میں ہے۔

لوشاربه طويلا لا يستوعبه اللسان فنجس ولو بعد زمان۔

اگر اس کی مونچھیں اتنی لمبی ہوں کہ انہیں زبان نہ گھیر سکے تو نجس ہے اگرچہ کچھ دیر کے بعد ہی پئے۔

اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو تو اس کے جھوٹے کو اگرچہ کتے کے جھوٹے کی طرح ناپاک نہ کہا جائے گا۔

في التنوير والدرر سور ادمي مطلقا ولو جنبا اوكافرا طاهر الفم طاهراھ

تنویر اور درر میں ہے آدمی کا جھوٹا مطلقاً پاک ہے اگرچہ جنبی ہو یا کافر بشرطیکہ اس کا منہ پاک ہو۔

مختصراً اگرچہ ہر چیز کہ ناپاک نہ ہو طیب و بے دغدغہ ہونا ضروری نہیں۔ رینٹھ بھی تو ناپاک

Marfat.com

نہیں، پھر کون عاقل اسے اپنے لب و زبان سے لگانے کو گوارا کرے گا؟ کافر کے جھوٹے سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت ہے۔ اور یہ نفرت ان کے ایمان سے ناشی ہے۔

وفی دفعه عن قلوبهم اسقاط شناعة الكفرة عن اعينهم اوتخفيفها و ذلك غش بالمسلمين وقد صرح العلماء كما فى العقود الدرية وغيرها ان المفتى انما يفتى بما يقع عنده من المصلحة و مصلحة المسلمين فى ابقاء النفرة عن الكفرة لا فى القائها۔

اور ان کے دلوں سے اس کے اٹھانے میں ان کی آنکھوں سے کفار کی برائی دور کرنا ہے یا کم کرنا اور یہ مسلمانوں کے ساتھ دھوکا ہے اور تحقیق علماء نے تصریح کی ہے جیسا کہ عقود دریہ وغیرہ میں سے بے شک مفتی وہ فتویٰ دے جس میں اس کے نزدیک مسلمانوں کا بھلا ہو۔ اور مسلمانوں کا بھلا کافروں سے نفرت باقی رکھنے میں ہے نہ اس کے ختم کرنے میں۔

و لہٰذا جو شخص دانستہ اس کا جھوٹا کھائے پیئے مسلمان اس سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ وہ مطعون ہوتا ہے۔ اس پر محبت کفار کا گمان ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے:

من كان يومن بالله واليوم الاخر فلا يقف مواقف التهم

جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اياك وما يسوء الاذن اس بات سے بچ جو کان کو بری لگے۔

رواه الامام احمد عن ابى الغادية والطبرانى فى الكبير وابن سعد فى الطبقات والعسكرى فى الامثال وابن مندة فى المعرفة والخطيب فى الموتلف كلهم عن ام الغادية عمة العاص بن عمرو الطفاوى و عبد الله بن احمد الامام فى زوائد المسند وابو نعيم وابن مندة كلاهما فى المعرفة عن العاص المذكور مرسلا وابونعيم فيها عن حبيب بن الحارث رضى الله تعالى عنهم۔

نیز بہت حدیثوں میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

Marfat.com

ایاک وکل امر یعتذر منہ۔ ہر اس بات سے بچ جس میں عذر کرنا پڑے۔

رواہ الضیاء فی المختارۃ والدیلمی کلاھما بسند حسن عن انس والطبرانی فی الاوسط عن جابر وابن بنیع ومن طریقۃ العسکری فی امثالہ و القضاعی فی مسندہ معا والبغوی ومن طریقۃ الطبرانی فی اوسطہ والمخلص فی السادس من فوائدہ وابو محمد الابراھیمی فی کتاب الصلوۃ و ابن النجار فی تاریخہ کلھم عن ابن عمر والحاکم فی صحیحہ والبیھقی فی الزھد و العسکری فی الامثال و ابونعیم فی المعرفۃ عن سعد ابی وقاص و احمد و ابن ماجۃ بسند احسن و ابن عساکر عن ابی ایوب الانصاری کلھم رافعیہ الی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و البخاری فی تاریخہ و الطبرانی فی الکبیر و ابن مندۃ عن سعد بن عمارۃ من قولہ رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین۔

اور حضور ﷺ فرماتے ہیں:

بشروا ولا تنفروا رواہ الائمۃ احمد و البخاری و مسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ

بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔

پھر اس میں بلاوجہ شرعی فتح باب غیبت ہے اور غیبت حرام (فما ادی الیہ فلا اقل ان یکون مکرھا) تو دلائل شرعیہ و احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ کافر کے جھوٹے سے احتراز ضرور ہے۔

وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان بل والمکان کما تشھد بہ فروع جمعہ فی کتب الائمۃ ھذا ما عندی وبہ افتیت مرارا واللہ ربی علیہ معتمدی والیہ مستندی واللہ سبحانہ و تعالی اعلم۔

اور بہت سے احکام اختلاف زمانہ کے ساتھ بلکہ اختلاف مکان کے ساتھ مختلف ہو جاتے ہیں۔ اس کی شہادت وہ فروع ہیں جو کتب ائمہ میں جمع

Marfat.com

ہیں- یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے اور میں نے اس کے ساتھ کئی بار فتویٰ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری سند ہے۔ اور اللہ پاک و بلند خوب جانتا ہے۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۵: ۷/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک شخص نماز ظہر کی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے بعد چار سنت پڑھنے کے سہواً پھر چار سنت کی نیت باندھ لی اور اس کو چار فرض پڑھنا چاہیے تھے۔ جس وقت کہ وہ دو رکعت نماز ادا کر چکا اس کو خیال ہوا کہ اب مجھ کو فرض پڑھنا تھے۔ پس اس نے اپنے دل میں فرضوں کی نیت باندھ لی کہ میں فرض پڑھتا ہوں اور اس نے دو رکعت پیشتر کی بہ نیت سہواً سنت ادا کی اور دو رکعت آخر کی بہ نیت فرض کے خالی الحمد کے ساتھ پڑھی۔ دریں صورت کہ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت بینوا توجروا؟

الجواب: یہ نماز فرض ہوئی نہ سنت۔ فرض تو یوں نہ ہوئے کہ پہلی دو رکعتوں میں نیت فرض کی نہ کی تھی اور فعل کے بعد نیت کا اعتبار نہیں۔ فی الدرالمختار لاعبرة بنية متاخرة عنها على المذهب۔ اور دو رکعت اخیر میں اگر فرض کی نیت اس نے تیسری رکعت کی پہلی تکبیر کے وقت بحال قیام نہ کی، جب تو یہ نیت ہی لغو ہے۔ اور اس وقت کی تو اب وہ پہلی نیت سے نماز فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر چار پوری پڑھ لیتا فرض ہو جاتے۔ مگر اس نے دو پر قطع کر دی لہٰذا یہ بھی فرض نہ ہوئے۔

فی الدرالمختار یفسدها انتقاله من صلوة الی مغايرتها فی ردالمحتار بان ينوی بقلبه مع التكبيرات الانتقال المذكور قال فی النهر بان صلى ركعة من الظهر مثلا ثم افتتح العصر او التطوع بتكبيرة فان كان صاحب ترتيب كان شارعا فی التطوع عندهما خلافا لمحمد اولم يكن بان سقط للضيق اوللكثرت صح شروعه فی العصر لانه نوى تحصيل ماليس بحاصل فخرج

Marfat.com

عن الاول فمناط الخروج عن الاول صحۃ لشروع فی المغایر ولو من وجہ الخ

درمختار میں ہے فاسد کرتا ہے نماز کو انتقال اس کا ایک نماز سے دوسری نماز کی طرف جو پہلی نماز کے مغائر ہو۔ شامی میں ہے جیسے آدمی اپنے دل کے ساتھ نیت کرے تکبیرات کے ساتھ انتقال مذکور کی مصنف نے کہا ہے جیسے نمازی نے ظہر کی مثلاً ایک رکعت پڑھی پھر عصر شروع کر دی یا نفل تکبیر کے ساتھ شروع کر دیئے پس اگر وہ صاحب ترتیب ہے شیخین کے نزدیک وہ نفل شروع کرنے والا ہے۔ امام محمد کا اختلاف ہے یا نہیں ہوا ساقط ہوئی بوجہ تنگی وقت کے یا واسطے کثرت کے درست ہے شروع ہونا اس کا عصر میں کیونکہ اس نے ایسی چیز کے حاصل کرنے کی نیت کی ہے جو اسے حاصل نہیں پس پہلی نماز سے نکل گیا پس پہلی نماز سے نکلنے کا دارومدار صحت شروع ہے پہلی نماز سے مغائر نماز میں اگرچہ تغائر من وجہ ہو۔

اور سنت نہ ہونا ظاہر ہے کہ سنتیں تو پڑھ چکا ہے بلکہ اگر سنتیں نہ پڑھی ہوتیں اور تیسری یا کسی رکعت کی تکبیر اول کے وقت نیت فرض کی کر لیتا جب بھی سنتیں نہ ہوتیں کہ وہ اس نیت کے سبب فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ بہرحال یہ رکعتیں نفل ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمد ن المصطفی ﷺ

مسئلہ ۶: ۸/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز فرض پڑھتا ہے اور اس نے سہواً پچھلی دو رکعت میں بھی بعد الحمد کے ایک ایک سورت پڑھی۔ بعدہ سلام پھیرا۔ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت؟ جیسا ہو ویسا ہی معہ دستخط مہر کے ارقام فرمایئے۔ اور اگر وہ سجدۂ سہو کر لیتا تو اس کی نماز فرض ہو جاتی یا نہیں؟

Marfat.com

الجواب: فرض ہوئے اور نماز میں کچھ خلل نہ آیا۔ اس پر سجدۂ سہو تھا۔ بلکہ اگر قصداً بھی فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملا لے تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے بلکہ بعض ائمہ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق مین ہے۔ امام کے لیے ضرور مکروہ ہے۔ بلکہ مقتدیوں پر گراں گزرے تو حرام۔ درمختار میں ہے:

ضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وھل یکرہ فی الاخریین المختار لا۔

فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ کا ملانا فرض ہے۔ اور کیا پچھلی دو رکعتوں میں مکروہ ہے؟ مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

ای لا یکرہ تحریما بل تنزیھا لانہ خلاف السنۃ قال فی الملیۃ وشرحھا فان ضم السورۃ الی الفاتحۃ ساھیا تجب علیہ سجدتا السھو فی قول ابی یوسف لتاخیر الرکوع عن محلہ وفی اظھر الروایات لا تجب لان القراءۃ فیھما مشروعۃ من غیر تقدیر والانتصار علی الفاتحۃ مسنون لا واجب اھ فی البحر عن فخر الاسلام ان السورۃ مشروعۃ فی الاخریین نفلا و فی الذخیرۃ انہ المختار وفی المحیط ھو الاصح اھ والظاھر ان المراد بقولہ نفلا بجواز المشروعیۃ بمعنی عدم الحرمۃ فلاینا فی کونہ خلاف الاولی کما افادہ فی الحلیۃ اھ ما فی رد المحتار۔ اقول لفظ الحیلۃ ثم الظاھرا باحتھا کیف لا وقد تقدم من حدیث ابی سعید الخدری فی صحیح المسلم وغیرہ انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یقرا فی صلوۃ الظھر فی الرکعتین الاولیین قدر ثلثین ایۃ وفی الاخریین قدر خمسۃ عشرایۃ او قال نصف ذلک۔ فلا جرم ان قال فخر الاسلام فی شرح جامع الصغیر واما السورۃ فانھا مشروعۃ نفلا فی الاخریین حتی قلنا فیمن قرء فی الاخریین لم یلزمہ سجدۃ السھو انتھی۔ ثم یمکن ان یقال الاولی عدم الزیادۃ و

Marfat.com

یحمل علی الخروج مخرج البیان لذلک الحدیث ابی قتادۃ رضی اللہ تعالی عنہ (یرید ما تقدم بروایۃ الصحیحین) ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یقرو فی الظھر فی الاولیین بام القران و سورتین' وفی الرکعتین الاخریین بام الکتب الحدیث قول المصنف المذکور (ای ولا یزید علیھما شیئا) و قول غیر واحد من المشائخ کما فی الکا فی وغیرہ و یقرو فیھما بعد الاولیین الفاتحۃ فقط ویحمل علی بیان مجرد الجواز حدیث ابی سعید رضی اللہ تعالی عنہ قول فخر الاسلام فان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یفعل الجائز فقط فی بعض الاحیان تعلیما للجواز وغیرہ من غیر کراھۃ فی حقہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما یفعل الجائز الاولی فی غالب الاحوال والنفل لا ینا فی عدم الا ولویۃ فیند فع بھذا ماعساہ یخال من المخالفۃ بین الحدیثین المذکورین وبین اقوال المشائخ واللہ سبحانہ اعلم اھ و لعلک لا یخفی علیک ان حمل المشروع نفلا علی المکروہ تنزیھا مستبعد جدا و قراءۃ السورۃ فی الاخریین لیست فعلا مستحبا مستقلا یعتبر بہ عدم الا ولویۃ لعارض کصلوۃ نافلۃ مع بعض المکروھات وانما المستفاد من النفلیۃ ھھنا فیما یظھر ھو استحباب فعلھا فکیف یجامع عدم الاو لویۃ والذی یظھر للعبدا لضعیف ان سنتہ الاقتصاد علی الفاتحۃ انما تثبت عن المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی الامامۃ فانہ لم یعھد منہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صلوۃ مکتوبۃ الا اما ما الا نادرا فی غایۃ الندرۃ فیکرہ للامام الزیادۃ علیھا لا طالۃ علی المقتدین فوق السنۃ۔ بل لوطال الی حد الاستثقال کرہ تحریما اما المنفرد فقال فیہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلیطول ماشاء۔ و زیادۃ القراءۃ زیادہ خیر ولم یعرضہ ما

Marfat.com

یعارض خیریتہ فلا یبعدان یکون نفلا فی حقہ۔ فان حملنا کلام اکثر المشائخ علی الا ما مۃ وکلام الامام فخر الاسلام و تصحیح الذخیر ۃ والمحیط علی المنفرد حصل التوفیق۔ وباللہ التوفیق۔ ھذاما عندی۔ واللہ سبحانہ' وتعالی اعلم

یعنی مکروہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ یہ منیہ اور اس کی شرح میں' کہا ہے۔ پس اگر ملایا اس نے سور ۃ کو ساتھ فاتحہ کے بھول کر' واجب ہو گا اس پر سجدہ سہو ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول میں رکوع میں تاخیر کی بنا پر' اور اظہر روایات میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ قراء ت تو ان دونوں رکعتوں میں مشروع ہے بغیر کسی خاص اندازہ کے۔ رہا فاتحہ پر اقتصار' تو یہ سنت ہے' واجب نہیں۔ بحر میں فخرالاسلام سے روایت ہے کہ فاتحہ کے ساتھ سور ۃ کا ملانا پچھلی دو رکعتوں میں نفلاً جائز ہے' اور ذخیرہ میں ہے وہی مختار ہے۔ اور محیط میں سے وہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ فخرالاسلام کے قول میں نفلاً قراء ت کے جائز ہونے سے مراد عدم حرمت ہے۔ پس یہ قول قراء ت فی الاخریین کے خلاف اولیٰ ہونے کے مخالف نہیں جیسا کہ حلیہ میں یہ بیان کیا ہے۔ ردالمحتار کی عبارت تمام ہوئی۔ میں کہتا ہوں لفظ حلیہ کا پھر ظاہر قراء ت کا جواز ہے جواز کیسے نہ ہو جب کہ پہلے گزر چکا ہے ابی سعید خدری ؓ کی حدیث سے صحیح مسلم وغیرہ میں بے شک نبی ﷺ پڑھتے تھے صلوۃ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس آیتوں کا اندازہ' اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کا قدر یا کہا نصف اس کا پس اس لیے فخرالاسلام نے جامع صغیر کی شرح میں کہا ہے کہ سور ۃ تو وہ نفلاً پچھلی دو رکعتوں میں جائز ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اس آدمی کے بارہ میں کہا ہے جو پچھلی دو رکعتوں میں سورت پڑھے کہ اس پر سجدہ سہو لازم نہیں انتہی۔ پھر ممکن ہے کہ یہ کہا جائے اولیٰ عدم زیادت ہے اور حمل کیا جائے مخرج بیان پر واسطے حدیث قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ (اس سے

Marfat.com

مراد وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے صحیحین کی روایت کے ساتھ) کہ تحقیق نبی ﷺ پڑھتے تھے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں اور ظہر کی پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ الحدیث۔ قول مصنف مذکور کا (یعنی نہ زیادہ کرے اوپر ان دونوں کے کوئی شے) اور قول بہت سے مشائخ کا جیسا کہ کافی وغیرہ میں ہے اور پڑھے ان دونوں میں پیچھے پہلی دو رکعتوں کے سورۃ فاتحہ صرف اور حمل کی جائے اوپر بیان صرف جواز کے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ اور قول فخر الاسلام کا یہ کہ نبی ﷺ بعض اوقات صرف جائز کام کرتے ہیں تعلیم جواز وغیرہ کے لیے بغیر کراہت کے حضور ﷺ کے حق میں جیسا کہ غالب احوال میں جائز اولیٰ کو کرتے اور نفل عدم اولویت کے منافی نہیں۔ پس اس توجیہ سے وہ اعتراض مندفع ہو جاتا ہے جو خیال کیا جا سکتا تھا یعنی مخالفت درمیان حدیثوں کے اور اقوال مشائخ کے واللہ سبحانہ' اعلم اھ۔ شاید تجھ پر یہ بات پوشیدہ نہ ہو کہ مشروع نفلا کو مکروہ تنزیہی پر حمل کرنا بہت بعید ہے اور پچھلی دو رکعتوں میں سورت کا پڑھنا ایسا فعل مستحب مستقل نہیں جس کے ساتھ کسی عارض کی وجہ سے عدم اولویت کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ نفل نماز بعض مکروہات کے ساتھ ظاہر فہم میں یہاں نفلیتہ کا معنی ہے کہ اس کا کرنا مستحب ہے پس اس معنی کے اعتبار سے نفلیتہ خلاف اولیٰ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتی ہے اور اس ضعیف بندہ کے لیے جو بات ظاہر ہوئی ہے یہ ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پر اقتصار یہ سنت ہے جو کہ حالت امامت میں خود حضور ﷺ سے ثابت ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فرض نماز حالت امامت کے بغیر معلوم نہیں ہوئی مگر بہت ہی کم۔ پس امام کے لیے اخریین میں فاتحہ پر زیادت مکروہ ہے بوجہ لمبا کرنے نماز کے مقتدیوں پر قدر سنت سے زیادہ۔ بلکہ اگر اتنی لمبی کی کہ مقتدیوں کو بھاری معلوم ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ رہا اکیلے نماز پڑھنے والا' پس اس کے بارہ میں نبی ﷺ کا فرمان ہے پس وہ قراءت

Marfat.com

لمبی کرے جتنی چاہے۔ اور زیادہ قراءۃ زیادہ خیر ہے۔ اور یہاں کوئی عارض نہیں جو اس کی خیریت کو عارض ہو پس بعید نہیں کہ اس کے حق میں نفل ہو۔ پس اگر ہم حمل کریں کلام اکثر مشائخ کو امامت پر اور کلام فخر الاسلام اور تصحیح ذخیرہ و محیط کو منفرد پر، تو دونوں قولوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ اور توفیق اللہ کے ساتھ ہے---- یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۷: ۹/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ کہہ کر ایک شکار کے اوپر بندوق چلائی پس جس وقت اس کو جا کر دیکھا تو کوئی آثار اس میں زندگی کے نہ تھے اور نہ جنبش تھی۔ جس وقت کہ اس کو ذبح کیا تو خون نکلا اچھی طرح سے پس وہ شکار حلال ہے یا حرام؟ اور اگر اس کو ذبح نہ کرتے تو حلال ہوتا یا حرام؟ اور در صورت نہ نکلنے خون کے بھی جواب تحریر فرمائیے۔ بینوا و توجروا:

الجواب: اگر ذبح کر لیا اور ثابت ہوا کہ ذبح کرتے وقت اس میں حیات تھی۔ مثلاً پھڑک رہا تھا یا ذبح کرتے وقت تڑپا، اگرچہ خون نہ نکلا یا خون ایسا نکلا جیسا مذبوح سے نکلا کرتا ہے اگرچہ جنبش نہ کی، یا اور کسی علامت سے حیات ظاہر ہوئی تو حلال ہے۔ اور اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا۔ ذبح نہ کیا۔ یا کیا مگر اس میں وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا۔ تو حرام ہے۔ غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کر لیا جائے اور وقت ذبح اس میں رمق باقی ہو اگرچہ نہ جنبش کرے نہ خون دے حلال ہو جائے گا ورنہ حرام۔ درمختار میں ہے:

ذبح شاۃ مریضۃ فتحرکت اوخرج الدم حلت والا لا ان لم تدرحیاتہ عند الذبح وان علم حیاتہ حلت مطلقا وان لم تحرک ولم یخرج الدم و ھذا یتاتی فی منخنقۃ و متردیۃ و نطیحۃ والتی فقر الذئب بطنھا فزکاۃ ھذہ الاشیاء تحلل وان کانت حیاتھا خفیفۃ وعلیہ

Marfat.com

الفتوی لقولہ تعالی الا ماذ کیتم من غیرہ فصل اھ و فی رد المحتار عن البزازی عن الاسبیجابی عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ خروج الدم لا یدل علی الحیوۃ الا اذا کان یخرج کما یخرج من الحی قال وھو ظاھر الروایۃ

ذبح کیا اس نے بیمار بکری کو پس اس نے حرکت کی یا اس سے خون نکلا تو حلال ہے ورنہ حلال نہیں اگر وقت ذبح اس کی زندگی معلوم نہ ہو۔ اگر وقت ذبح زندگی معلوم ہوئی تو مطلقاً حلال ہے اگرچہ حرکت بھی نہ کرے اور خون بھی نہ نکلے۔ اور یہی حکم ہے گلا گھونٹی اور بلندی سے گرنے والی اور سینگ سے زخمی ہونے والی اور جس کا پیٹ بھیڑیے نے پھاڑ دیا ہو۔ پس بحالت مذکورہ ان کا ذبح کرنا انہیں حلال کر دے گا اگرچہ ان میں خفیف سی زندگی ہو اور اسی پر فتویٰ ہے بوجہ فرمان اللہ تعالیٰ کے مگر جے ذبح کر لیا تم نے بغیر فصل کے اھ۔ اور ردالمحتار میں روایت ہے بزازی سے انہوں نے اسبیجابی سے انہوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ محض خون نکلنا زندگی پر دلالت نہیں کرتا ہاں جس وقت کہ اس طرح سے نکلے جس طرح زندہ سے نکلتا ہے کہا کہ یہ ظاہر روایت ہے۔

اسی کتاب الصید میں ہے:

المعتبر فی المتردیۃ واخواتھا کنطیحۃ و موقوذۃ وما اکل السبع و المریضۃ مطلق الحیاۃ وان قلت کما اشرنا الیہ علیہ الفتوی۔

بلندی سے گر کر قریب المرگ اور اس کے ساتھ مذکور فی القرآن باقی اشیاء نطیحہ، موقوذہ وغیرہ میں مطلق زندگی معتبر ہے اگرچہ کم ہی ہو جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

مدارک التنزیل میں ہے:

الموقوذۃ التی اسخنوھا ضربا بالعصا اوحجر

موقوذہ وہ ہے جسے وہ لاٹھی یا پتھر سے زخمی کرتے تھے۔

معالم میں ہے:

Marfat.com

قال قتادة کانوا یضربونها بالعصا فاذا ماتت اکلوها اھ قلت فظهر ان المضروب بکل مثقل کالبندقة ولو بندقة الرصاص کنه من الموقوذة فیحل بالذکاة وان قلت الحیاة

قتادہ نے کہا کفار جانور کو یہاں تک مارتے تھے کہ وہ مرجاتا پھر اسے کھاتے تھے۔ میں کہتا ہوں اس سے ظاہر ہوا کہ ہر بھاری چیز کا مضروب جانور جیسے بندوق اگرچہ سکہ کی گولی والی بندوق ہو یہ سب موقوذہ میں شامل ہیں پس یہ ذبح کرنے سے حلال ہو جاتی ہیں اگرچہ وقت ذبح ان میں قلیل زندگی ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ھو بالاحراق والثقل بواسطة اندفاعه العنیف اذ لیس له حد فلا یحل وبه افتی ابن نجیم واللہ تعالی اعلم۔

پوشیدہ نہیں کہ سکہ کی گولی کا زخم بوجہ جلنے اور بوجھ کے ہے بواسطہ اس کے زور سے پھینکنے کے کیونکہ گولی میں دھار نہیں پس حلال نہیں۔ اسی کے ساتھ ابن نجیم نے فتویٰ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۸: ۱۰/ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ ایک شخص روز شکار بندوق کا شوقیہ کھیلتا ہے۔ پس بحکم شرع شریف کے کس قدر شکار کھیلنا چاہیے اور کس وقت میں؟ اور وہ شکاری ہر روز شکار کھیلنے میں گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا مفصلا توجروا کثیرا۔

الجواب: شکار کے محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے و لہٰذا شکار کھیلنا کہتے ہیں۔ بندوق کا خواہ مچھلی کا' روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔

Marfat.com

آج کل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کی کھانے یا پہننے کی چیز لانے کو جانا اپنی کسرشان سمجھیں' یا نرم ایسے کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہونا مصیبت جانیں وہ گرم دوپہر' گرم لو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھیرنا اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے' اور دوپہر بلکہ دو دو دن شکار کے لیے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں' کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں؟ حاشاوکلا بلکہ وہی لہو و لعب ہے اور بالاتفاق حرام۔

ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہئے مثلاً مچھلی بازار میں بھی ملے گی' وہاں سے لے لیجئے' ہرگز قبول نہ کریں گے۔ یا کہئے کہ ہم اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں' کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی غرض نہیں رکھتے' بانٹ دیتے ہیں۔ تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح و حرام ہے۔ درمختار میں ہے الصید مباح الا للتلھی کما ھو ظاھر۔ اسی طرح اشباہ و بزازیہ و مجمع الفتاویٰ و غنیہ ذوی الاحکام و تاتارخانیہ و ردالمحتار وغیرہا عامہ اسفار میں ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا

عفی عنہ بمحمدن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ 9: ۱۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شعر کا مطلب جو شرع محمدی فصل اٹھائیسویں بیان مکروہات وضو میں ہے ؎

تیسرے تانبے کے برتن سے اگر

ہے وضو ناقص کرے گا جو بشر

یہ نہ معلوم ہوا کہ تانبے کے برتن سے کیوں وضو ناقص ہے؟ آج کل بہت شخص تانبے کے برتن لوٹے سے وضو کرتے ہیں۔ کیا ان سب کا وضو ناقص ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: تانبے کے برتن سے وضو کرنا اس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے۔ وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے۔ بے قلعی میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہوتا ہے۔ اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے

Marfat.com

آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو۔ اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔ رد المحتار میں فتح القدیر سے ہے:

منها (ای من اداب الوضوء) کون انیة من خزف

اس سے (یعنی آداب وضو سے) ہونا اس کے برتنوں کا پختہ مٹی سے۔

اسی میں اختیار شرح مختار سے ہے:

اتخاذها (ای اوانی الاکل والشرب) من الخزف افضل اذلا صرف فیه ولا مخیلة وفی الحدیث من اتخذ اوانی بیته خزفا زارته الملئکته ویجوز اتخاذها من نحاس اورصاص۔

پکڑنا ان کا (یعنی کھانے پینے کے برتن) پختہ مٹی سے افضل ہیں کیونکہ اس میں کچھ خرچ بھی نہیں اور تکبر بھی نہیں اور حدیث میں ہے جو شخص گھر کے برتن مٹی کے رکھے فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ تانبے اور قلعی کے برتن بھی جائز ہیں۔

اسی میں ہے۔

یکره الاکل فی النحاس الغیر المطلی بالرصاص لانه یدخل الصداء فی الطعام فیورث ضرر اعظیما وما بعده فلا اه ملخصا والله تعالی اعلم۔

مکروہ ہے کھانا کھانا بغیر قلعی شدہ تانبے کے کیونکہ وہ کھانے میں اپنا برا اثر ڈالتا ہے جس سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور قلعی کرنے کے بعد وہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۰: ۱۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں، اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔ اور اس درخت اور اس طاق کے

Marfat.com

پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں۔ اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب: یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم۔ ما انزل اللہ بہا من سلطن۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۱: ۱۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

ماقولکم رحمکم اللہ تعالی اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہو جانے والدین کے اولاد کے اوپر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب:

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازہ کی تجہیز غسل، کفن، نماز، دفن ہے۔ اور ان کاموں میں ایسے سنن و مستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی و برکت، و رحمت و وسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا۔ اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ و خیرات و اعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا۔ بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہو گی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا۔ آپ قدرت نہ ہو تو اور

Marfat.com

عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کے ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا ہو تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا۔ حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا' زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا ہو تو اسے ادا کرنا۔ نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا' وعلی ھذا القیاس ہر طرح ان کی برات ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار رہو۔ مثلاً وہ نصف جائیداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیروارث یا اجنبی شخص کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ بے اجازت وارثان نافذ نہیں۔ مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا۔ مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب تو وہ ہیں نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح کے امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا' وہاں قرآن شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا' راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کیے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں یا باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) اور سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں رنج نہ پہنچانا۔ اس کے سب اعمال کی ماں باپ کو خبر پہنچتی ہے۔ نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے دمکنے لگتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں ان کے قلب پر صدمہ پہنچتا ہے۔ ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی

Marfat.com

انہیں رنج دیا جائے۔

اللہ غفور رحیم، عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے حبیب رؤف و رحیم علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے۔ ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز۔ وہ غنی ہے اور ہم محتاج۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ تعالی علی الشفیع الرفیع الغفور الکریم الروف الرحیم سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ امین والحمدللہ رب العالمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حق استخراج کیے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں۔

حدیث ۱: کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی طریقہ ان کے ساتھ نیکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں؟ فرمایا۔

نعم اربعة الصلاة علیهما والاستغفار لهما وانفاذ عهدهما من بعدهما واکرام صدیقهما وصلته الرحم التی لا رحم لک الا من قبلهما فهذا الذی بقی من برهما بعد موتهما۔

ہاں چار باتیں ہیں ان پر نماز اور ان کے لئے دعائے مغفرت اور ان کی وصیت نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت اور جو رشتہ صرف انہی کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نیکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔

"رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالی عنہ مع القصة و رواہ البیهقی فی سننه عنه رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم لا یبقی للولد من برالوالد الا اربع، الصلوۃ علیه والدعاء له وانفاذ عهده من بعده وصلة رحمه واکرام صدیقه۔

Marfat.com

حدیث ۲: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

استغفار الولد لابیہ بعد الموت من البر۔

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

رواہ ابن النجار عن ابی اسید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق۔

آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے۔

رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ

حدیث ۴ و ۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلھا عن ابویہ فیکون لھما اجرھا ولا ینقص من اجرہ شیئا۔

جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا۔

رواہ الطبرانی فی اوسطہ و ابن عساکر عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما۔ و نحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاویۃ بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالی عنہ۔

حدیث ۶: کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! میں اپنے باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ اب وہ مرگئے۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا۔

ان من البر بعد الموت ان تصلی لھما مع صلوتک وتصوم لھما

Marfat.com

مع صیامک۔ (رواہ الدارقطنی)

بعد مرگ نیک سلوک یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے۔

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز روزے ان کی طرف سے انہیں ثواب پہنچانے کو بھی بجالا یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچانے کی بھی نیت کرلے کہ انہیں بھی ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہو گا۔ کمامر ولفظ مع یحتمل الوجھین بل ھذا الصدقة بالمیته محیط۔ پھر تاتار خانیہ پھر رد المحتار میں ہے۔ الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانھا تصل الیھم ولا ینقص من اجرہ شئی۔

حدیث ۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من حج عن والدیه اوقضی عنهما مغرما بعثه الله یوم القیمة مع الابرار۔

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کے ساتھ اٹھے۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ۔

حدیث ۸: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی ہزار قرض تھے۔ وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا۔

بع فیھا اموال عمر فان وفت والافسل بنی عدی فان وفت والافسل قریشا ولا تعدعنھم۔

میرے دین میں اول میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا اضمنھا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو۔ وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر انصار و مہاجرین کو گواہ کرلیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر

Marfat.com

ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عثمان بن عروۃ۔

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا۔

نعم حجی عنها ارایت لو کان علی امک دین اکنت قاضیة اقضوا الله فالله احق بالوفاء۔ رواہ البخاری عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه۔

ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا دیکھ تو اگر تیری ماں پر کوئی دین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا ہے۔

حدیث ۱۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه ومنهما وابتشر به ارواحهما فی السماء وکتب عند الله برا۔ رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی الله تعالی عنه۔

انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اس کی طرف سے اور ان سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من حج عن ابیه او عن امه فقد قضی عنه حجة وکان له فضل عشر بحج۔

جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔

Marfat.com

رواہ الدارقطنی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما۔

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب اللہ اعتقا من النار وکان للمحجوج عنہا اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینقص من اجورہما شئی۔ رواہ الاصبہانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ۔

جو اپنے والدین کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں اصلا کمی نہ ہو۔

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من برقسمہما وقضی دینہما ولم یستسب لہما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاتہ ومن لم یبرقسمہما ویقض دینہما واستسب لہما کتب عاقا وان کان بارا فی حیاتہ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عبد الرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ۔

جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض اتارے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نیکوکار لکھا جائے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اور ان کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ ان کی حیات میں نیکوکار تھا۔

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفر اللہ لہ وکتب برا۔ رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔

جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے۔

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من زار قبر والديه او احدهما يوم الجمعة فقرء عنده يس غفرله۔

رواه ابن عدی عن الصديق الاكبر رضی الله تعالى عنه۔

جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یٰسین پڑھے بخش دیا جائے۔

وفى لفظ من زار قبر والديه او احدهما فى كل جمعة فقرء عنده يس غفر الله له بعدد كل حرف منها۔

جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں یٰسین پڑھے یٰس شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی گنتی کی برابر اللہ تعالیٰ اس کے لئے مغفرتیں فرمائیں۔

رواه هو والخليلى و ابو شيخ والديلمى و ابن النجار والرافعى وغيرهم عن ام المومنين الصديقة عن ابيها الصديق الاكبر رضى الله تعالى عنهما عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم۔

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من زار قبر ابويه او احدهما احتسابا كان كعدل حجة مبرورة ومن كان زوارا لهما زارت الملئكة قبره۔

جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے۔ اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کیا کرتا ہو، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔

رواه الامام الترمذى الحكيم و ابن عدی عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما۔

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا۔ راہ میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ وہ

Marfat.com

جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا۔ ان کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا۔ جب پلٹ کر آیا' اس منزل میں رات کو پہنچا۔ باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا یہ اشعار کہہ رہا ہے۔

رائتک تطوی الدوم لیلا ولا تری علیک اهل الدوم تتکلما
و بالدوم ثاولو ثویت مکانه و مر باهل الدوم عاد فسلما

میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا۔ حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اس کی جگہ ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔

حدیث ۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من احب ان یصل اباه فی قبره فلیصل اخوان ابیه من بعده۔ رواه ابو یعلی وابن حبان عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما۔

جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔

حدیث ۱۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من البر ان تصل صدیق ابیک۔ رواه الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی الله تعالی عنه۔

باپ کے ساتھ نیکوکاری سے یہ ہے کہ تو اس کے دوست سے اچھا برتاؤ رکھے۔

حدیث ۱۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان ابرار البران یصل الرجل اهل ذی ابیه بعد ان یولی الاب رواه الائمة احمد والبخاری فی ادب المفرد و مسلم فی صحیحه و ابوداود والترمذی عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما۔

بے شک باپ کے ساتھ نیکوکاریوں سے بڑھ کر یہ نیکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے پیٹھ دینے کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر رہتا ہے۔

Marfat.com

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

احفظ ودابیک لاتقطعه فیطفئی الله نورک۔

اپنے باپ کی دوستی نگاہ رکھ اسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تیرا نور بجھادے گا۔

رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیهقی فی الشعب عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما۔

حدیث ۲۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی الله تعالی و تعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامهات یوم الجمعة فیفرحون بحسناتهم و تزدادوجوههم بیاضا و اشراقا فاتقوا الله ولا توذوا امواتکم۔ رواہ الامام الحکیم عن والد عبدالعزیز رضی الله تعالی عنه۔

ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو۔ وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ جاتے ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں۔ تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے' تو صرف ماں یا باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں' اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں' خصوصاً پیٹ میں رکھنے' پیدا ہونے' دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ جل و علی و رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں۔ لہٰذا قرآن عظیم میں جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ۔

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔

حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

Marfat.com

حدیث میں ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا' چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب میں اس کے حق سے ادا ہو گیا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لعله ان یکون بطلقة واحدة رواه الطبرانی فی الاوسط عن بریدة رضی الله تعالی عنه۔

تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید یہ ان میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔

اللہ عز و جل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے۔ امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وصلی الله تعالی علی سیدنا و مولانا محمد واله وصحبه اجمعین۔ امین۔ والحمدلله رب العلمین۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۲: ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں بعد الحمد و قل کے تکبیر کہہ کر دعا قنوت کے بدلے میں تین بار قل ہو اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اور دعا قنوت اس کو نہیں آتی ہے۔ پس اس کی نماز وتر صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ اگر ہر روز سجدہ سہو کر لیا کرے تو نماز وتر اس کی صحیح ہو جایا کرے گی؟ جواب عام فہم عطا فرمائیے۔ بینوا مفصلا توجروا کثیرا۔

الجواب: نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں نہ یہ سجدہ سہو کا محل کہ سہواً کوئی واجب ترک نہ ہوا۔ دعا قنوت اگر یاد نہیں تو یاد کرنی چاہیے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار۔

اے ہمارے رب! دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا

Marfat.com

ہم کو آگ کے عذاب سے۔

پڑھ لیا کرے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین بار کہہ لیا کرے۔ یہ بھی نہ آئے تو صرف یَا رَبِّ تین بار کہہ لے واجب ادا ہو جائے گا۔ رہا یہ کہ قل ھو اللہ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا یا نہیں کہ اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ ادا ہو گیا کہ وہ ثنا ہے' اور ہر ثنا دعا ہے۔

بل قال العلامة القارى وغيره من العلماء كل دعاء ذكر و كل ذكر دعاء وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم افضل الدعاء الحمدلله رواه الترمذى وحسنه النسائى وابن ماجة وابن حبان والحاكم وصححه عن جابر بن عبدالله رضى الله تعالى عنهما هذا وليحرر والله تعالى اعلم بلکہ کہا علامہ قاری وغیرہ نے علماء میں سے ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ اور تحقیق فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افضل دعا الحمدللہ ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور حسن کہا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اسے یاد رکھ اور محفوظ رکھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۱۳: ۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کن کیا اڑانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی ڈور لوٹنا درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کی ڈور لوٹی ہوئی سے کپڑا سلوا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہو گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: کن کیا اڑانا لہو لعب ہے اور لہو ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے۔

كل لهو المسلم حرام الا فى ثلث۔

Marfat.com

مسلم کے لئے کھیل کی چیزیں سوائے تین چیزوں کے سب حرام ہیں۔
ڈور لوٹنا نہبیٰ ہے اور نہبیٰ حرام ہے۔
نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن النھبی۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوٹنے سے منع فرمایا۔
لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اسے دے دی جائے۔ اگر نہ دی اور بغیر اس کی اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے۔ اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے۔
للاشتمال علی المحرم کالصلوۃ فی ارض مغصوبۃ
بوجہ شامل ہونے کے حرام پر جیسے ارض مغصوبہ پر نماز۔
اور اگر مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی پڑی پائی چیز۔ واجب ہے کہ اسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو۔ اس وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دے دے۔ اور فقیر ہے تو اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اس کا تاوان دینا ہو گا۔ کما ھو معروف فی الفقہ من حکم اللقطۃ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۴: ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ کتا پالنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کبوتر پالنا بلا اڑانے کے و بٹیربازی و مرغ بازی و شکرا باز پالنا اور ان سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب: شکرا و باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالیٰ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ۔ الایتہ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو۔ محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو۔ ورنہ حرام ہے۔ یہ گنہگار ہو گا۔ اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جب کہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہوا حلال

Marfat.com

ہو جائے گا۔

فان حرمة الارسال بنية اللهو لاينافي كونه ذكاة شرعية كمن سمى الله تعالى وضرب الغنم من قفاه حرم الفعل وحل الاكل۔

پس تحقیق کھیل کی نیت سے چھوڑنے کی حرمت اس کے ذبح شرعی ہونے کے منافی نہیں۔ جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے اور بھیڑ کو اس کی گدی کی طرف سے مارا۔ فعل حرام ہے اور کھانا حلال ہے۔

بٹیر بازی' مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں' لال لڑاتے ہیں' یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں' ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کی ایذا ہے۔ حدیث میں ہے۔

نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن التحريش بين البهائم۔ اخرجه ابوداود والترمذى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما وقال الترمذي حسن صحيح۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔

کبوتر پالنا جب کہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے۔ اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے' یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں کسی کی آنکھ پھوڑیں- یا پرائے کبوتر پکڑے یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لئے دن دن بھر انہیں بھوکا اڑائے۔ جب اترنا چاہیں نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے۔

ويكره (يكره امساك الحمامات) ولو في برجها (ان كان يضربا لناس) بنظر اوجلب (فان كان يطيرها فوق السطح مطلقا على عورات المسلمين و يكسر زجاجات الناس برمية تلك الحمامات عزرو منع اشد المنع فان لم يمتنع ذبحها المحتسب) واما للاستناس فمباح باختصار۔

اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں کا) اگرچہ ان کے برجوں میں ہو

Marfat.com

(اگر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو) اگر یہ ضرر بوجہ نظر کے ہو' یا دوسروں کے کبوتر کھینچنے سے۔ پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمانوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائے گا۔ اگر نہ رکے تو کوتوال انہیں ذبح کر دے اگر اڑانے کے لئے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں کے ساتھ انس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ اھ باختصار۔

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دخلت النار امراۃ فی ھرۃ ربطھا فلم تطعمھا تاکل من خشاش الارض۔

ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھالیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے فھی تنھشر قبلھا و دبرھا (وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے)

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ۔ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔ علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کما فی درالمختار وغیرہ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الظلم ظلمات یوم القیمۃ۔ ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۝ سن لو! اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔

کتا پالنا حرام ہے جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ - رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالی

Marfat.com

عنہ۔

فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من اقتنی کلبا الا کلب ماشیة اوضار یا نقص من عملہ کل یوم قیراطان۔ رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔

جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری؛ روز اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراطوں کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے۔ ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیح کے لئے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے۔ دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو۔ ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں۔ یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں۔ غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں۔ آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۵: ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتے کا پکڑا ہوا شکار مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟ ایک خرگوش کو کتے نے اس طرح پکڑا ہے کہ اس کے دانت خرگوش کے جسم میں پیوستہ ہو گئے ہیں اور بہت سا جسم اس کا چبا ڈالا ہے کہ خرگوش کے جسم میں خون جاری ہے۔ ابھی جان باقی ہے۔ پس اس کو ذبح کر کے کھا سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: اگر مسلمان[1] یا کتابی[2] عاقل نے کہ احرام[3] میں نہ ہو، بسم[4] اللہ کہہ کر تعلیم[5] یافتہ کتے کو جو شکار کر کے مالک کے لئے چھوڑ دیا کرے، خود نہ کھانے لگے، غیر حرم[6] کے حلال[7] جانور وحشی پر جو اپنے[9] پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنے بچاؤ پر قادر تھا چھوڑا۔ اور[10] کتا اس کے چھوڑنے سے سیدھا شکار پر گیا، یا اس[11] کے پکڑنے کی تدبیر میں مصروف ہوا بیچ میں اور طرف مشغول یا غافل نہ ہو گیا اور اس نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا یا ایسا مجروح کر دیا کہ اس میں اتنی ہی حیات باقی ہے جتنی مذبوح میں ہوتی ہے کہ کچھ دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور[12] کتے کے چھوڑنے میں کوئی کافر، مجوسی یا بت پرست یا ملحد یا مرتد جیسے آج کل کے اکثر نصاریٰ اور رافضی اور عام نیچری وغیرہم خلاصہ یہ کہ مسلمان یا کتابی کے سوا کوئی شریک نہ تھا۔ نہ شکار[13] کے قتل میں کتے کی شرکت کسی دوسرے کتے ناتعلیم یافتہ یا سگ نیچری یا اور کسی نئے جانور کے جس کا شکار ناجائز ہو اور چھوڑنے والا چھوڑنے[14] کے وقت سے شکار پانے تک اسی طرف متوجہ رہا بیچ میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا تو وہ جانور بے ذبح حلال ہو گیا۔ اور ان چودہ شرطوں سے ایک میں بھی کمی ہو اور جانور بے ذبح مرجائے تو حرام ہو جائے گا۔ ورنہ حرم کا شکار تو ذبح سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ باقی صورتوں میں ذبح شرعی سے حلال ہو جائے گا۔ تنویر الابصار و درمختار و ردالمحتار میں ہے۔

(الصید مباح بخمسة عشر شرطا) خمسة فی الصائدو هو ان یکون من اهل الذکاة وان یوجد منه الارسال وان لایشارکه فی الارسال من لایحل صیده وان لایترک التسمیة عامدا وان لا یشتغل بین الارسال والاخذ بعمل اخر وخمسة فی الکلب ان یکون معلما وان یذهب علی سنن الارسال وان لا یشارکه فی الاخذ مالا یحل صیده وان یقتله جرحا وان لا یاکل منه وخمسة فی الصیدان لایکون من الحشرات وان لایکون عن نبات الماء الا السمک وان یمنع نفسه بجناحیه اوقوائمه وان لایکون متقوتا بنابه او بمخلبه وان یموت بهذا قبل ان یصل الی ذبحه اه۔ قلت ومعنی قوله ان یموت ای حقیقة اوحکما بان لایبقی فیه حیاة فوق المذبوح کما نص علیه فی الدر وصححه المحشی۔

Marfat.com

شکار پندرہ شرطوں کے ساتھ مباح ہے پانچ شرطیں شکار میں ہوں گی وہ یہ ہیں کہ (۱) شکار ذبح کا اہل ہو (۲) شکاری جانور اسی نے چھوڑا ہو (۳) اور اس کے اس فعل میں کوئی ایسا آدمی شریک نہ ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) جان بوجھ کر بسم اللہ ترک نہ کی ہو (۵) شکاری جانور چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی اور فعل میں مشغول نہ ہوا ہو۔ اور پانچ شرطیں کتے میں ہیں۔ (۱) کتا سیکھا ہوا ہو (۲) اور چھوڑنے کے بعد سیدھا شکار ہی کی طرف گیا ہو۔ (۳) شکار پکڑنے میں کوئی ایسا کتا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) شکار کو زخمی کر کے قتل کرے (۵) اس سے کتا خود نہ کھائے۔ پانچ شرطیں شکار میں ہیں۔ (۱) حشرات الارض میں سے نہ ہو (۲) مچھلی کے علاوہ کوئی اور آبی جانور نہ ہو (۳) وہ جانور اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنا بچاؤ کر سکتا ہو (۴) وہ جانور اپنے پنجے یا ڈاڑھ کے ساتھ غذا نہ حاصل کرتا ہو (۵) اور شکاری کے ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا ہو۔ میں نے کہا ہے قول اس کا کہ مرجائے یعنی حقیقتاً مرجائے یا حکماً یعنی اس میں اتنی ہی زندگی باقی ہو جتنی مذبوح جانور میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ در میں اس کی تصریح ہے محشی نے اسے ترجیح دی ہے۔

انہیں میں ہے:

شرط كون الذابح مسلما حلالا خارج الحرم ان كان صيدا فصيد الحرم لا تحله الذكاة مطلقا (او كتابيا ولو مجنونا) اھ در ملخصا والمراد به المعتوه كما فى العناية عن النهاية لان المجنون لا قصد له ولا نية لان التسمية شرط بالنص وهى بالقصد وصحة القصد بما ذكرنا يعنى قوله اذا كان يعقل التسمية والذبيحة و يضبط اھ

شرط ہونے ذابح کی مسلم، غیر محرم، خارج حرم اگر ہو شکار۔ پس حرم کے شکار کا ذبح کرنا جائز نہیں مطلقاً (ذابح یا کتابی ہو اگرچہ مجنوں ہو)ھ۔ در ملخصا۔ مجنون سے مراد ضعیف العقل ہے۔ جیسا کہ عنایہ میں ہے نہایہ

Marfat.com

سے۔ کیونکہ مجنون کا تو قصد اور نیت ہی نہیں ہوتی۔ چونکہ بسم اللہ شرط
ذبح ہے نص کے ساتھ اور وہ قصد کے ساتھ ہو سکتی ہے اور صحت قصد
ساتھ اس کے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ یعنی قول اس کا جس وقت
سمجھتا ہو بسم اللہ اور ذبح کو اور یاد رکھتا ہو۔

ان سب شرائط کے ساتھ جس خرگوش کو کتے نے مارا مطلقاً حلال ہے۔ اور اگر ہنوز مذبوح سے زیادہ زندگی باقی ہے تو بعد ذبح حلال ہے۔ اس کے دانت جسم میں پیوستہ ہو جانا وجہ ممانعت نہیں ہو سکتا۔ قرآن عظیم نے اس کا شکار حلال فرمایا اور شکار بے زخمی کیے نہ ہو گا اور زخمی جبھی ہو گا کہ اس کے دانت اس کے جسم کو شق کر کے اندر داخل ہوں اور یہ خیال کہ اس صورت میں اس کا لعاب کہ ناپاک ہے' شکار کے بدن کو نجس کرے گا دو وجہ سے غلط ہے۔ اولاً شکار حالت غضب میں ہوتا ہے اور غضب کے وقت اس کا لعاب خشک ہو جاتا ہے۔

ولذا فرق جمع من العلماء فی اخذه طرف الثوب ملاطفا فینجس اوغضبان فلا۔

اور اسی لئے علماء کی ایک جماعت نے فرق کیا بیچ پکڑنے کتے کے کنارہ
کپڑے کا پیار سے اور غضب سے بصورت اول کپڑا نجس ہو گا۔ ثانی
صورت میں پاک رہے گا۔

ثانیاً اگر لعاب لگا بھی تو آخر جسم سے خون بھی نکلے گا' وہ کب پاک ہے جب اس سے طہارت حاصل ہو گی اس سے بھی ہو جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۶: ۲۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس صورت میں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی نماز میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوتا؟ اور نمازی کے آگے سے کس قدر دور تک گزر کرنا نہ چاہیے؟

Marfat.com

الجواب: نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ نکلنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں۔ اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع و خضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر یعنی جہاں سجدہ میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جما ہے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے۔ جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع سجود ہے۔ اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز درمختار میں ہے۔

مرور مارفی الصحراء اوفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الاصح اومروره بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة۔

گزرنا گزرنے والے کا جنگل میں یا بڑی مسجد میں اس کے سجدہ کی جگہ سے بیچ اصح روایت کے یا گزرنا اس کا اس کے آگے سے قبلہ کی سمت والی دیوار تک گھر میں اور چھوٹی مسجد میں کیونکہ وہ ایک جگہ کی طرح ہے۔

ردالمحتار میں ہے۔

قوله بموضع سجوده ای من موضع قدمه الی موضع سجوده کما فی الدر رو هذا مع القیود التی بعده انما هو للاثم والا فالفساد منتف مطلقا. قوله فی الاصح صححه التمرتاشی وصاحب البدائع واختاره فخر الاسلام ورجحه فی النهایة والفتح انه قدر ما یقع بصره علی الماء لوصلی بخشوع ای رامیا ببصره الی موضع سجوده اھ مختصرا۔

اس کا کہنا بموضع سجودہ یعنی اس کے قدموں کی جگہ سے لے کر سجدہ کی جگہ تک جیسا کہ درر میں ہے یہ اور اس کے بعد والی قیود صرف گزرنے والے کا گناہ ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔ رہی نماز تو وہ مطلقاً فاسد نہیں ہوتی اس کا قول فی الاصح صحیح کہا ہے اس کو تمرتاشی اور صاحب بدائع نے

Marfat.com

اور پسند کیا اس کو فخر الاسلام نے اور ترجیح دی اس کو نہایہ اور فتح میں تحقیق اس کا اندازہ یہ ہے کہ جہاں تک اس کی نگاہ گزرنے والے پر پڑے۔ اگر خشوع کے ساتھ نماز پڑھے یعنی اپنی نگاہ جائے سجدہ پر رکھنے والا ہو۔ مختصراً

منحۃ الخالق میں تجنیس سے ہے۔

الصحیح مقدار منتہی بصرہ وھو موضع سجودہ قال ابونصر مقدار مابین الصف الاول و بین مقام الامام وھذا عین الاول ولکن لعبارۃ اخری اوفیما قرانا علی شیخنا منہاج الائمۃ رحمہ اللہ تعالی ان یمر بحیث یقع بصرہ وھو یصلی صلوۃ الخاشعین وھذہ العبارۃ اوضح۔

صحیح مقدار حد نگاہ اس کی اور وہ اس کی جائے سجدہ ہے۔ ابو نصر نے کہا ہے اس کی مقدار اتنی مسافت جتنی امام اور صف اول کے درمیان ہوتی ہے۔ اور یہ بعینہ پہلی بات ہے عبارت اور ہے۔ یا بیچ اس کے جو پڑھی ہم نے اپنے شیخ منہاج الائمہ رحمتہ اللہ علیہ پر یہ کہ گزرے جہاں کہ نمازی کی نگاہ پڑتی ہو جب کہ وہ خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ عبارت پہلی سے زیادہ واضح ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

فانظر کیف جعل الکل قولا واحدا وانما الاختلاف فی العبارۃ لا فی المعنی۔

پس دیکھ کس طرح کیا ہے اس نے تمام کو ایک قول اور اختلاف صرف عبارت میں ہے معنی میں نہیں ہے۔

نیز رد المحتار میں ہے۔

(قولہ فی بیت) ظاھرہ ولو کبیرا فی القھستانی وینبغی ان یدخل فیہ ای فی حکم المسجد الصغیر الدار والبیت۔

(اس کا یہ کہنا کہ گھر میں) اس کا ظاہر تو یہ ہے کہ گھر اگرچہ بڑا ہو۔ قہستانی

Marfat.com

میں ہے اور لائق ہے کہ داخل ہوں چھوٹی مسجد میں حویلی اور گھر۔
رہا یہ کہ مسجد صغیر و کبیر میں کیا فرق ہے؟ فاضل قہستانی نے لکھا کہ چھوٹی مسجد کہ چالیس گز مکسر سے کم ہو۔

فی رد المحتار مسجد صغیر ھوا قل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو المختار کما اشار الیہ فی الجواھر۔
رد المحتار میں ہے چھوٹی مسجد وہ ہے جو ساٹھ گز سے کم ہو اور کہا گیا ہے چالیس سے اور یہی مختار ہے جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف جواہر میں۔
اقول یہاں گز سے گز مساحت مراد ہونا چاہیے۔
لانہ الالیق بالممسوحات کما قال الامام قاضی خاں فی الماء فھھنا ھوالمتعین باولی۔
کیونکہ وہی زیادہ لائق ہے پیمائش کردہ چیزوں کے ساتھ جیسا کہ کہا ہے قاضی خاں نے پانی کے بارہ میں۔ پس یہاں بطریق اولی وہی متعین ہے۔
اور گز مساحت ہمارے اس گز سے کہ اڑتالیس انگل یعنی تین فٹ کا ہے ایک گز دو گرہ اور دو تہائی گرہ ہے کما بیناہ فی بعض فتاونا تو اس گز سے چالیس گز مکسر ہمارے گز سے چوون (۵۴) گز سات گرہ اور گرہ کا نواں حصہ ہوا۔ کما لا یخفی علی المحاسب۔ تو اس زعم علامہ پر ہمارے گز سے چوون (۵۴) گز سات گرہ مکسر مسجد صغیر ہوئی۔ اور ساڑھے چون گز مسکر مسجد کبیر۔ یہ ہے وہ کہ انہوں نے لکھا اور علامہ شامی نے ان کا اتباع کیا۔

اقول مگر یہ شبہ ہے کہ فاضل مذکور کو عبارت جواہر سے گزرا۔ عبارت جواہر الفتاویٰ دربارہ دار ہے' نہ دربارہ مسجد۔ مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے۔ جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے۔ باقی تمام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہوں مسجد صغیر ہیں اور ان میں دیوار قبلہ تک بلا حائل مرور ناجائز۔ کما بیناہ فی فتاونا۔
واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

Marfat.com

بحرمۃ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۷: ۲۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم۔ اس کے جواب میں انہوں نے جواب دیا۔ "آداب عرض" یا "تسلیمات" یا "بندگی" یا ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اٹھا دیا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ پس فرض کفایہ اشخاص مذکورہ کے ذمہ سے اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نہ۔ اور سب گناہگار رہے۔ جب تک ان میں کوئی وعلیکم السلام یا وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے۔ کہ الفاظ مذکورہ بندگی' آداب' تسلیمات وغیرہ الفاظ سلام سے نہیں۔ اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ رد المحتار میں ظہیریہ سے ہے۔

لفظ السلام فی المواضع کلها السلام علیکم وبالتنوین و بدون هذین کما یقول الجهال لایکون سلاما اه اقول فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحده او بزیادۃ الرحمة والبرکات لقوله تعالی اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها اوردوها ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجتزاء بالایماء اما ان یکون تحیة او لا علی الثانی عدم براءۃ الذمة ظاهر لان المامور به التحیة وعلی الاول لیس عین السلام وهو ظاهر ولا احسن منه فان المخترع لایمکن ان یکون احسن من الموارد فخرج عن کلا الوجهین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین۔

سلام کا لفظ تمام مواضع میں السلام علیکم یا ساتھ تنوین کے اور ان دونوں کے علاوہ جیسے جاہل کہتے ہیں سلام نہ ہو گا۔ میں کہتا ہوں پس نہ ہو گا جواب کیونکہ جواب سلام کا یا تو اکیلے سلام کے ساتھ ہو گا یا ساتھ زیادتی رحمت اور برکات کے بوجہ فرمان اللہ تعالیٰ کے اور جب سلام دیئے جاؤ تم ساتھ سلام کے پس سلام دو تم ساتھ اچھے سلام کے اس سے یا وہی لوٹا

Marfat.com

دو۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ان لوگوں نے اختراع کیے ہیں الفاظ ہوں یا اشارات یا تو یہ سلام ہوں گے یا نہ ہوں گے۔ بصورت ثانی بری الذمہ نہ ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ مامور بہ سلام ہے اور بصورت اول یہ اختراعات نہ تو عین سلام ہیں اور نہ اس سے اچھے کیونکہ مخترعات واردفی الشرع سے اچھے نہیں ہو سکتے پس دونوں وجہوں سے خارج ہو گیا اور واجب کفائی ہرایک کے ذمہ میں باقی رہا۔

مرقاۃ شریف میں ہے۔

قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب کذلک۔

احادیث متواترہ معنی کے ساتھ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ سلام ساتھ لفظ کے سنت ہے اور جواب اس کا واجب ہے اسی طرح۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیس منامن تشبہ بغیرنا لاتشبھوا بالیھو و ولا بالنصاری فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالا صابع و تسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف رواہ الترمذی عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما وقال اسنادہ ضعیف۔ قال العلامۃ القاری لعل وجھہ انہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ و قد تقدم الخلاف فیہ و ان المعتمد ان سندہ حسن لاسیما وقد اسندہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الاشکال اھ۔

ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے۔ نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاری سے کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ ہے اور نصاری کا سلام ہتھیلی سے اشارہ روایت کیا اس کو ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور کہا ہے اسناد اس کی ضعیف ہے۔ کہا ہے علامہ علی قاری نے شاید وجہ اس کی تحقیق وہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے اور تحقیق اس بارہ میں اختلاف پہلے گزر چکا ہے اور اس بارہ

Marfat.com

میں قابل اعتماد بات یہ ہے کہ یہ سند حسن ہے۔ خصوصاً جب کہ سیوطی
نے جامع صغیر میں یہ حدیث ابن عمرو کی سند سے بیان کی ہے۔ پس نزاع
اٹھ گئی اور اشکال زائل ہو گیا اھ

اقول رحم الله مولانا القاری انما احاله الامام السیوطی علی ت یعنی الترمذی فیضم یرتفع النزاع و یزول الاشکال ثم لیس تضعیف الترمذی لماظن فان الجمهور و منهم الترمذی علی الاحتجاج بعمر و بن شعیب و بروایة عن ابیه عن جده بل الوجه انه من روایة ابن لهیعة انه یقول الترمذی حدثنا قتیبة ابن لهیعة عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال فذکره قال الترمذی هذا حدیث اسناده ضعیف و روی ابن المبارك هذا الحدیث عن ابن لهیعة فلم یرفعه اه وقد قال فی کتاب النکاح باب ما جاء فی من یتزوج المرا ة ثم یطلقها قبل ان یدخل بها لحدیث رواه بعین السند هذا حدیث لا یصح ابن لهیعة یضعف فی الحدیث اه مختصرا و کذا ضعفه فی غیر هذا المحل فالیه یشیر ههنا نعم الاظهر عندی ان حدیث ابن لهیعة لا ینزل عن الحسن و قد صرح المنادی فی التیسیران حدیثه حسن۔

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ملا علی قاری پر رحم کرے سیوطی نے تو اس حدیث کا حوالہ ت یعنی ترمذی دیا ہے۔ پس ضم کیا یرتفع النزاع و یزول الاشکال۔ پھر نہیں تضعیف ترمذی کی جیسا گمان کیا اس نے کیونکہ جمہور علماء جن میں ترمذی بھی شامل ہیں اس بات پر ہیں کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احتجاج جائز ہے بلکہ وجہ ضعف یہ ہے وہ روایت ابن لہیعہ سے ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن امیہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بے شک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

پس ذکر کیا اس کو۔ کہا ہے ترمذی نے اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور روایت کیا ابن مبارک نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے پس اس کا رفع نہیں کیا اھ اور تحقیق کہا ہے کتاب النکاح میں باب اس کا جو آیا بیچ اس کے جو نکاح کرے عورت سے پھر طلاق دے اس کو پہلے اس کے کہ دخول کرے ساتھ اس کے واسطے حدیث کے جو عین اسی سند سے روایت کی ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں ابن لھیعہ حدیث میں ضعیف کیا گیا ہے اور اسی طرح اسے کئی جگھوں پر اس کے علاوہ بھی ضعیف کیا ہے پس اسی کی طرف یہاں اشارہ کرتے ہیں۔ ہاں اظہر میرے نزدیک یہ ہے کہ ابن لھیعہ کی حدیث حسن سے کم درجہ نہیں اور مناوی نے تیسیر میں تصریح کی ہے اس کے حسن کے ساتھ۔

ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔

اخرج الترمذی قال حدثنا سوید ناعبدالله بن المبارک ناعبد الحمید بهرام انہ سمع شهر ابن خوشب یقول سمعت اسماء بنت یزید تحدث ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم مرفی المسجد یوما و عصبة من النساء قعود فالوی بیده بالتسلیم و اشار عبدالحمید بیده هذا حدیث حسن الخ قال الامام النووی وهو محمول علی انه صلی الله تعالی علیه وسلم جمع بین اللفظ والاشارة و یدل علی هذا ان ابا داود روی هذا الحدیث و قال فی روایة فسلم علینا اه قال العلامة القاری بعد نقله قلت علی تقدیر عدم تلفظه علیه الصلوة والسلام بالسلام لامحذور فیه لانه ماشرع السلام علی من مرعلی جماعة من النسوان و ان ما عنه علیه الصلوة و السلام مما تقدم من اسلام المصرح فهو من خصوصیاته علیه الصلوة والسلام فله ان یسلم وان لا یسلم وان یشیر ولا یشیر علی انه قدیرادبالاشارة مجرد التواضع من غیر قصد السلام الخ۔

Marfat.com

حدیث بیان کی ترمذی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سوید نے ان سے عبداللہ بن مبارک نے ان سے عبدالحمید بہرام نے تحقیق انہوں نے سنا شہربن خوشب سے وہ فرماتے ہیں میں نے اسماء بنت یزید کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے گزرے اور عورتوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا اور عبدالحمید نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ الخ۔ امام نووی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمع کیا درمیان لفظ اور اشارہ کے اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد نے یہ حدیث روایت کی اس میں یہ بھی ہے پس سلام کیا جناب نبی علیہ السلام پر اھ۔ علامہ ملا علی قاری نے اس کے نقل کرنے کے بعد کہا ہے میں نے کہا ہے برتقدیر عدم تلفظ باالسلام کے بھی کوئی اعتراض نہیں یونکہ عورتوں کی جماعت پر گزرنے والے پر عورتوں کا سلام کرنا مشروع ہی نہیں باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام کرنا۔ تو یہ جناب کے خصوصیات میں سے ہے پس آپ کو اختیار تھا کہ سلام کرتے یا نہ کرتے اشارہ کرتے یا نہ کرتے۔ علاوہ ازیں بعض دفعہ اشارہ سے ارادہ سلام کا نہیں ہوتا بلکہ محض تواضع مراد ہوتی ہے آخر تک۔

اقول مبنی کلہ علی انہ لم یرد السلام ولا یظھر فرق بین ما ذکرا ولا وما زاد فی العلاوۃ سوی انہ ذکر فیھا للاشارۃ محملا وھو التواضع وھذہ شاھدۃ الواقعۃ سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالی عنھا شاھدۃ بانہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تکون نفس الاشارۃ تسلیما وھو معلوم الانتفاء من الشرع فوجب الحمل علی الجمع تامل لعل لکلامہ محملا لست احصہ واللہ سبحنہ و تعالی اعلم و علمہ وجل مجدہ اتم واحکم۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں اس تمام تقریر کا مدار اس بات پر ہے کہ سلام وارد نہیں ہوا اور ان کے پہلے بیان میں لفظ علاوہ کے بعد کے بیان میں کوئی خاص فرق نہیں سوائے اس کے کہ اس میں اشارہ کا ایک محل بیان کر دیا ہے یعنی تواضع اور اس واقعہ کی گواہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گواہی دیتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام کیا ہے۔ پس اگر اس کو تلفظ سلام پر حمل نہ کریں تو پھر اشارہ کو سلام ماننا پڑے گا۔ اور اشارہ کا سلام نہ ہونا شروع میں ثابت ہو چکا ہے۔ پس واجب ہے حمل کرنا اس کا اوپر جمع بین الاشارہ و التلفظ کے۔ غور کر شاید ان کے کلام کا ایسا محمل ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۱۸: ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

بعالی خدمت امام اہل سنت مجدد دین و ملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے۔ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

Marfat.com

الجواب: ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کے گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا تو نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔

کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ سوی ان الاخذ والمعطی اثمان لانہم لولم یعطوا لما فعلوا فکان العطاء ھو الباعث لھم علی الاسترسال فی التکدی و السوال و ھذا کلہ ظاھر علی من عرف القواعد الکریمۃ الشرعیۃ وباللہ التوفیق۔

- جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارے میں جو طاقتور تندرست ہو کہ ایسا خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گناہگار ہیں۔ کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ گداگری کا مذموم کاروبار نہ کریں۔ پس ان کی عطا ان کی گداگری کا باعث بنی۔ اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من تابعہ لا ینقص ذالک من اثامھم شیئا۔

Marfat.com

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

رواہ الائمۃ احمد و مسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف۔ حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجہ ایضا احمد و ابوداود و ابن ماجۃ والاسمعیلی و ابونعیم باسانید صحیحۃ لامطعن فیہا و صححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں۔ نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ و عنہم و عنابہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں۔

"مزامیر حرام است"

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالی عنہم فبری عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالی۔

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہو گا یا آج کل کے مدعیان . خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق و الدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں۔

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیزمی بایدتا سماع مباح می شود۔ مسمع و مستمع و مسموع آلہ سماع مسمع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد مستمع آنکہ می شنود ازیاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد وآلہ سماع مزا میرست چوں چنگ و رباب و مثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔

Marfat.com

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہو گا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے۔ کچھ آلہ سماع میں یعنی سنانے والا کامل مرد ہو چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزا میر جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ۔ چاہیے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے۔

"یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشان آستانہ دار درمجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند۔ فرمود نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است۔ بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند باایشاں گفتند کہ شما چہ کر دید در آں مجمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر است یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن درہمہ معصیتہا بیاید۔

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا۔ جب یہ جماعت

Marfat.com

اس مقام سے باہر آئی لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ وہاں تو
مزامیر تھے تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے جواب دیا کہ
ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ
یہاں مزامیر ہیں یا نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں اس
طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پئے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی اسی میں ہے۔

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کردتا بحدیکہ گفت اگر امام راسہو افتد مرد تسبیح اعلام کند وزن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس پشت دست برکف دست زند وکف دست برکف دست نزند کہ آں بلہومی ماندتا ایں غایت از ملاہی وامثال آں پرہیز آمدہ است۔ پس در سماع بطریق اولی کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولی منع است اھ باختصار۔

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہیے۔ پس ایک ہاتھ ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہو گا۔ بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے

Marfat.com

جب یہاں تک لہو و لعب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولی منع ہیں۔

مسلمانو! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت للہ انصاف کیسا خبط بے ربط ہے۔ اللہ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین الہ الحق آمین۔ بجاہم عندک آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔ واللہ الھادی۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۹: ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چومنا ناخنوں کا وقت لینے نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جیسے کہ اذان یا خطبہ میں جس وقت نام پاک آنحضرتؐ کا آتا ہے چومتے ہیں از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اذان میں نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ ردالمحتار میں ہے۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند الثانیۃ منھا قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین۔ فانہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یکون قائد الہ الی الجنۃ۔ کذافی کنز العباد اھ قھستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیہ۔

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشھد ان محمد رسول اللہ سنے صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہے اور جب دوبارہ

Marfat.com

نے قرت عینی بک یارسول اللہ یعنی میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی یارسول اللہ۔ پھر کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر الٰہی مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما۔ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاوی صوفیہ میں ہے۔

فقیر نے اس مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب "منیر العین فی حکم تقبل الابہامین" لکھی جس نے مانعین کے تمام شبہات بحمداللہ تعالیٰ رفع کیے اور علوم حدیث کے متعلق بکثرت افادے دیئے مگر خطبے میں نہ چاہیے کہ وہاں محض خاموشی کا حکم ہے۔ کما بیناہ فی فتاونا واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چراغ جلانا مزارات اولیاء کرام پر اور روشنی کرنا بزرگان دین کی قبور پر جائز ہے یا نہیں؟ اور چادریں چڑھانا بزرگوں کی زیارتوں پر مع باجہ کے جیسا کہ آج کل فی زمانہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو چراغ جلاتے ہیں چادریں رنگین سبز سرخ مع باجہ کے لاتے اور چڑھاتے ہیں۔ اور جو اشیاء کہ شیرینی یا چاول وغیرہ لاتے ہیں ان کی قبروں پر رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں پس یہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اقول وباللہ التوفیق اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات اور[۲] جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے۔ اور عبث خود مکروہ ہے۔ اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ

Marfat.com

الْمُسْرِفِیْن۔ اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ (رواہ مسلم عن جابرؓ)

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو پہنچائے۔

اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ○

جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہیں۔

و قال اللہ تعالیٰ۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔

جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اس کے رب کے پاس۔

اور قبور اولیائے کرام و عباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب و تکریم ہیں و لہٰذا ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا ممنوع، یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع۔ امام احمد و حاکم طبرانی مسند مستدرک کبیر میں عمارہ بن خرمؓ سے بسند حسن راوی

رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من القبر لاتوذی صاحب القبر ولا یوذیک۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا۔ فرمایا او قبر والے! قبر پر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

امام احمد کی روایت یوں ہے۔

لان امشی علی جمرۃ اوسیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم۔ رواہ ابن ماجۃ عن عتبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بسند جید۔

یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

Marfat.com

یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام انہیں اصول پر مبنی ہیں۔ قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے۔ قینہ وغیرہا میں امام علا ترجمانی سے ہے۔ یاثم بوط القبور لان سقف القبر حق المیت۔ حدیث والمتخذین علیها المساجد والسرج۔ کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ ولہٰذا کنارہ قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے مجمع بحار الانوار میں ہے۔

من اتخذ مسجدا فی جوار صالح اوصلی فی مقبرة قاصدا به الاستظهار بروحه او وصول اثر من اثار اوته الیه لا التوجه نحوه والتعظیم له فلا حرج فیه الا یری ان مرقد اسمعیل علیه الصلوة والسلام فی الحجر المسجد الحرام والصلوة فیه افضل۔

یعنی جو کسی نیک بندے کے قریب مزار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا اثر برکات اس تک پہنچانا چاہے نہ یہ کہ نماز میں اس کی طرف منہ کرے یا نماز سے اس کی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے۔

یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے۔ والا ففیه باذام ضعیف وان حسنه الترمذی فقد عرف رحمه الله تعالی بالتساهل فیه کما بیناه فی مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے بیٹھا ہے نہ وہ قبر سرراہ واقع ہے نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔

Marfat.com

غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہو اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھہرا۔ خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا۔ کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر وہاں مسجد ہے یا تالیان قرآن یا ذاکران رحمن کے لئے روشن کریں یا قبر سرراہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و جلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے۔ بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ مجمع البحار میں ہے۔

ان کان ثم مسجد اوغیرہ ینتفع فیہ للتلاوۃ والذکر فلا باس بالسراج فیہ۔

اگر وہاں مسجد وغیرہ کوئی ایسی چیز ہو جس میں اس چراغ سے نفع ہوتا ہو تلاوت اور ذکر کے لئے تو چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔

ھذا کلہ اذا خلا من فائدۃ واما اذا کان موضع القبور مسجدا اوعلی طریق اوکان ھناک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء اوعالم من المحققین تعظیما لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلاما للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ یدعوا اللہ تعالی عندہ فیستجاب لہم فھو امر جائز لامنع منہ والاعمال بالنیات۔

یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنے کی ممانعت صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر راہگذر پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک اس کی خاک بدن پر اس طرح پرتو ڈال رہی ہے جیسے آفتاب

Marfat.com

زمین پر اس کی تعظیم کے لئے شمعیں روشن کیں تا کہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ عز و جل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ طوالع النور فی حکم السرج علی القبور میں اس مسئلہ اللہ کو روشن تر لکھا وباللہ التوفیق۔ انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے۔ عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی۔ آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑے پھرتے ہیں اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک عزیز زیرپا ہے۔ یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے۔ اور بارہا دیکھا کہ جہال قبروں میں بیٹھ کر جوا کھیلتے، فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں۔ اور بعض کی یہ جرات کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون O

لہذا دردمندان دین نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جراتوں سے محفوظ رکھنے ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کے لئے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں تا کہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بے باکانہ برتاؤ کر کے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر بین اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے تو یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذ اللہ ان شدید بے حرمتیوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے روشنی کرنے امتیاز دینے قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم و جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے خار ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ مذکورہ میں ان مسائل کو آیت کریمہ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ سے استنباط کیا ہے وللہ الحمد۔

Marfat.com

سیدی علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہ ونفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں۔

لکن نحن الان نقول ان کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقر و اصاحب ھذا القبر الذی وضعت علیہ الثیاب والعمائم لجلب الخشوع والادب ولقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم نافرة عند الحضور فی التادب بین یدی اولیاء اللہ تعالی المدفونین فی تلک القبور کما ذکرنا من حضور روحانیتھم المبارکة عند قبورھم فھو امر جائز لاینبغی النھی عنہ لان الاعمال بالنیات ولکل امری مانوی۔

لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں مزارات اولیاء کی تعظیم پیدا کرنی ہو تاکہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھیں مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آئے کہ مزارات اولیاء کے حضور حاضری میں ان کے دل ادب کے لئے نرم نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لئے کہ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے۔

چادروں کے سبز و سرخ ہونے میں بھی حرج نہیں بلکہ ریشمی ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں البتہ باجے ناجائز ہیں۔ اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو، خدام، مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔

Marfat.com

فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۱: ۶ جمادی الاول شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں۔ تاج الدین، محی الدین، نظام الدین، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، محمد یاسین، محمد طہ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی۔

پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں؟ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بے شمار درودیں۔ یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں افضل صلوات اللہ و اجل تسلیمات اللہ علیہ وعلی الہ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقتاً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام محظور ہے اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔

معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے۔ احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرما دیئے۔ جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح۔ نبی ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔

سنن ابوداؤد میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاصی و عزیز و عتلہ و شیطان و حکم و عراب و جاب و شہاب نام تبدیل فرما دیئے۔ قال ترکت اسانیدھا للاختصار

Marfat.com

احرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا۔ رواہ عن اسامۃ بن اخذری رضی اللہ تعالی عنہ۔

عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا۔ رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔ برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا۔

لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم۔ رواہ مسلم عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہما۔

اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نیکوکار کون ہے۔

(برہ کے معنی تھے زن نیکوکار۔ اسے خودستائی بتا کر تبدیل فرمایا) اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انکم تدعون یوم القیمۃ باسمائکم واسماء ابائکم فاحسنوا اسماء کم رواہ احمد و ابوداود عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ بسند جید۔

بے شک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو۔

اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلانا نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ اور خودستائی کہاں مسمی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔ معہذا انہیں لوگوں سے پوچھ دیکھیے کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون، رافضی، خبیث، خوک وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو قطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے کہلواتے ہیں کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ، خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھے گا؟ حاشا وکلا۔ پھر محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد کیونکر روا ہو گیا؟ یہاں تک کہ بعض خدا ناترسوں کا نام نبی اللہ سنا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیا رسالت و ختم نبوت کا ادعا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال؟ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیں۔

Marfat.com

ہیچ پسند دخرد جاں فروز
تاج شے برسرک کفش دوز

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل' ذلیل تخیل والے شدہ شدہ اللہ یا رب العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے۔ اگر جان ایک کلمہ جداگانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہر ادعائے نبوت ہوا۔ اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی تو یہ تزکیہ و خودستائی میں برہ سے ہزار درجہ زائد ہوا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکر پسند ہو سکتا ہے؟ یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں۔ ایک ہ بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھا خاصہ جائز نام پائے گا۔ محمد نبیہ' احمد نبیہ' نبیہ احمد۔ نبیہ جان کہا اور لکھا کیجئے۔ نبیہ بمعنی بیدار و ہوشیار ہے۔

یونہی یٰسین و طٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الہیہ و اسمائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ کیا عجب کہ ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا و رسول میں صادق نہ آسکیں' تو ان سے احتراز لازم۔ جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک و ضلال پر مشتمل ہو۔ امام ابوبکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں۔

روی اشهب عن مالك لا يتسمى احد يسين لانه اسم الله تعالى وهو كلام بديع وذلك ان العبد يجوزله ان يسمى باسم الرب اذا كان فيه معنى منه كعالم وقادر وانما منع مالك من التسمية بهذا الاسم لانه من الاسماء التى لا يدرى مامعناها فربما كان ذلك معنى ينفردبه الرب تعالى فلا ينبغى ان يقدم عليه من لا يعرف لما فيه من الخطرفا قتضى النظر المنع منه۔

اشہب نے مالک سے روایت کیا کوئی ایک یٰسین نام نہ رکھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور وہ بدیع کلام ہے۔ اور یہ بات یوں ہے کہ بندہ کے

Marfat.com

لئے جائز ہے کہ نام رکھے ساتھ نام رب تعالیٰ کے جب کہ اس میں سے معنی اس کے اندر پائے جائیں۔ جیسے عالم قادر۔ اور مالک نے اس نام سے منع اس لئے کیا ہے کہ یہ ایسے ناموں سے ہے جن کے معانی معلوم نہیں ہیں۔ غالباً اس کا معنی ایسا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہیں۔ پس جسے پہچانتا نہ ہو ان کو اس پر اقدام نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ اس میں خطرہ ہے پس ان کے نظری ہونے کا تقاضا منع ہے۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں۔ وھو کلام نفیس فقیر نے اس کے ہامش پر لکھا ہے۔

قد کان ظھرلی المنع عنہ لعین ھذا المعنی لکن نظرا الی انہ اسم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولا ندری معناہ فلعل لہ معنی لا یصح فی غیرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الخ ولعل ھذا اولی وما تقدم لان کونہ اسم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اظھر و اشھر فلا یکون لہ معنی ینفرد بہ الرب عزوجل واللہ تعالی اعلم۔

بعینہ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے۔ والبیان البیان والدلیل الدلیل۔ لفظ پاک محمد ان میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کرے گا۔ کہ یٰسین و طٰہٰ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہو گا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا۔ یہ کب حلال ہو سکتا ہے؟ وھذا کلہ ظاھر جدا۔

یونہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے۔ غفور کے معنی مٹانے والا' چھپانے والا۔ اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے۔ یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا' عیوب چھپاتا ہے۔ تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔ یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما دیا۔ ہاں دین پوش' تقیہ کوش۔ یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا۔ بہرحال شدید شناعت پر مشتمل ہے۔ اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تغیر فرمایا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلاملت و عقائد پر۔

Marfat.com

والعیاذ باللہ رب العلمین- حدیث میں ہے الفال موکل بالمنطق بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیرما حدیث ملا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں۔

ان الاسماء تنزل من السماء-

نام آسمان سے اترتے ہیں۔

یعنی غالبا اسم و مسمی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے۔ اہل تجربہ نے کہا ہے۔

مزن فال بد کا ردر و حال بد

اللھم احفظنا و ارحمنا۔ فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کو سخت برا اثر پڑتے دیکھا ہے۔ بھلے چنگے سنی صورت کو آخر عمر میں دین پوش' ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔

نسال اللہ العفو و العافیۃ - اللھم یا قدیر یا رحمن یا رحیم یا عزیز یا غفور صل وسلم و بارک علی سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ و ثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لانبیائک و رسلک و ملائکتک حتی نلقاک بہ سو عافنا من البلاء والبلوی والفتن ظھر منھا وما بطن وصل وسلم وبارک علی سیدنا محمد والہ اجمعین و ارحم عجزنا وفاقتنابھم یا ارحم الراحمین امین- والصلوۃ والسلام علی الشفیع الکریم والہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العلمین- امین-

اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملا کر لکھتے کہتے اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں- اگر کوئی خالی ان کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسے برے معنی کے ساتھ اس نام پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اسی کو التفات و تنبہ عطا فرماتے ہیں جسے ایمان و ادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں وللہ الحمد۔

Marfat.com

اسی بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، غلام جیلانی وامثال ذلک اسماء کے ساتھ نام پاک ملا کر کہا جائے۔ اللھم ارزقنا حسن الادب ونجنا من مورثات الغضب، امین۔

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، محی الاسلام، بدر الاسلام وغیر ذالک، سب کو علمائے کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ و ممنوع رکھا۔ اکابر دین قدست اسرار ہم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی فخر الاسلام بزودی، تاج الشریعۃ، صدر الشریعۃ۔ یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوث اعظم۔ معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز۔ وارث النبی سلطان الہند حسن سنجری۔ شہاب الحق والدین عمر سہروردی۔ بہاؤ الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی۔ شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود۔ نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی۔ محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم۔ رحمتہ اللہ علیہ ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نور النور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا لقب پاک محی الدین خود روحانیت اسلام نے رکھا۔ جس کی روایت معروف و مشہور اور بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ و علماء میں مذکور۔ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے لاتزکوا انفسکم۔ فصول علامی میں ہے لا یسمیہ بما فیہ تزکیۃ۔ ردالمحتار میں ہے۔

یوخذمن قولہ ولا بما فیہ تزکیۃ المنع عن نحومحی الدین و شمس الدین مع ما فیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ فی المنع منہ مولفا و صرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنی وانشد بعضہم فقال۔ (۱) اوی الدین یستحیی من اللہ ان یری وھذا الہ فخروذاک نصیر (۲) فقد کثرت فی الدین القاب عصبت ھم مافی مراعی المنکرات حمیر (۳) و انی

Marfat.com

اجل الدین عن عزہ بھم واعلم ان الذنب فیہ کبیر۔ ونقل عن الامام النووی انہ کان یکرہ من لقبہ بمحی الدین و یقول لا اجعل من دعانی بہ فی حل ومال الی ذلک العارف باللہ تعالی الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم و اقام الطامۃ الکبری علی المتین بمثل ذلک و انہ من التزکیۃ المنھی عنھا فی القران ومن الکذب قال و نظیرہ ما یقال للمدرسین بالترکی افندی وسلطانم و نحوہ۔ ثم قال فان قیل ھذہ مجازات صارت کالا علام فخرجت عن التزکیۃ فی الجواب ان ھذا یردہ ما یشاھد من انہ اذا نودی باسمہ العلم وجد علی من ناداہ بہ فعلم ان التزکیۃ باقیۃ الخ۔

مصنف کے قول لابمافیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا ہے منع مثل محی الدین و شمس الدین کے۔ علاوہ ازیں اس میں جھوٹ بھی ہے اور بعض مالکی علماء نے ایسے ناموں کے منع میں ایک کتاب لکھی ہے اور قرطبی نے اس کی تصریح کی ہے شرح اسماء حسنی میں اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے ہیں۔ پس کہا ہے "میں دیکھتا ہوں دین کو کہ حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے جو دکھایا جائے۔ حالانکہ یہ اس کے لئے فخر ہے اور یہ اسی کے لئے نصیر یعنی مددگار ہے۔ تحقیق بہت ہوئے دین میں القاب اس کے مددگاروں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو برائیوں کی رعایت میں گدھے ہیں۔ اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں کے ساتھ اس کی عزت میں ہے اور جان لے کہ اس میں گناہ بڑا ہے۔ اور امام نودیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ محی الدین کے ساتھ اپنے ملقب ہونے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس لقب کے ساتھ پکارے گا میں اسے معاف نہیں کروں گا اور اسی کی طرف مائل ہوئے شیخ سنان اپنی کتاب تبیین المحارم اور اقام الطامتہ الکبری علی متین میں مثل اس کے اور یہ کہ تحقیق

Marfat.com

یہ وہ تزکیہ ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور جھوٹ سے ہے اور کہا مثل اس کے کہ وہ جو کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں آفندی و سلطانم اور اس کی مثل پھر کہا پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو اعلام کی طرح ہو گئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے پس جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رد کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر غصہ کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لئے باقی ہے۔ الخ

سترہ نام کہ سائل نے پوچھے ان میں سے یہی دس ناجائز و ممنوع ہیں۔ باقی سات میں حرج نہیں۔ علی جان، محمد جان کا جواز تو ظاہر ہے کہ اصل نام علی و محمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جب کہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

تسموا باسماء الانبیاء۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد و ابوداود النسائی عن ابی وھب الجشمی ولہ تتمہ والبخاری فی التاریخ بلفظ سموا عن عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالی عنہ ولہ تتمۃ اخری۔

اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں۔

حدیث ۱: صحیحین مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس۔

حدیث ۲: صحیحین و ابن ماجہ میں حضرت جابر۔

حدیث ۳: معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

حدیث ۴: ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

Marfat.com

من ولد له مولود فسماه محمدا حبالی و تبرکا باسمی کان هو و مولوده فی الجنة۔

جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملة والدین سیوطی فرماتے ہیں۔

هذا امثل حدیث ورد فی هذا الباب و اسناده حسن۔ ونازعه تلمیذه الشامی بما رده العلامة الزرقانی فراجعه۔

جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

حدیث ۵: حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ بن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے۔ حکم ہو گا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے الہٰی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عز و جل فرمائے گا۔

ادخلا الجنة فانی الیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمه احمد ولا محمد۔

جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

یعنی جب کہ مومن ہو۔ اور مومن عرف قرآن و حدیث اور صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو کما نص علیه الائمة فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لیے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دار قطنی و ابن ماجہ و بیہقی و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ و حذیفہ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ لکھیں۔ تو محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لیے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں' نہ کہ سید

Marfat.com

احمد خاں کی طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

حدیث ۶: ابو نعیم حلیتہ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالی و عزتی و جلالی لاعذبت احدا تسمی باسمک فی النار۔

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

حدیث ۷: حافظ ابن بکیر امیرالمومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۸: دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

حدیث ۹: ابن عدی کامل اور ابو سعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا جلس علیھا و فیھا اسمی الا وقدسوا کل یوم مرتین۔

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کیے جائیں۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار اس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ وللہذا حدیث امیرالمومنین کے لفظ یہ ہیں۔

مامن مائدۃ وضعت فحضر علیھا من اسمہ احمدا ومحمدا لا قدس اللہ ذلک المنزل کل یوم مرتین۔

حدیث ۱۰: ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلا راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد و محمدان وثلثۃ۔

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

وللہذا فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقہ میں صرف محمد نام رکھا۔ پھر

Marfat.com

نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کیے۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں۔ سلمهم الله تعالى وعافاهم والى مدارج الكمال رقاهم۔ اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے۔ جعلهم الله لنا اجرا و ذخرا و فرطا برحمته وبعزة اسم محمد عنده امين۔

حدیث ۱۱: طراغی و ابن الجوزی امیرالمومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما اجتمع قوم قط فی مشورة و فيهم رجل اسمه محمد لم يدخلوه فی مشورتهم الا لم يبارك لهم فيه۔

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہوں اور ان میں کوئی شخص محمد نام ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لئے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

حدیث ۱۲: طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من ولد له ثلثة اولاد فلم يسم احدا منهم محمد فقد جهل۔	جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

حدیث ۱۳: حاکم و خطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیرالمومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا سميتم الولد محمد افاكرموه و اوسعواله فی المجلس ولا تقبحوا له وجها۔	جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔ یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

حدیث ۱۴: بزار مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا سميتم محمد فلا تضربوه ولا	جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ

Marfat.com

تحرموہ۔ محروم کرو۔

حدیث ۱۵: فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاد' امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ) سے روایت کی ہے۔

من ارادان یکون حمل زوجة ذکر افلیضع یده علی بطنها و یقل ان کان ذکرا فقد سمیته محمدا فانه یکون ذکرا۔

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہیے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے ان کان ذکرا فقد سمیته محمدا اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہو گا۔

امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ما کان فی اهل بیت اسم محمد الا کثرت برکته۔ ذکره المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح المواهب۔

جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔

بہتر یہی ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے۔ اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

غلام علی' غلام حسین' غلام غوث' غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام جن میں اسمائے محبوبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام سے ہو سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں ان ناموں پر ایک فتویٰ قدرے مفصل لکھا اور قرآن و حدیث اور خود پیشوایان وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا۔ اللہ عزو جل فرماتا ہے۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ۔

ان پر ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

Marfat.com

لایقولن احدکم عبدی کلکم عبیداللہ ولکن لیقل غلامی

ھذا مختصر رواہ مسلم عن ابی ھریرۃؓ

ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ۔ تم سب خدا
کے بندے ہو۔ ہاں یوں کہے کہ میرا غلام۔

وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن و حدیث میں بھرے ہوتے ہیں۔ خدا و رسول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العلمین مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الہیہ جل و علا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے۔ اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا کہ غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں۔ ولہٰذا عبید کو شفقتاً عربی میں غلام اردو میں چھوکرا کہتے ہیں۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔

(ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی) مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ تعالی لانہ یقال عبداللہ وامۃ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولا فتی اللہ ولا فتاۃ اللہ اھ باختصار۔

سبحان اللہ! یہ عجب شرک ہے جو خود حضرت عزت کے لئے روا نہیں' بلکہ اس کے غیر ہی کے لئے خاص ہے۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز و تکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے منہ پھیلایا۔ پھر چاہے وہ بات خدا کے لئے خاص ہونا درکنار خدا کے لئے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان میں قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا مور چھل جھلنا شرک بتا دیا اور اسے صاف صاف ان باتوں میں جو خدا نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں گنا دیا۔ یعنی اس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری ہی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا میری ہی قبر پر مور چھل جھلنا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آخر نہ سنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی آنجہانی اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ہیں۔

چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم

خدا کی شان! غلام محمد' غلام علی' غلام حسن' غلام غوث تو معاذ اللہ شرک و حرام اور غلام

Marfat.com

آفتاب ہونا یوں جائز و بے ملام۔ حالانکہ ترجمہ کیجئے تو جیسار فارسی میں غلام آفتاب ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب کا نام عبد شمس، ہندی میں کفار ہنود کا نام سورج داس۔ زبانیں مختلف ہیں اور حاصل ایک۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہدایت علی کا جواز بھی ویسا ہی ظاہر وباہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں آج تک ان کے کبرانے بھی اس میں کلام نہ کیا۔ البتہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاویٰ جلد اول طبع اول ص ۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولی ٹھہرایا تھا، آخر میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کا خلاصہ عبارت یہ ہے۔

استفتاء:

کسے نام خود ہدایت علی می داشت بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمود و ہدایت العلی نہاد۔ شخصے برآں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک است بین معنیین ارا ۃ الطریق و ایصال الی المطلوب و ہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک است بین اسمائے الہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت دریں صورت تائید من ست۔ چہ ہر گاہ لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معنیین پس چہار احتمال می شود یکے ازاں از ہدایت معنی اول و از علی اللہ جل شانہ۔ دوم از ہدایت معنی ثانی و از علی اللہ جل جلالہ۔ سوم از ہدایت معنی اول و از علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چہارم از ہدایت معنی ثانی و از علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند۔ البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم می شود۔ پس ہر اسم کہ دائرہ شود بین اسمائے شرکیہ وعدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب واگر کسے براسم

Marfat.com

متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبداللہ شرک ثابت کند یا
یاعلی گفتن ممانعت نماید قیاس او صحیح ست یا نہ
بینوا توجروا۔

ھوالمصوب۔

کسی شخص کا نام ہدایت علی تھا۔ بوجہ وہم اسماء شرکیہ کے نام تبدیل کیا اور ہدایت العلی رکھ لیا۔ ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ ہدایت مشترک درمیان دو معنوں کے ہے۔ ایک معنی ہے راہ دکھانا اور دوسرا معنی ہے مطلوب تک پہچانا۔ اور اسی طرح لفظ علی بغیر الف لام کے مشترک ہے۔ درمیان اسماء الہیہ کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے۔ مجیب نے کہا اس صورت میں میری تائید ہے کیونکہ جب لفظ ہدایت اور علی دو معنوں میں مشترک ہوئے پس چار احتمالات بنتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول ہو اور علی سے اللہ جل شانہ دوسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی ثانی اور علی سے مراد اللہ جل شانہ۔ تیسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چوتھا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ پس پہلے تین احتمالات ممانعت شرعیہ سے خالی ہیں۔ البتہ چوتھا احتمال ممنوعیت سے خالی نہیں کیونکہ یہ اسماء شرکیہ کے زمرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس جو اسم دائر ہو درمیان شرکیہ اور غیر شرکیہ میں اس سے بچنا ضروری ہے۔ بلکہ واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی اسم متنازع فیہ پر قیاس کرتا ہوا عبداللہ پر شرک ثابت کرے یا علی کہنے سے روکے تو کیا اس کا قیاس صحیح ہے یا نہ؟ بیان کرو اجر دیئے جاؤ گے۔ وہی ہے سیدھی راہ دکھانے والا۔

لفظ علی کہ از اسمائے الہیہ ست الف لام بران زائد می شود
برائے تعظیم چنانچہ درالفضل والنعمان وغیرہ برلفظ علی

Marfat.com

کہ از اسمائے مرتضی ست لام داخل نمی شود۔ بناء علیہ ہدایت العلی اولی ست از ہدایت علی چہ در اولی اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضی نیست و درصورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود و در اسامی از ہمچو اسم کہ ایہام مضمون غیر مشروع ساز داحتراز لازم۔ بہمیں سبب علماء از تسمیہ عبدالنبی وغیرہ منع ساختہ اندو اما درعبداللہ وغیرہ پس ایہام از امر غیر مشروع نیست۔ و ہمچنیں دریا علی ہرگا مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست۔ حررہ ابو الحسنات عبدالحی

لفظ علی جو کہ اسمائے الٰہیہ سے ہے اس پر تعظیم کے لئے الف لام زائد ہوتا ہے جیسا کہ الفضل اور النعمان وغیرہ لفظ علی جب کہ حضرت مرتضٰی کا نام ہو اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا۔ اس پر ہدایت العلی نام رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ ہدایت العلی نام رکھنے میں اشتباہ اضافت ہدایت کا حضرت مرتضٰی کی طرف نہیں ہے اور ہدایت علی نام رکھنے میں بسبب اشتراک لفظ ہدایت کے باعتبار استعمال کے اور بوجہ اشتراک لفظ علی کے امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے اور ناموں میں ایسے نام جن سے ابہام مضمون غیر مشروع کا ہو بچنا لازم ہے۔ اسی لئے علماء نے عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے سے منع کیا ہے۔ لیکن عبداللہ وغیرہ پس ان میں غیر مشروع کا ابہام نہیں اور اسی طرح یا علی کہنا جب کہ اس سے مقصود ندائے پروردگار ہو کوئی نزاع نہیں۔

اقول یہ جواب سخت عجب عجاب ہے۔ یتساوک ھزلا بل یساوی ھزلا۔

اولاً: اس تمام کلام مختل النظام کا معنی ہی سرے سے پادر ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا بعیدا۔ ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادر

Marfat.com

درکار ہے۔ ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے۔ تلخیص میں ہے۔

الایہام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب وبعید ویراد بالبعید۔

ایہام یہ ہے کہ ایک لفظ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور بعید اور مراد بعید معنی ہو۔

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں۔

الایہام ویقال لہ التخییل ایضا وھو ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب و غریب فاذا سمع الانسان سبق الی فھمہ القریب و مراد المتکلم الغریب واکثر المتشابھات من ھذا الجنس و منہ قولہ تعالی والسموت مطویت بیمینہ۔

ایہام کو تخییل بھی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کوئی لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معانی ہوں۔ ایک قریب الفہم، ایک بعید عن الفہم پس جس وقت انسان اس لفظ کو سنے اس کے فہم کی طرف قریب معنی سبقت کرلے اور مراد متکلم کی معنی بعید ہو اور اکثر متشابہات اسی جنس سے ہیں۔ اور اسی قسم سے ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا اور آسمان لپیٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں۔

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا۔ زید آگیا اٹھا بیٹھا۔ عمرو نے کھایا پیا کہا سنا۔ مجیب صاحب نے سوال دیکھا، جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل۔ ایک یہ کہ زید و عمرو مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کیے۔ دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً شرک ہے۔ لہٰذا ان اطلاقات سے احتراز لازم ہو جائے گا۔ اور یہ بداہتاً قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے۔

جانے دیجئے! نماز میں وتعالی جدک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ جد کے

Marfat.com

دوسرے مشہور معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر و سبقت و اقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے' نہ مجرد احتمال۔ یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جہلا ایہام و احتمال میں فرق نہ کرکے ورطہ غلط میں پڑتے ہیں۔

ثانیاً ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھیے۔ مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے نام پاک علی کو اس' سے سخت تر شنیع کہئے۔ وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں تو آپ کو شرک نظر آیا تھا' یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف کا حصہ ہے۔ علی کے دو معنی ہیں۔ علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو۔ دوسرا اضافی کہ خلق کے لئے ہے۔ اول کا اثبات قطعاً شرک تو علی ہی ایہام شرک میں ہدایت علی سے دونا ٹھہرے گا۔ ولا یقول بہ جاھل فضلا عن فاضل۔

ثالثاً۔ ایک علی ہی کیا جس قدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ بین الخالق و المخلوق ہیں جیسے رشید و حمید و جمیل و جلیل و کریم و غلیم و رحیم و حلیم وغیرہ۔ سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہو گا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا۔ حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنٰی سے عطا فرمائے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العلماء فی المواھب وغیرھا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا۔ صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا۔ ان کے ایہاموں کو کہئے۔ درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے۔

جاز التسمیۃ بعلی و رشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیرما یراد فی حق اللہ تعالی۔ کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعاً۔ سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیا تھا۔ حضرت مجیب نے اپنی بنالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب

Marfat.com

کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔

عبدالحی میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی۔ ایک عبد مقابل الہ دوم مقابل آقا۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ۔

دیکھو حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یونہی ایک حی اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجب سے مشعر اور دوسرا من وتو زید و عمرو سب پر صادق۔ جس سے یہ آیۃ کریمہ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وغیرہا مظہر۔ اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے۔ وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود۔ پھر عبدالحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ؟ اس سے بھی احتراز لازم تھا۔

.عینیہ یہی تقریر مولوی عبدالحلیم صاحب کے نام میں جاری ہو گی۔ ملاحظہ ہو کہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی؟ نسال اللہ السلامۃ۔

فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ پھڑکتی ہوئی برہان حضرت مجیب کو جناب سائل کے فیض سے پہنچی۔ سائل نے ذکر کی مجیب نے بے غور کے قبول کرلی۔ ورنہ ان کا ذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا۔ جس سے خود ان کا نام نامی بھی عادم الجواز و لازم الاحتراز قرار پاتا۔

خامسا۔ یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ندائی معبود تو نزاع مفقود۔ جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام و احتمال کا ناکافی کب ہو سکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں۔ تلخیص و تعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے۔ اور اگر قصد پر مدار و اعتماد ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے؟ وہاں کب معنی شرک مقصود و مراد ہے۔

سادسا۔ علی پر الف لام لانا کب ایسے عالمگیر ایہام شرک سے نجات دے گا۔ علی علما پر لام نہ آنا سہی صفتہ پر تو قطعاً آ سکتا ہے اور یقیناً صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم بلکہ سراجیہ و تاتار خانیہ و منح الغفار وغیرہا سے تو ظاہر کہ العلی باللام نام رکھنا بھی روا ہے۔ رد المحتار میں ہے۔

Marfat.com

فی التاتار خانیة عن السراجیة التسمیة باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المسخ عنہا وظاہرہ الجواز ولو معرفا بال۔

تاتار خانیہ اور سراجیہ میں ہے نام رکھنا ساتھ اس نام کے جو کتاب اللہ میں پائے جاتے ہیں جیسے علی' کبیر' رشید' بدیع جائز ہیں الخ۔ اور اس کے مثل مسخ میں سراجیہ سے نقل کیا اور ظاہر اس کا جواز ہے اگرچہ معرف بالف لام ہی ہو۔

سابعاً۔ جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو معنیین ایصال الی المطلوب و ارائت طریق میں تفرقہ باطل۔ ایصال و ارائت دونوں دو معنی خلق و تسبب پر مشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں۔ کیا ارائت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں؟ کیا انبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا۔ فطاح التفرقۃ و راح الشقشقۃ۔ ہاں یوں کہتے کہ ادھر علی مشترک ادھر ہدایت خلق و تسبب دونوں میں مستعمل یوں چار احتمال ہوئے۔ مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پا سکتی۔ ورنہ معاذ اللہ اصل خالق و معطی دوسرا ٹھہرے گا' اور اللہ عزوجل صرف سبب و واسطہ و وسیلہ' اس کا پایہ شرک سے بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحانہ پر تفضیل دنیا قرار پائے گا۔ علی پر لام لا کر اول کا علاج کر لیا اس دوم کا کہ اس سے بھی سخت تر ہے علاج کدھر سے آئے گا؟ اب ایک نیا لام گھڑ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہو جائے اور احتمال تسبب اٹھ کر ایہام شرک و بدتر از شرک راہ نہ پائے۔

ثامناً۔ ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکۃ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہو گا جیسے احسان و انعام' اذلال و اکرام' تعلیم و افہام' تعذیب و ایلام' عطا و منع' اضرار و نفع' قہر و قتل' نصب و عزل وغیرہا کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر بہرحال مفر کدھر اگر کہئے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں۔ ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی

Marfat.com

تسبب مقصود ہیں۔ و لہٰذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ مثال انبت الربیع البقل وحکہ علی الدھر میں قائل کا موحد ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے۔

تاسعاً۔ آپ نے (باآنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصاً آپ بہت جگہ صرف ۔ وارد ہونے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں) حق سبحانہ کا نیا نام مصوب ایجاد فرمایا ہر۔ واب کی ابتدا ہوالمصوب سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے۔ تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکانے کو اور مثلاً جو سر جھکائے بیٹھا ہو اسے مصوب اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اس کلمہ میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفر و ضلال عظیم ہے۔

عاشراً۔ جب مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احتراز ہے تو بالقصد اس جناب ہدایت مآب کی طرف اضافت ہدایت کس درجہ سخت ممنوع و مفترض الاحتراز ہو گی۔ یہاں مولی علی کو ہادی کہنا حرام ہو گیا۔ حالانکہ یہ احادیث صریحہ و اجماع جمیع ائمہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ شاید یہ عذر کیجئے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا۔ اس معنی پر اضافت قصد یہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے نہ بمعنی تسبب کہ جائز و معمول اہل اسلام ہے مگر یہ وہی عذر معمولی ہے جس کا رد گزر چکا۔ کیا جب مولی علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصد ہی نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولی علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے۔ اور جب بالقصد خود حضرت مولی علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ نہیں پاتا۔ اگر مانع اشتباہ مخلوق کا اس معنی کے لئے صالح نہ ہونا ہے تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں۔ اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہے تو صورت قصد میں کیوں واقع نہیں۔

حادی عشر۔ نہ صرف امیرالمومنین علی بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام و خود حضور پر نور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی طرف اضافت ہدایت اصلاً روانہ رہے گی کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہے۔ اب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہادی کہنا بھی حرام ہو گیا۔ اور قرآن عظیم و صحاح احادیث و اجماع امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔

ثانی عشر۔ خود جناب مجیب نے اپنے فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۸۶ میں اس لزوم احتراز کا رد صریح فرما دیا۔ ادعائے ایہام کا فیصلہ یوں دیا۔ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

سوال: عبدالنبی یا مانند آں نام نہادن درست ست یا نہ؟

جواب: اگر اعتقاد ایں معنی ست کہ ایں کس کہ عبدالنبی نام دارد بندہ نبی ست عین شرک است۔ و اگر عبد بمعنی غلام مملوک ست آنہم خلاف واقع ست۔ و اگر مجازا عبد بمعنی مطیع و منقاد گرفتہ شود مضائقہ ندارد۔ لیکن خلاف اول ست۔ روی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال لا یقولن احدکم عبدی و امتی۔ کلکم عباد اللہ کل نساء کم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی و جاریتی وفتائی و فتاتی۔ انتہی۔

اقول: قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجوہ مخدوش ہے۔ اولاً عبد و بندہ میں سوائے اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے۔ عبد و بندہ دونوں عربی و عجمی۔ دونوں زبانوں میں الہٰ و خدا، مولی و آقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عبد بمعنی بندہ کو مطلقاً عین شرک کہہ دینا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہہ دے عین سے مراد عین ہے تو غلط ہے اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح۔

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا۔ اس پر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو!
کردمش آزاد ہم بر روئے تو!

لاجرم جو تفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں۔

ثانیاً۔ عبد بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلاف واقع ہے۔ محض بے اصل و ضائع ہے مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجازی دونوں کو مشتمل اور اول میں قطعاً شرک حاصل اور بندہ بھی مقابل خدا و خواجہ دونوں مستعمل اور ثانی سے یقیناً

Marfat.com

شرک زائل۔

ثالثاً۔ آپ نے تو عبد بمعنی مملوک کو خلاف واقع یعنی کذب ٹھہرا کر اس ارادہ کو شرک سے اتار کر گناہ مانا مگر ائمہ دین و اولیائے معتمدین و علمائے مستندین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین اس اعتقاد کو کمال ایمان مانتے اور اس سے خالی کو حلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلا و تذکیراً۔ پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحا و تفسیراً فرماتے ہیں۔

من لم یر ولایة الرسول علیه فی جمیع احواله ولم یر نفسه فی ملکه لا یذوق حلاوة سنته

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہو گا۔

رابعاً۔ مولانا عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ زبور شریف میں فرماتا ہے۔

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک من اجل ذلک ابارک علیک فتقلد السیف فان بهاءک وحمدک الغالب الی قوله الامم یخیرون تحتک کتاب حق جاء الله به من الیمن والتقدیس من جبل فاران او امتلات الارض من تحمید احمد و تقدیسه و ملک الارض و رقاب الامم۔

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی غالب ہے۔ سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے۔ بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی

Marfat.com

بولنے سے۔ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذ اللہ خلاف واقع کہا جائے گا۔

خامسا۔ امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقة بن طیسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں بطریق عوف بن کھمس بن الحسن عن صدقة بن طیسلة۔ الخ اور امام جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایة احمد سندا و متنا۔ اور ابن خیثمہ ابن شاہین بھذا الطریق وبغیرہ۔ اور بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذرورة بن نضلة ابن طریف بن بھصل الخرما مازی عن ابیہ عن جدہ نضلة حضرت اعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ یہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی۔

یا مالک الناس ودیان العرب۔

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر رفع شکایت فرمادی۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذ اللہ کذب تھا تمام آدمیوں کا مالک بتانا۔ یا مالک الناس کہہ کر حضور کو ندا کرنا عیاذا باللہ سنکھوں مہاسنکھوں کذب کا مجموعہ ہو گا۔ حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی نے حضور کو مالک تمام بشر کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقبول و مقرر رکھا۔

سادسا۔ بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ زید عمرو کو تانبے کے کچھ ٹکوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے۔ جبھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع فرما دیا۔ حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ لچر، محض بے وقعت بے قدر ہے کہ جان درکنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں۔ سچی کامل مالکیت وہ ہے

Marfat.com

کہ جان و جسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے' یعنی اولی بالتصرف ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو۔ یہ مالکیت حقہ صادقہ محیط شاطہ تامہ کاملہ حضور پرنور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبرائے حضرت کبریا عز و علا تمام جہان پر حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

نبی زیادہ مالک و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا اولی بالمومنین من انفسہم۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر یہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک مانتے۔ اور اس سے زائد مرتبہ حق حقائق ہے۔ جس کے سننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا درکار ہے۔

وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○

وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

سابعاً۔ حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی۔ حدیث میں تعلیم تواضع و نفی تکبر اور

Marfat.com

آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو عبد نہ کہو۔ نہ یہ کہ غلام بھی اپنے کو مولیٰ کا عبد یا دوسرے ان کو ان کے عبید نہ کہیں۔ یہ ہے قرآن کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرما رہا ہے۔ آیت عنقریب گزری۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ۔ (رواہ احمد) مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

والسنۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ۔

فقہ کا محاورہ عامہ و ائمہ صدر اول سے آج تک مستمرہ ہے۔

اعتق عبدہ دبر عبدہ۔

خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

ان اذن المولی عبدہ لھا یتخیر۔ وہیں ہے۔ وللمولی منع عبدہ۔

عجب ہے کہ زید و عمرو بلکہ کسی کافر و مشرک کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر حدیث وارد نہ ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر معترض ہو۔

اور سنئے تو سہی! امام ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بر سر منبر فرمایا۔

قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فکنت عبدہ و خادمہ۔

میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا۔ تو میں حضور کا عبد تھا۔ حضور کا بندہ حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشران امالی اور ابو احمد دہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی جب امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا۔ حمد و درود کے بعد کہا۔

ایھا الناس' انی قد علمت انکم کنتم تونسون منی شدۃ و

Marfat.com

غلظة و ذلک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کنت عبدہ و خادمہ۔

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا۔ (الحدیث)

اب تو ظاہر ہوا کہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلاً تعلق نہیں۔ ذرا وہابی صاحب بھی اتنا سن رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفیٰ کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع عام زیر منبر حاضر ہے۔ سب سنتے اور قبول کر رہے ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حذیفہ و کتاب مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں استنادا ذکر کی اور مقرر رکھی۔ امیرالمومنین کو جس طرح بجرم ترویج تراویح معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا یہاں عیاذاً باللہ مشرک کہہ دیجئے۔ اور آپ کے اصول مذہب نامہذب پر ضرور کہنا پڑے گا۔ مگر صاحبو ذرا سوچ سمجھ کر شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن بھی اسی پتھر کے تلے دبا ہے۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خیر! بات دور پہنچی۔ لفظ عبد و بندہ کی تحقیق نام و تفصیل احکام فقیر کی کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔ یہاں یہ گذارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتوی نے اس ادعائے ایہام کا کام تمام کر دیا۔

عبدالنبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے۔ ایک شرک ایک کذب ایک صحیح۔ تو ناجائز احتمال جائز سے دونے تھے۔ بایں ہمہ اس کا حکم صرف خلاف اولیٰ فرمایا جو ممانعت و کراہت تحریمی درکنار کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں۔ ہر مستحب کا ترک خلاف اولیٰ ہے مگر مطلقاً مکروہ تنزیہی نہیں۔ رد المحتار بحرالرائق سے ہے۔

Marfat.com

لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھة ذلا بدلھا من دلیل خاص۔

اسی میں تحریر الاصول سے ہے۔

خلاف اولی مالیس فیہ صیغة نہی کترک صلوۃ الضحی بخلاف المکروہ تنزیہا۔

تو ہدایت علی جس میں چار احتمالوں سے صرف ایک باطل ہے۔ یعنی جائز احتمالات ناجائز سے تگنے ہیں۔ یہ کس طرح خلاف اولی درکنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم الاحتراز ہو گیا؟ اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولی کا نصف بھی نہ ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ ۳/۸ یعنی مباح مساوی الطرفین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولی کہا جائے تو ہدایت علی میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہو گی۔ اس لئے کہ ۳/۴ : ۲/۳ : ۱ : ۱/۴ مجہول۔ پس ۱/۴ ۳/۲ = ۳/۸

خیر! یہ حساب تو ایک تطیب قلوب ناظرین تھا۔ حق یہ ہے کہ ہدایت علی میں اصلاً کوئی وجہ کراہت تنزیہی کی بھی نہیں لزوم احتراز تو بڑی چیز ہے۔ اور فی الواقع ہر ادنی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عبدالنبی سے ہدایت علی کو نسبت ہی کیا ہے۔ جب وہ صرف خلاف اولی ہے تو اسے خلاف اولی کہنا بھی محض بے جا ہے۔ کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر مذکور ہوا طالب حق کے لئے کافی۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ واللہ سبحنہ و تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

مسئلہ ۲۲: ۶ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ موسم سرما میں زوال کس وقت ہوتا ہے اور موسم گرما میں کس وقت؟ اگر موسم سرما میں زوال بحساب قمری بارہ بجے سے پیشتر ہوتا ہے تو بارہ بجے سے پہلے جو شخص نماز ظہر پڑھے گا اس کی نماز ہو گی یا نہیں؟ جواب مدلل ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: دھوپ گھڑی سے تو ایسا ہی ہے کہ زوال ہمیشہ ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے۔ نہ کبھی پیشتر ہوتا ہے نہ بعد۔ مگر گھڑیوں کے اعتبار سے وقت بلدی صرف چار دن ۱۶ اپریل‘ ۱۵ جون‘ یکم ستمبر‘ ۲۵ دسمبر کے سوا کسی دن ٹھیک بارہ بجے زوال نہیں ہوتا۔ گھڑیوں کی چال روزانہ ایک سی ہوتی ہے اور آفتاب کی چال کبھی ایک سی نہیں۔ اوج ۴ جولائی سے حفیض ۳ جنوری تک تیز ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے زیادہ قوس قطع کرتا ہے۔ اور روزانہ زیادت بھی یکساں نہیں بلکہ آئندہ زیادت پہلی زیادت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حفیض پر اگر غایت سرعت پر پہنچتا ہے۔ پھر حفیض ۴ جنوری سے اوج ۳ جولائی تک چال ست ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے کم قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ کمی بھی ایک سی نہیں بلکہ ہر آئندہ کمی پہلی کمی سے کم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اوج پر پہنچ کر نہایت درنگ ہو جاتا ہے۔ پھر وہی دورہ آغاز پاتا ہے اور اب اس سبب سے کہ ہندوستان میں عام طور پر ریلوے وقت رائج ہے۔ یہ چاروں بھی برابری کے باقی نہ رہے۔ بلکہ بلاد شرقیہ میں بقدر تفاوت طولین تمام تعدیلات ناقص ہوں گی۔ اور بلاد غربیہ میں تمامی تعدیلات اسی قدر بڑھ جائیں گی۔ مثلاً بریلی کے لئے اگر خاص شہر کا وقت دیا جائے تو بلاشبہ یہی چاروں برابری کے ہوں گے۔ جن میں زوال جیبی گھڑی اور دھوپ گھڑی دونوں سے ٹھیک ۱۲ بجے ہو گا۔ اور اگر ریلوے سے وقت دیا جائے تو بقدر تفاوت طولین ۱۲ سیکنڈ ۱۲ منٹ ہے تمامی تعدیلات زائد ہو جائیں گی۔ تو اب چار دن برابری کے جن میں دونوں وقتوں سے زوال ٹھیک ۱۲ بجے تھا ۱۲ سیکنڈ ۱۲ منٹ تک پر ہو گا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

تعمیم نفع کے لئے ایک جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی بحذف سیکنڈ کہ ایک زمانہ کے لئے کارآمد ہو ریلوے وقت سے دیا جاتا ہے کہ اس وقت وہی رائج ہے ان وقتوں سے اگر ۱۲ منٹ کم کر دیں تو اصلی وقت بریلی کا ہو گا۔

نوٹ: جدول اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں:

Marfat.com

جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی

تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ
یکم جنوری	۱۲ ۱۵	۷ مارچ	۱۲ ۲۳	۲۹ اپریل	۱۲ ۹	۱۶ اگست	۱۲ ۱۶	۲۷ ستمبر	۱۲ ۳	۶ دسمبر	۱۲ ۳
۲	۱۲ ۱۶	۱۱	۱۲ ۲۲	۸ مئی	۱۲ ۸	۲۱	۱۲ ۱۵	۳۰	۱۲ ۲	۹	۱۲ ۴
۴	۱۲ ۱۷	۱۵	۱۲ ۲۱	۲۴	۱۲ ۹	۲۵	۱۲ ۱۴	۳ اکتوبر	۱۲ ۱	۱۱	۱۲ ۵
۶	۱۲ ۱۸	۱۹	۱۲ ۲۰	۲ جون	۱۲ ۱۰	۲۸	۱۲ ۱۳	۷	۱۲ ۰	۱۳	۱۲ ۶
۹	۱۲ ۱۹	۲۲	۱۲ ۱۹	۸	۱۲ ۱۱	یکم ستمبر	۱۲ ۱۲	۱۰	۱۱ ۵۹	۱۵	۱۲ ۷
۱۱	۱۲ ۲۰	۲۵	۱۲ ۱۸	۱۳	۱۲ ۱۲	۲	۱۲ ۱۲	۱۴	۱۱ ۵۸	۱۷	۱۲ ۸
۱۳	۱۲ ۲۱	۲۹	۱۲ ۱۷	۱۵	۱۲ ۹	۴	۱۲ ۱۱	۱۸	۱۱ ۵۷	۱۹	۱۲ ۹
۱۶	۱۲ ۲۲	یکم اپریل	۱۲ ۱۶	۱۸	۱۲ ۱۳	۷	۱۲ ۱۰	۲۴	۱۱ ۵۶	۲۱	۱۲ ۱۰
۱۹	۱۲ ۲۳	۴	۱۲ ۱۵	۲۳	۱۲ ۱۴	۱۰	۱۲ ۹	۵ نومبر	۱۱ ۵۷	۲۳	۱۲ ۱۱
۲۲	۱۲ ۲۴	۸	۱۲ ۱۴	۲۷	۱۲ ۱۵	۱۳	۱۲ ۸	۲۱	۱۱ ۵۸	۲۵	۱۲ ۱۲
۲۷	۱۲ ۲۵	۱۱	۱۲ ۱۳	۲ جولائی	۱۲ ۱۶	۱۶	۱۲ ۷	۲۵	۱۱ ۵۹	۲۶	۱۲ ۱۲
یکم فروری	۱۲ ۲۶	۱۵	۱۲ ۱۳	۸	۱۲ ۱۷	۱۹	۱۲ ۶	۲۸	۱۲ ۰	۲۷	۱۲ ۱۳
۲۵	۱۲ ۲۵	۱۹	۱۲ ۱۱	۱۵	۱۲ ۱۸	۲۱	۱۲ ۵	یکم دسمبر	۱۲ ۱	۲۹	۱۲ ۱۴
۳ مارچ	۱۲ ۲۴	۲۴	۱۲ ۱۰	۹ اگست	۱۲ ۱۷	۲۴	۱۲ ۴	۴	۱۲ ۲	۳۱	۱۲ ۱۵

Marfat.com

رامپور و دیگر بلاد کے لئے بھی یہ نقشہ بہ حسب زیادتی یا کمی وقت بریلی موافق نقشہ جات رمضان المبارک معدل کر لینے سے ایک زمانہ تک کے لئے ابتدائی وقت ظہر معلوم کرنے کا ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہو گا۔ نماز ظہر میں گھڑیوں کے ۱۲ بجے کا کچھ اعتبار نہیں اگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھی، ہو گئی اور قبل پڑھنے سے نماز نہ ہو گی۔ ۲۸ نومبر کو بریلی میں ریلوے ٹائم سے ٹھیک ۱۲ بجے نصف النہار ہے۔ پھر بعد کو ہوا کرے گا یہاں تک کہ یکم فروری کو ۱۲ ت ۲۶ منٹ پر ہو کر گھٹنا شروع ہو گا، حتی کہ ۸ مئی کو ۱۲ ت ۸ منٹ پر ہو گا۔ پھر بڑھنا شروع ہو گا یہاں تک کہ ۱۵ جولائی کو ۱۲ ت ۱۸ منٹ پر ہو گا۔ پھر گھٹتے گھٹتے ۷ اکتوبر کو ٹھیک ۱۲ بجے ہو کر گھٹتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۲ بجے سے پہلے وقت ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ۲۴ اکتوبر کو متہائے نقصان ۱۱ ت ۵۶ منٹ پر آ کر بڑھنا شروع ہو گا اور ۲۸ نومبر کو پھر ٹھیک ۱۲ بجے زوال ہو گا۔ تو ۷ اکتوبر سے ۲۸ نومبر تک جس شخص نے ٹھیک ۱۲ بجے یا کچھ پہلے مگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھ لی نماز ہو گئی۔ ہاں جس نے وقت سے پہلے پڑھی اس کی نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۲: ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جاننا حضور ﷺ کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے، جو اس کا مقر ہے اسے مسلمان جانیں گے جب کہ ان کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے۔ اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا ﷺ کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے۔ اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں۔ جو کچھ دے اللہ کے لئے دے۔ جو کچھ رو کے اللہ کے لئے رو کے۔ اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل

Marfat.com

الایمان- واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۴: جمادی الاول ۷ ۱۳۳ھ:

علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آج کل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعقیدہ ہو گئے ہیں۔ اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں۔ لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گذرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑ کر ان کی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا۔

بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں کہ اُن کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔

ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔ (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ان کو سنت جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد۔ پھر فرما دیا۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى دونوں فریق

Marfat.com

سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے۔

أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہتی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھڑی انہیں غمگین نہ کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ ''اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔'' بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ومن یکون یطعن فی معاویة
فذاک من کلاب الهاویة

''جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے۔''

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیدنا

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے سال بھر بعد دفن ہوئے۔ جنازہ مبارکہ حجرہ ام المومنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیرالمومنین مولی علی پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے۔ اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا۔ پچھلی خدمت بجالائے ہوتے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب۔ نماید بہ نگاہش ہنر!

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے۔

من اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک اللہ ان یاخذہ۔

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۵: ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ۔

Marfat.com

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید کچھ روپیہ دہقانوں کو فصل سے پہلے اس شرط پر تقسیم کر دیتا ہے کہ جس وقت روپیہ دیا اس وقت گندم خواہ کوئی غلہ ۱۰ ما/ کا تھا اور اس نے ۱۴ ما/ فی روپیہ نرخ ٹھہرا کر روپیہ دے دیا۔ اب فصل پر خواہ کوئی نرخ کم و بیش ۱۴ ما/ سے فروخت ہو لیکن وہ فی روپیہ ۱۴ ما/ کے حساب سے غلہ لے لے گا۔ بکر کہتا ہے کہ تو نے سود لیا۔ کیونکہ نرخ سے زیادہ ٹھہرالیا۔

الجواب: یہ صورت بیع سلم کی ہے۔ اگر اس کے سب شرائط پائے گئے تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگرچہ دس سیر کی جگہ دس من قرار دے۔ ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے اگر دس سیر کی جگہ سیر ہی بھرلے۔ لقولہ تعالیٰ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ۔ اور اگر بیع رضامندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی۔ مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی یا وہ چیز ٹھہری جو اس وقت سے وقت وعدہ تک ہر وقت بازار میں موجود نہ رہے گی۔ یا میعاد مجہول رکھی یا اسی جلسہ میں روپیہ تمام و کمال ادا نہ کر دیا تو ضرور حرام و سود ہے اگرچہ نرخ بازار سے کچھ زیادہ نہ ٹھہرا۔ اور اگر خریدم و فروختم کا مضمون درمیان نہ آیا۔ مثلاً اس نے کہا کہ ۱۴ سیر لیں گے۔ اس نے کہا دوں گا۔ تو یہ نہ سود نہ حرام نہ اس کے لئے کسی شرط کی حاجت نہ اسے اس پر مطالبہ پہنچے۔ اس کی خوشی پر ہے چاہے دے یا نہ دے کہ یہ سرے سے بیع ہی نہ ہوئی نرا وعدہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر احمد رضا عفی عنہ

مسئلہ ۲۶: ۱۹ جمادی الآخرے ۱۳۳۴ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ میں فصل پر گندم ۱۵ ما/ کے دوں گا۔ اور خالد نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ جو نرخ بازار فصل پر ہو گا اسی نرخ سے دس روپیہ کے گندم دوں گا۔ بکر نے کہا کہ میرے پاس اس وقت روپیہ نہیں ہے۔ تم دونوں شخص دس دس روپیہ کے گندم جو اس وقت دس سیر کا نرخ ہے لے جاؤ۔ دونوں شخص رضامندی سے گندم حسب شرائط بالا لے گئے اور فروخت کے لئے دس دس روپیہ اپنے صرف میں لائے۔ اب زید کو فصل پر فی روپیہ ۱۵ ما گندم حسب وعدہ اور خالد کو فی روپیہ ۱۲ ما/ گندم نرخ بازار دینا ہوئے۔ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بکر

Marfat.com

خالد کو حسب شرائط بالا یعنی جو فصل پر نرخ ہو گا دوں گا دیتا تو جائز ہوتا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے۔ ڈھائی من گیہوں جو اس نے دیئے ان سے زیادہ لینا حرام حرام حرام۔ اور اگر روپیہ دیتا تو اس میں دو صورتیں تھیں۔ روپیہ قرض دیتا اور یہ شرط ٹھہرا لیتا کہ ادا کے وقت گیہوں دینا تو شرط باطل تھی زید و خالد پر صرف اتنا روپیہ ادا کرنا تھا۔ اور اگر گیہوں کی خریداری کرتا اور روپیہ پیشگی دیتا تو یہ صورت بیع سلم کی تھی۔ اگر اس کے شرائط پائے جاتے جائز ہوتی ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۷: ۱ شعبان المعظم ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر میں بہت جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے تو ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے جامع مسجد ہے اور جامع مسجد کی فضیلت رکھتی ہے یا وہی ایک مسجد جو متصل قلعہ کے جامع مسجد مشہور ہے؟ اور شہر میں بہت جگہ جمعہ ہونے میں کچھ ممانعت تو نہیں ہے؟ اور جمعہ میں کم از کم کتنے آدمی ہوں جو جمعہ ہو سکے؟ اور زیادہ ثواب شہر کی کس مسجد میں ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جامع مسجد وہی ایک ہے۔ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کی ممانعت نہیں۔ جمعہ کے لئے کم سے کم امام کے سوا تین آدمی ہوں۔ مگر جمعہ و عیدین کا امام ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ وہی ہو گا جو سلطان اسلام ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون اور ان میں کوئی نہ ہو تو بضرورت جسے عام نمازی امام جمعہ مقرر کرلیں۔ جمعہ کا زیادہ ثواب جامع مسجد میں ہے۔ مگر جب کہ دوسری مسجد کا امام اعلم و افضل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

مسئلہ ۲۸: ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلاق کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور وہ کون کون لفظ ہیں جن سے طلاق ہو جاتی ہے؟ اور پھر اس کو اپنے نکاح میں کیسے لا سکتا ہے؟ بینوا توجروا-

الجواب: طلاق تین قسم ہے۔ رجعی' بائن' مغلظہ۔ رجعی وہ جس سے عورت فی الحال نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کر لے وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گذر جائے اور رجعت نہ کرے تو اس وقت نکاح سے نکلے گی پھر بھی برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔

بائن وہ جس سے عورت فی الفور نکاح سے نکل جاتی ہے۔ ہاں برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔ عدت کے اندر خواہ بعد۔

مغلظہ وہ کہ عورت فوراً نکاح سے نکل بھی گئی اور اب کبھی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا جب تک حلالہ نہ ہو۔ یہ تین طلاقوں سے ہوتا ہے۔ خواہ ایک ساتھ دی ہوں خواہ برسوں کے فاصلہ سے۔

رجعی دی ہوں یا بائن۔ بابعض رجعی بعض بائن طلاق کے سینکڑوں لفظ ہیں۔ بعض سے رجعی پڑتی ہے بعض سے بائن بعض سے مغلظہ۔ رجعی و بائن کے تقریباً دو سو لفظ ہم نے اپنے فتاوے میں ذکر کیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۹: ۲۷ شعبان ۱۳۳۷ھ-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذکر میں۔

(۱) صاحب نصاب رائج الوقت کے کتنے روپیہ سے ہو سکتا ہے؟

(۲) کیا نوٹ اور روپیہ کا ایک ہی حکم ہے؟ نوٹ تو چاندی سونے سے علیحدہ کاغذ ہے۔

(۳) فیصدی زکوٰۃ کا کیا دینا ہوتا ہے؟

Marfat.com

(۴) جس شخص کے پاس روپیہ نہ ہو اور سونے چاندی کا زیور روزمرہ پہننے کا بقدر نصاب ہو گیا اس کو اس زیور میں زکوٰۃ دینا ہو گی؟

(۵) جس روپیہ میں سے زکوٰۃ پہلے سال دے دی اور باقی روپیہ بدستور دوسرے سال تک رکھا رہا۔ اب دوسرے سال آنے پر کیا پھر اسی روپیہ میں سے جس میں پہلے سال زکوٰۃ دے چکا ہے دینا ہو گی؟

(۶) فطرہ کے گندم بریلی کے وزن سے فی کس کتنے ہونے چاہیں؟

(۷) جو شخص روزہ رکھے یا نہ رکھے بالغ یا نابالغ سب کا فطرہ دینا واجب ہے؟

(۸) جو شخص بوجہ ضعیفی کے روزہ نہ رکھ سکے اس کو فی روزہ کتنی خوراک مسکین کو دینا ہو گی؟ وہ مسکین روزہ دار ہو یا غیر روزہ دار؟ بینوا توجروا۔

جواب: (۱) نصاب انگریزی رائج رد پوں سے چھپن روپے ہے۔

(۲) نوٹ اور روپیہ کا ایک حکم نہیں ہو سکتا۔ روپیہ چاندی ہے کہ پیدائشی ثمن ہے اور نوٹ کاغذ ہے اصطلاحی ثمن ہے۔ تو جب تک چلے اس کا حکم پیسوں کے مثل ہے کہ وہ بھی اصطلاحی ثمن ہے۔

(۳) زکوٰۃ ہر نصاب و خمس نصاب پر چالیسواں حصہ ہے اور مذہب صاحبین پر نہایت آسان حساب اور فقراء کے لئے نافع یہ ہے کہ فیصدی ڈھائی روپے۔

(۴) بے شک۔

(۵) دس برس رکھا رہے ہر سال زکوٰۃ واجب ہو گی جب تک نصاب سے کم نہ رہ جائے۔ یہ اس لئے کہ جب پہلے سال کی زکوٰۃ نہ دی دوسرے سال اس قدر کا مدیون ہے تو اتنا کم کرکے باقی پر زکوٰۃ ہو گی۔ تیسرے سال اگلے دونوں برسوں کی زکوٰۃ اس پر دین ہے تو مجموع کم کرکے باقی پر ہو گی۔ یونہی اگلے سب برسوں کی زکوٰۃ ملا کر کے جو بچے اگر خود یا اس کے اور مال زکوٰۃ سے مل کر نصاب ہے تو زکوٰۃ ہو گی ورنہ نہیں۔

(۶) اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر۔

(۷) اپنا صدقہ واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کا اگرچہ ایک ہی دن کی ہو۔ اور بالغ اولاد یا زوجہ صاحب نصاب ہوں تو ان کا صدقہ ان پر ہے۔ نہ ہوں تو کسی پر نہیں۔ غرض اس سے

Marfat.com

کسی حال اس کا مطالبہ نہیں۔ ہاں ان کے اذن سے ان کی طرف سے دے دے تو احسان ہے۔

(۸) فی روزہ وہی اٹھنی بھراوپر پونے دو سیر گیہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۰: ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرمان ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ آج کل عموماً بہت لوگ مساجد میں دنیوی باتیں کرتے بلکہ بعض بعض بے باک تو قہقہہ آپس میں دل لگی کرتے ہیں اور مسجد کا کوئی ادب نہیں سمجھتے کہ یہ خانہ خدا ہے ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور مسجد میں باتیں کرنے کی مذمت اور خاموش رہنے کی بھلائی مع حدیث شریف بیان فرمائی جائے تاکہ ایسے لوگ عبرت حاصل کریں۔

الجواب: مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو۔ اور مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے لاتا ہے۔ اس کی حدیثیں بارہا بیان ہوئیں مگر کون سنتا ہے۔ اللہ ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۱: ۶ شوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام' مسجد' مدرسہ' چاہ' نیاز' فاتحہ' عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مسجد میں نماز' مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ جائز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ حیلہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: حرام روپیہ کسی کام میں لگانا جائز نہیں' نیک کام ہوں یا اور سوا اس کے کہ جس سے لیا اسے واپس دے۔ یا فقیروں پر تصدق کردے بغیراس کے کوئی حیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں۔ اسے خیرات کر کے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیروں پر تصدق کر دے۔ اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے۔ مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں۔ خریداری میں اگر یہ نہ ہوا ہو کہ حرام دکھا کر کہا کہ اس کے بدلے فلاں چیز دے۔ اس نے دی اس نے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتی۔ اس صورت میں فاتحہ وعرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے۔ مسجد میں نماز' مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے۔ اور کنویں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالہ میں نہ کہ زمین کے پانی میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۳۲: ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چُنگی کی جائز ہے یا نہیں؟ اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کرنا رعایا ہی کی آسائش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگادیتے ہیں۔ اور چنگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نیک نیت سے۔ چُنگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے۔ نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار۔ الخ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اس کے اذن کے اس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں۔ اور جائز نوکری میں نوکر کا خلاف قرارداد کرنا غدر ہے اور غدر مطلقاً حرام ہے۔ نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے۔ کما استفید من القران

Marfat.com

المجید والحدیث رہا کہ حکام وقت کو اس کا تحصیلنا شرعاً کیسا ہے؟ نہ حکام کو اس بحث ہے نہ سائل حاکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۳۳: ۲۲ شوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کتنی قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عزوجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے کافر دو قسم ہے۔ اصلی و مرتد۔

اصلی وہ جو شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے۔ مجاہر و منافق۔

مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔

اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ بے شک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے۔

اول‘ دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوئم‘ مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود جانتا ہے جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل۔

سوم‘ مجوسی آتش پرست۔

چہارم‘ کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

Marfat.com

ان میں اول تین قسم کے ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل۔ اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہو۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مجاہر و منافق۔

مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا۔ کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہو گا محض زنا ہو گا، مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت و جماعت کہتے حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ ہوشیار، خبردار، مسلمانو! اپنا دین و ایمان بچائے ہوئے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفی ﷺ

مسئلہ ۳۴: ۵/ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

الجواب: یہ جو مسجد میں غل مچاتے رہتے ہیں' نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے۔ اپنے لیے مانگیں خواہ دوسرے کے لیے حدیث میں ہے۔

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم۔

مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آوازوں سے بچاؤ۔

رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع وعبد الرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہما۔

حدیث میں ہے۔

من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جھنم

جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لیے پل بنایا۔

(رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا اداھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا۔

جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اس لیے نہ بنیں۔

رواہ احمد و مسلم و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام ہے یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ ولہٰذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں۔ اور دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل نہ شور' نہ گردن پھلانگنا' نہ کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور بے سوال کسی محتاج کو دنیا بہت خوب

Marfat.com

اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۵: ۶/ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور ٹکڑے روٹیوں کے اور بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے اور بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں نیچے زمین میں گر کر پاؤں سے روندی جاتی ہیں' بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں۔ اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے۔ ایسی خیرات اور لنگر جائز ہے؟ یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ خیرات نہیں' شرور و سیئات ہے۔ نہ ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی' اور وہ حرام ہے۔ اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۶: ۲۶/ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے حقانی اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں درخت امرود' بیلہ' گلاب وغیرہ ہو اور بوجہ تعمیر ہونے حجرہ و غسل خانہ کے ان درختوں کو کاٹا جائے۔ تو کوئی شخص ان درختوں کو کھود کر اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ پیال یا لڑسی موسم سرما میں جو مسجدوں میں ڈالی جاتی ہے اور بعد گذر جانے موسم سرما کے اس کو نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ تو جو شخص اس پیال یا لڑسی یا چٹائی کہنہ جو قابل پھینک دینے کے ہو اس کو اپنے صرف میں مثل پانی گرم کرنے کے لا سکتا ہے یا نہیں؟

Marfat.com

تیسرے یہ کہ منڈیر یا فصیل مسجد جس پر وضو کرتے ہیں یا اذان دیتے ہیں وہ مسجد کے حکم میں ہے؟ کیا مثل مسجد کے بات وغیرہ کرنے کی وہاں بھی ممانعت ہو گی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ان درختوں کو مسجد کے واجبی و مناسب قیمت پر مول لے کر لگا سکتا ہے۔ پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینک دی جائے لے کر صرف کر سکتا ہے فصیل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے۔ معتکف بلا ضرورت اس پر جا سکتا ہے۔ اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا کوئی نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں۔ بیہودہ باتیں قہقہے سے ہنسنا وہاں بھی نہ چاہیے۔ اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں نہیں۔ اس پر اذان دیں گے' اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں۔ جب تک مسجد میں جگہ باقی ہو اس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں۔ دنیا کی جائز قلیل بات جس میں نہ چپقلش ہو' نہ کسی نمازی یا ذاکر کی ایذا' اس میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۷: ۱۰ / ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بعد دفن کر دینے میت کے حافظ قرآن کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں۔ پس اس طرح کی اجرت دے کر قبروں پر پڑھوانا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لیے معین داموں پر کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیں۔ پھر اس سے کہیں ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ آیا کرو۔ یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۸: ۷ / ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

Marfat.com

کہ بعض لوگ بیمار آدمی کے ساتھ کھاتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے۔ اور کہتے ہیں بیماری ایک آدمی کی دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔ آیا حدیث میں اس کی کوئی ممانعت آئی ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ جھوٹ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اڑ کر لگتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا عدوی بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ اور فرماتے ہیں فمن اعدی الاول اس دوسرے کو تو پہلے کی اڑ کر لگی اس پہلے کو کس کی لگی۔ جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو۔ جیسے ترخارش یا معاذ اللہ جذام میں اس کا کپڑا نہ پہنا جائے۔ نہ اس خیال سے کہ بیماری لگ جائے گی بلکہ نجاست سے احتیاط کے لیے۔ اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔ یونہی ساتھ کھانے میں' جب کہ ایمان قوی ہو کہ اگر معاذ اللہ بتقدیر الٰہی اسے وہی مرض ہو جائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا۔ ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا۔ اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ ان مرض والوں سے بچے جن کی نسبت متعدی ہونا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے جیسے جذام والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائے گی۔ کہ یہ تو مردود و باطل ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ عیاذاً باللہ اگر بتقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے۔ اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدہ میں مبتلا ہونا ہو گا۔ لہٰذا احتراز کرے۔ ایسوں کو حدیث میں ارشاد ہوا فرعن المجذوم کما تفر من الاسد "مجذوم سے بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۳۹: ۲۰/ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ ۱۱/ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ کو میں مسجد اسٹیشن جنکشن پر نماز ظہر پڑھنے گیا (کیونکہ اسی چوکی پر میری تعیناتی تھی) مرزا صاحب امام مسجد نے بعد اذان ظہر صلوۃ کہی۔ ایک صاحب محمد نبی احمد ساکن سنبھل نے کہا یہ جو آپ نے صلوۃ کہی یہ بدعت ہے۔ بعد گفتگو کے

Marfat.com

ہ صاحب بہت تیز ہوئے اور کہا کہ تمام شہروں میں گیا مگر یہ طریقہ جو آپ کے یہاں ہے نہیں یکھا۔ مرزا صاحب نے کہا میں عالم نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلئے' وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کر دیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے وقت میں یہ صلوۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوۃ ہوتی ہے اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے وقت میں یہ مدرسہ و سرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے میں نے کہا صلوۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گذارش یہ ہے کہ صلوۃ کب سے جاری ہے؟ اور اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کو بدعت کہے گمراہ ہے یا کیا؟

بینوا توجروا۔

الجواب: آپ نے ٹھیک جواب دیا اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے۔ اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہو گا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے اس نے اِلاَّ عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ استثنا کر دیا تھا یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ انی یُوفکُوْنَ۔

صلوۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ سو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین و مصر و شام وغیرہ میں جاری ہے۔ درمختار میں ہے۔

والتسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر ۷۸۱ سبع مائة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر

Marfat.com

سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین۔ وھو بدعة حسنة۔

قول البدیع امام سخاری ہے۔

والصواب انه بدعة حسنة یوجر فاعله۔ والله تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفی ﷺ

مسئلہ ۴۰: ۲۹/ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ تمباکو کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ جو لوگ تمباکو پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ اگر تمباکو پان کھا کر تلاوت قرآن عظیم و دیگر وظائف درود شریف وغیرہ پڑھیں تو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بقدر ضرر و اختلال حواس کھانا حرام ہے۔ اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کر کے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے۔ بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہیے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو۔ اور قرآن عظیم تو حالت بدبو میں پڑھنا اور بھی سخت ہے۔ ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمباکو ہو اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی تلاوت کے وقت ضرور منہ بالکل صاف کر لیں۔ فرشتوں کو قرآن عظیم کا بہت شوق ہے اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی۔ جب مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے۔ اس وقت اگر منہ میں کھانے کی کسی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے فرشتہ کو ایذا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

طیبوا افواھکم بالسواک فان افواھکم طریق القران۔

اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن عزیز کا راستہ ہیں۔

رواہ السنجری من الا بانته بعض الصحابته رضی اللہ تعالی

عنہم بسند حسن۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اذا قام احدکم یصلی من اللیل فلیستک ان احدکم اذا قرا فی صلاته وضع ملک فاه علی فیه ولا یخرج من فیه شئی الا دخل فم الملک۔ (رواہ البیھقی فی الشعب و تمام فی فوائدہ و الضیاء فی المختارة عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما وھو حدیث صحیح

جب تم میں کوئی تہجد کو اٹھے مسواک کر لے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے جو اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

لیس شئی اشد علی الملک من ریح الثمر ماقام عبد الی صلوة قط الا التقم فاہ ملک ولا یخرج من فیه اية الا یدخل فی فے الملک۔

فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں۔ جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منہ سے نکلتی ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۱: ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ علمائے دین اہل سنت کی خدمت میں گذارش ہے مسلمان پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر کافر یا رافضی یا وہابی کسی مسلمان کے پڑوسی ہوں تو ان کا بھی وہی حق ہو گا جو مسلمان کا ہے؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب:

مسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مازال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انه یورثه۔

(رواہ البیہقی فی السنن عن ام المومنین الصدقته رضی اللہ تعالی عنہا بسند صحیح

جبریل مجھ سے پڑوسی کے حق کی تاکیدیں بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اسے ترکہ کا وارث کردیں گے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

حق الجار علی جارہ ان مرض عدته وان مات شیعته وان استقرضک اقرضته وان اعور سترته وان اصابه خیر هناته وان اصابته مصیبة عزیته ولا ترفع بناک فوق بنائه فتسد علیه الریح ولا توذیه بریح قدرک الا ان تعزف له منها۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر عن معویته بن حیدۃ القشیری رضی اللہ عنہ

ترجمہ:

ہمسائے کا ہمسائے پر حق یہ ہے کہ (۱) بیماری پڑے تو تو اس کے پوچھنے کو جائے اور (۲) مرے تو اس کے جنازہ کو جائے اور (۳) وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے۔ (۴) اور اس کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپائے (۵) اور اسے کوئی بھلائی پہنچے تو تو اسے مبارک باد دے (۶) اور کوئی مصیبت پڑے تو اسے دلاسا دے (۷) اور اپنی دیوار اس کی دیوار سے اتنی اونچی نہ کر کہ اس کے مکان کی ہوا رکے۔ (۸) اور اپنی دیگچی کی خوشبو سے اسے ایذا نہ دے مگر یہ کہ اس کھانے میں سے اسے بھی حصہ دے (یعنی تو امیر ہے اور وہ غریب اور تیرے یہاں عمدہ کھانے پکتے ہیں، خوشبو اسے پہنچے گی۔ وہ ان پر قادر نہیں اس سے ایذا پائے گا۔ لہٰذا اس میں سے اسے بھی دے کہ وہ ایذا خوشی سے مبدل ہو جائے)۔

Marfat.com

رافضی وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں۔ نہ کسی کافر غیر ذمی کا اور یہاں کے سب کافر ایسے ہی ہیں۔ ان کے بارے میں صرف اتنا ہی ہے کہ ان کے غدر و بد عہدی جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۲: ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ راہبران دین و مفتیان شرع متین کا کیا حکم ہے کہ نیاز اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟ اور نیاز فاتحہ دینے کا مستحب طریقہ۔ اور یہ کہ جس کی نیاز یا فاتحہ دلائی جائے اس کو ثواب کس طریقہ سے پہنچائے؟ اور سوائے اس کے اور مسلمانوں کو کس طرح کہہ کر ثواب پہنچائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور تین بار یا سات بار یا گیارہ بار سورۂ اخلاص' اول آخر ۳۔۳ یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی! میرے اس پڑھنے (اور اگر کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہو اسے میرے عمل کے لائق نہ دے' اپنے کرم کے لائق عطا فرما۔ اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پر نور سیدنا غوث اعظم کی بارگاہ میں نذر پہنچا' اور ان کے آبائے کرام اور مشائخ عظام و اولاد امجاد و مریدین و محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گذرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

مسئلہ ۴۳: ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا کہ خضاب کا لگانا جائز ہے یا نہیں۔ بعض علماء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ یہ حرام ہے جواز کا فتویٰ باطل و مردود ہے۔ ہمارا مفصل فتویٰ اس بارے میں مدت کا شائع ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۴: ۳۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ رہبران دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ ذبیحہ رافضی و وہابی اور قادیانی کا جائز ہے یا نہیں جب کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے؟ اور کافر اہل کتاب عیسائی یہودی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے جب کہ وہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں؟ اور مسلمان عورت بھی ذبح کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ کوئی مرد مکان میں نہ ہو؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عورت کا ذبیحہ جائز ہے جب کہ ذبح صحیح طور پر کر سکے۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جب کہ نام الٰہی عزجلالہ لے کر ذبح کرے۔ یونہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہو نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں۔ کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ ولا ذبیحة لمرتد۔ ہاں غیر تبرائی یعنی تفضیلیہ کا ذبیحہ حلال ہے جب کہ ضروریات دین سے نہ کسی شے کا خود منکر ہو نہ اس کے منکر رافضی وغیرہ کو مسلمان جانتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

Marfat.com

بحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۵: ۲۵/ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص رامپوری نے کمترین سے کہا کہ تم اعلیٰ حضرت سے دریافت کرنا کہ میں نے علماء کی زبانی سنا ہے کہ کافر کتابی سے نکاح جائز ہے اور رافضی تبرائی' وہابی' قادیانی سے حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ تو کیا رافضی' وہابی' قادیانی کافر کتابی سے بدتر ہیں؟ رافضی تو خلفائے کرام کو تبرا کہہ کر اور وہابی توہین۔ رسالت مآب ﷺ سے اور قادیانی دعویٰ نبوت سے کافر ہوئے۔ لیکن کلمہ گو اور باقی افعال مثل نماز روزہ وغیرہ تو مسلمانوں کی طرح ہیں لیکن کافر کتابی تو سرے سے نہ حضور اکرم نبی معظم ﷺ کو مانتے ہیں نہ نماز روزہ اور سب ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اگر رافضی' وہابی' قادیانی سے نکاح ناجائز ہے تو کافر کتابی سے بدرجہ اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر مرد مسلمان ہو تو اس گمان پر رافضیہ' وہابیہ' قادیانیہ سے نکاح کرے کہ یہ میری محکوم رہے گی۔ میں سمجھا کر جس طرح ہو سکے گا مسلمان کر لوں گا تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: اگر مسئلہ ۴۳ کو دیکھتے اس کا جواب واضح ہو جاتا۔ احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق۔ رافضی' وہابی' قادیانی' نیچری' چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے' اپنے آپ کو مسلمان کہتے' نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے' بلکہ وہابی وغیرہ قرآن و حدیث کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں بھی شریک ہوتے بلکہ چشتی' نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور بایں ہمہ محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے یا ضروریات دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ گوئی و ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے ان کو اخبث و اضر اور ہر کافر اصلی یہودی' نصرانی' بت پرست' مجوسی سب سے بدتر کر دیا کہ یہ آ کر پلٹے' دیکھ کر الٹے' واقف ہو کر اوندھے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۝

یہ اس کا بدلہ ہے کہ وہ ایمان لا کر کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کر دی

Marfat.com

گئی تو اب ان کو اصلا سمجھ نہ رہی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۶: ۹/ رجب ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ زید چند طریقہ سے صرافی کرتا ہے۔

۱۔ روپیہ کا کل نامہ چاندی کا دیتا ہے۔

۲۔ کل نامہ گلٹی کا۔

۳۔ پورے سولہ آنے پیسے۔

۴۔ چاندی گلٹی پیسے ملے ہوئے مگر سولہ آنے دیتا ہے۔

۵۔ ہر چہار طریقہ مذکورۂ بالا میں ایک پیسہ کم۔

۶۔ اسی طریقہ سے نوٹ کا نامہ دیتا ہے۔ یا تو ہر طریقہ میں پورا نامہ' یا ہر ایک میں ایک ایک پیسہ کم۔

۷۔ اور ۱۰۰ نوٹوں کے ۹۹ روپیہ بھی فروخت کرتا ہے اور خریدنے والے خوشی سے لے جاتے ہیں۔

آیا یہ سب طریقے جائز ہیں یا ناجائز؟ **بینوا توجروا**

الجواب: دونوں طرف نری چاندی ہو تو دو باتیں فرض ہیں۔ دونوں کانٹے کی تول ہموزن ہوں اور دونوں دست بدست اسی جلسہ میں ادا کی جائیں۔ بائع مشتری کو دے دے مشتری بائع کو۔ ان میں سے جو بات کم ہو گی حرام ہے۔ اور اگر ایک طرف روپیہ ہے اور دوسری طرف نری چاندی نہیں' گلٹ یا پیسے یا نوٹ ہیں۔ یا روپیہ سے کم چاندی باقی پیسے یا گلٹ نوٹ۔ یا ایک طرف نوٹ ہے اور دوسری طرف چاندی یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ تو صرف ایک بات لازم ہے کہ ایک طرف کا قبضہ ہو جائے۔ اگر بیع و شرا کرلی اور نہ بائع نے مشتری کو بیع دی نہ مشتری نے بائع کو ثمن تو حرام ہے اور ایک طرف کا قبضہ ہو جائے تو جائز۔ اگرچہ دوسری طرف سے ابھی نہ ہو۔ اور اس صورت میں پیسے دو پیسے خواہ زائد کی کمی بیشی یا سو کا

Marfat.com

نوٹ ایک روپیہ' یا ایک روپیہ کا سو روپیہ کو برضامندی بیچنا سب جائز ہے۔ یہ سب صورتوں کا جواب ہو گیا۔ یہ احکام بیع میں ہیں۔ اگر روپیہ یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ قرض دیئے اور یہ ٹھیرا لیا کہ ایک پیسہ زائد لیا جائے گا تو حرام قطعی اور سود ہے۔ قال اللہ تعالی : واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۷: ۱۵/ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت و جماعت کا کہ دیہات میں اکثر یہ رواج ہے کہ مسلمان بکرے کو ذبح کر کے چلا جاتا ہے۔ باقی گوشت پوست سب ہندو چک بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ ایسا گوشت مسلمانوں کو کھانا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حرام ہے کافر کا یہ کہنا کہ یہ وہی بکرا ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا مسموع نہیں اذلا قول لہ فی الدیانات۔ (ہاں اگر وقت ذبح سے وقت خریداری تک مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ کوئی نہ کوئی مسلمان جب سے اب تک اسے دیکھتا رہا ہو جس سے اس پر اطمینان ہے کہ یہ وہی جانور ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا تو خریداری جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۸: ۲۸/ رجب ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین کا بھی اولاد کے اوپر کچھ حق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: والدین کا حق اولاد پر اتنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے حقوق عظیمہ کے ساتھ گنا ہے:

اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ۔ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ (واللہ تعالیٰ

Marfat.com

اعلم)

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۴۹: کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا' ان کی نیاز کی چیز لینا' خصوصاً آٹھویں محرم کہ جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب: جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔

محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامتِ سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۰: ۱۱/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں:

۱۔ بعض اہل سنت و جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲۔ ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔

۳۔ ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے -------- یہ جائز ہے یا ناجائز؟ **بینوا توجروا**

Marfat.com

الجواب: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۱: ۱۵/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سید صاحب سر پر بال اس طرح رکھیں کہ وہ کاکل یا گیسو کہے جا سکیں۔ تو ایسے بال ان سید صاحب کو بڑھانا جائز ہیں یا نہیں؟ سنا گیا ہے کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گیسو تھے جو شانوں پر لٹکتے تھے۔

الجواب: شانوں تک گیسو جائز ہیں بلکہ سنت سے ثابت ہیں۔ اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے۔ قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعن اللہ تعالی المتشبھن بالنساء۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۲: ۲۱/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ؟ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جو قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں' یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو' یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو' جیسے وہابی' رافضی' غیر مقلد' نیچری' قادیانی' چکڑالوی وغیرہم۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو' جیسے تفضیلیہ کہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و

Marfat.com

ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتے ہیں' ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے۔ کہ انہیں امام بنانا حرام' اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ' اور جتنی پڑھی ہوں' سب کا پھیرنا واجب۔

اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن۔ مثلاً ڈاڑھی منڈا' یا خشخاشی رکھنے والا' یا کترواکر حد شرع سے کم کرنے والا' یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا' خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے' یا ریشمی کپڑا پہنے' یا مغرق ٹوپی' یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ کی انگوٹھی' یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہوں' یا سود خوار یا ناچ دیکھنے والا۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اور جو فاسق معلن نہیں' یا قرآن عظیم میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی' یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولدالزنا یا خوبصورت امرد یا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ اور پڑھ لیں تو حرج نہیں۔

اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے اگرچہ عالم متبحر ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لئے جائیں۔ بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیرہم' کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لیے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کے کچھ عوض نہیں۔

امام اسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ' صحیح الطہارت' صحیح القرأۃ ہو' مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو۔

یہی اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل و اطناب' واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ

Marfat.com

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۳: یکم صفر ۱۳۳۹ھ کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا حق ہیں؟

الجواب: مرد پر عورت کا حق نان و نفقہ دینا' رہنے کو مکان دینا' مہر وقت پر ادا کرنا' اس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا' اسے خلاف شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالیٰ:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور ان کے ساتھ اچھی گذران کرو۔

وقال تعالیٰ:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو' اپنے آپ اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اور عورت پر مرد کا حق امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے۔ ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت' اس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جا سکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن' وہ بھی صبح سے شام تک کے لیے اور بہن بھائی' چچا' ماموں' خالہ' پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد۔ اور شب کو کہیں نہیں جا سکتی۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں "اگر میں کسی کو کسی غیر خدا کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" اور ایک حدیث میں ہے "اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو اس کا حق ادا نہ ہو گا۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۴: ۲۹/ صفر ۱۳۳۹ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ننگے سر نماز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ جل شانہ' کے سامنے عاجزی کرتے

Marfat.com

ہیں۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور نماز میں کسی طرح کی کراہت تو نہ ہو گی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر بہ نیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۵: ۶/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جانور کو ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی پہلی دفعہ میں اس کی گردن اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئی، اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی کھال اس کے سر سے کچھ لگی رہی تو کیا حکم ہے؟

الجواب: دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۶۵: ۱۲/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا اس مسئلہ میں کہ چنوں پر جو سوئم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے ان کے کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلب سیاہ ہوتا ہے آیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ان کو کیا کرنا چاہیے؟ اسی طرح فاتحہ کے کھانے کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے کہتے ہیں۔

ایک موضع میں ان سوئم کے پڑھے ہوئے چنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لے کر مشرک چماروں کو دے دیتے ہیں وہاں یہی رواج ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ لہٰذا ان کلمہ طیبہ کے پڑھے ہوئے چنوں کو مشرک چماروں کو دینا چاہیے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ چیزیں غنی نہ لے، فقیر لے۔ اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے ان کے ملنے سے خوش ہوتا ہے، اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے۔ مشرک یا چمار کو ان کا دینا گناہ، گناہ۔ فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں۔ اور لے لیے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے

Marfat.com

دے۔

یہ حکم عام فاتحہ کا ہے نیاز اولیائے کرام طعام موت نہیں' وہ تبرک ہے۔ فقیر و غنی سب لیں جب کہ مانی ہوئی نذر بطور شرعی نہ ہو۔ شرعی نذر پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ ۵۷: ۱۵/ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مذبح میں گاؤ کشی کرتا ہے اور ہر ایک ذبیحہ پر دو پیسے ایک ایک آنہ لیتا ہے اور وہی زید امامت بھی کرتا ہے اور گاہ گاہ اجرت ذبیحہ میں گوشت بھی لیتا ہے۔ اب علمائے دین فرمائیں کہ ذبیحہ پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

اور بعض شخص کہتے ہیں کہ گوشت کھانا کسی آیت حدیث سے ثبوت نہیں بعض شخص کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے زمانہ میں گاؤ کو ذبح کرا کر اور اس کا گوشت پکوا کر اس میں اپنی انگشت مبارک تر کر کے چوس لیا ہے۔ سو یہ بھی تب کیا تھا کہ حضور اقدس ﷺ کو کئی دن کا فاقہ تھا۔ جب سے گوشت کھانا لوگوں نے اپنے مزے کی خاطر جاری کر لیا ہے اب جناب قبلہ سے امیدوار ہوں کہ اس کا پورا پورا ثبوت مع آیت و حدیث شریف کے تحریر فرما کر عطا فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ذبح پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں لانہ لیس بمعصیة ولا واجب متعین علیہ۔ ہاں یہ ٹھیرانا کہ اسے ذبح کرتا ہوں۔ اس میں سے اتنا گوشت اجرت میں لوں گا یہ ناجائز ہے۔ لانہ کقفیز الطحان جو جائز ذبح پر جائز اجرت لے۔ اس کے پیچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی حرج نہیں۔ اس کی امامت درست ہے۔ جب کہ کوئی مانع شرعی نہ رکھتا ہو۔ گوشت کھانا بلا شبہ قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے۔

قال اللہ تعالی فکلوا منھا و اطعموا البائس الفقیر و قال

Marfat.com

اللہ تعالی فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ وقال اللہ تعالی وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

وہ بے سروپا حکایت جو کسی نے بیان کی محض کذب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفی ﷺ

مسئلہ ۵۸: ۲۷/ ربیع الاول ۱۳۳۹ ہجری" کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دام تزویر ہے۔ اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے۔

از حضرت سید بہاؤ الدین صاحب نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پر سیدند۔ کہ از حضرت شجرہ شما چیست فرمودند کہ کسے از شجرہ خوانی بجائے نرسد۔ پس خدائے عزوجل رابیگانگی می شناسیم۔ وبہمہ انبیاء و اولیاء ایمان آریم۔ و مقید سلسلہ نیستیم۔" یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت جناب کا شجرہ کیا ہے جناب نے ارشاد فرمایا کہ صرف شجرہ خوانی سے کوئی کسی مقام پر نہیں پہنچتا پس ہم اللہ تعالیٰ کو بے مثلیت کے ساتھ پہچانتے ہیں اور تمام انبیاء اور اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی ایک سلسلہ کے ہم پابند نہیں ہیں۔

الجواب: یہ قول محض باطل ہے۔ اور اس میں ہزارہا اولیائے کرام پر حملہ ہے اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ہے۔ ساختہ ہے اس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں۔ اور پس خدائے عزوجل سے آخیر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے۔ بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم ﷺ تک بندے کے اتصال کی سند ہے۔ جس طرح حدیث کی اسنادیں امام عبدالرشید بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء و علماء و محدثین و فقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں:

لولا الاسناد لقال فی الدین من شاء ماشاء۔

Marfat.com

اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو جو شخص چاہتا دین میں اپنی مرضی کی بات کرتا پھرتا۔

شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں۔

اولاً۔ رسول اللہ ﷺ تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

دوم۔ صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

سوم۔ نام بنام اپنے آقایان نعمت کو ایصال ثواب کہ ان کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے۔

چہارم۔ جب یہ اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا رہے گا۔ وہ اوقات مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدۃ آرام کی حالت میں خدا کو پہچان وہ تجھے سختی میں پہچانے گا۔

رواہ ابو القاسم من بشران فی امالیۃ عن ابی ہریرۃ وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم بسند حسن۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفی ﷺ

مسئلہ ۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں مسجد کے اندر کھانا پینا جائز ہے۔ یا مکروہ۔ یا حرام؟ کیا وہ شخص جو نفل اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہوا ہو۔ کھا پی سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اگر کھا پی سکتا ہے تو کیا کچھ ذکر الہی کرنے کے بعد۔ یا داخل ہوتے ہی فوراً کھا پی سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: مسجد میں ایسا کھانا پینا کہ مسجد میں گرے۔ اور مسجد آلودہ ہو۔ مطلقاً حرام ہے۔ معتکف ہو یا غیر معتکف اسی طرح ایسا کھانا جس سے نماز کی جگہ گھرے۔ اور اگر یہ

Marfat.com

دونوں باتیں نہیں تو غیر معتکف کو مکروہ۔ اور معتکف کو مباح۔ کہ اگر واقعی اسے اعتکاف منظور ہی تھا جب تو نیت کرتے ہی معاً کھا پی سکتا ہے۔ اور اگر اعتکاف کی نیت اس لیے کی۔ کہ کھانا پینا جائز ہو جائے۔ تو پہلے کچھ دیر ذکر الٰہی کرے پھر کھائے۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ ۶۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس کی حیات میں اس کی چھوٹی بہن سے نکاح کیا۔ نکاح دوم جائز ہے۔ یا ناجائز؟ اور ان دونوں عورتوں سے جو اولاد ہو گی۔ وہ کیسی ہو گی؟ اور زید کا متروکہ پانے کی مستحق ہے۔ یا نہیں؟ اور یہ دونوں عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں۔ یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: زوجہ جب تک زوجیت یا عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ۔ اس سے جو اولاد ہو گی۔ شرعاً اولاد حرام ہے۔ مگر ولد الزنا نہیں۔ اسے ولد حرام بمعنی ولد الزنا کہنا جائز نہیں۔ جب تک اس دوسری کو ہاتھ نہ لگایا تھا پہلی حلال تھی۔ اس وقت تک کے جماع سے جو اولاد پہلی سے ہوئی۔ ولد حلال ہے۔ اور بعد کے جماع سے جو اولاد ہو۔ وہ بھی شرعاً اولاد حرام ہے۔ مگر ولد الزنا نہیں۔ دونوں عورتوں کی سب اولادیں کہ زید سے ہوئیں۔ زید کا ترکہ پائیں گی۔ کہ نسب ثابت ہے۔ ہاں زوجہ ثانیہ ترکہ نہ پائے گی۔ کہ نکاح فاسد ہے۔ دونوں عورتیں مہر کی مستحق ہیں۔ پہلی مطلقاً اور دوسری اس صورت میں کہ حقیقتاً اس سے جماع کیا ہو۔ فقط خلوت کافی نہیں پھر بھی اپنا پورا مہر پائے گی۔ اور دوسری مہر مثل اور جو مہر بندھا تھا۔ ان دونوں میں سے جو کم ہو۔ وہ پائے گی۔

در مختار میں ہے:

یجب مہر المثل فی نکاح فاسد وھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کشھود ومثلہ تزوج الاختین معا ونکاح الاخت

Marfat.com

فی عدة الاخت اھ ش بالوطء لا بغیرہ کالخلوط ولم یزدمھر المثل علی المسمی لرضاھا بالحط ولوکان دون المسمی لزم مھرالمثل۔

واجب ہو گا مہر مثلی نکاح فاسد میں یعنی وہ نکاح جس میں شرائط صحت نکاح میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے مثلاً گواہ اور اسی طرح ہے دو بہنوں کا اکٹھا نکاح اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن کا نکاح اش مذکورہ بالا صورت میں مہر وطئی کرنے سے واجب ہو گا وطئی کے بغیر خلوت وغیرہ سے مہرلازم نہیں ہو گا اور مہر مثل مہر مسمی پر زائد بھی نہ ہو کیونکہ کمی پر عورت راضی ہو چکی ہے اور اگر یہ مہر مسمی سے کم ہو تو مہر مثلی لازم ہو گا۔

ہدایہ باب النکاح الرقیق میں ہے:

بعض المقاصد فی النکاح الفاسد حاصل کالنسب و وجوب المھر والعدة

بعض مقاصد نکاح فاسد میں حاصل ہیں جیسے ثبوت نسب اور وجوب مہر اور عدت

درمختار میں ہے:

یستحق الارث بنکاح صحیح فلا توارث بفاسد ولا باطل اجماعا و اللہ سبحانہ وتعالی اعلم

آدمی مستحق وراثت صحیح نکاح سے ہی ہو گا پس نکاح فاسد اور باطل سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہیں ہو سکتا اجماعاً۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفی ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احکام شریعت

(حصہ دوم)

مسئلہ ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا قول ہے وقت مغرب بہت قلیل ہے اسی وجہ سے چھوٹی سورۃ مغرب میں پڑھتے ہیں اور بعد دو سنت و نفل کے مغرب کا وقت نہیں رہتا یا پانچ' چھ منٹ اور رہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے نماز مغرب اول وقت پڑھنا اور چھوٹی سورۃ کا پڑھنا یہ سب مستحب ہے۔ مغرب کا وقت جب تک سرخی شفق کی رہتی ہے باقی رہتا ہے' بلکہ آدھ گھنٹے سے زائد رہتا ہے لہٰذا گذارش ہے کہ وقت مغرب کی پہچان کہ کب تک رہتا ہے اور کتنی دیر رہتا ہے اور زید و عمرو کے قول کی تصدیق اور یہ کہ سرخی کے بعد جو سفیدی رہتی ہے اگر اس وقت کوئی شخص نماز مغرب ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں اور بلاکراہت کس وقت تک پڑھنا جائز ہے؟

الجواب: زید کا قول محض غلط ہے اس نے اپنی طبیعت سے یہ بات گھڑی ہے جبھی تو وہ شک کی حالت میں ہے خود نہیں کبھی کہتا ہے نہیں رہتا پھر کہتا ہے پانچ یا چھ منٹ اور رہتا ہے یہ سب اس کے باطل خیالات ہیں جن کو شرعی معاملات میں استعمال کرنا حرام ہے بلکہ مغرب کا وقت اس سپیدی کے ڈوبنے تک رہتا ہے جو عرضاً یعنی جانب مغرب میں شمالاً جنوباً سپیدہ صبح کی طرح پھیلی ہوتی ہے اس کے بعد جو سپیدی نہ جنوباً شمالاً بلکہ آسمان میں اوپر کی طرف کو طولاً صبح کاذب کی طرح باقی رہے اس کا اعتبار نہیں۔ غروب آفتاب سے اس سپیدی ڈوبنے تک جو عرضاً پھیلی ہوتی ہے۔ ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ وقت ہوتا ہے اور زائد سے

Marfat.com

زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، ۱۸ سے ۳۵ منٹ تک وقت بدلتا رہتا ہے کہ بعض دنوں میں سپیدی ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ بعض دنوں میں ایک گھنٹہ ۱۹ منٹ بعض میں ۲۰ اسی طرح ۳۵ منٹ بعد غروب ہوتی ہے رد المختار تحت قول ماتن الشفق ھو الحمرۃ عندھما وبہ قالت الثلثۃ والیہ رجع الامام فرمایا: والمحقق فی الفتح بانہ لا یساعدہ روایۃ الخ وقال تلمیذہ العلامۃ قاسم فی تصحیح القدوری ان رجوعہ لم یثبت لما نقلہ الکافۃ من لدن الائمۃ الثلثۃ الی الیوم من حکایۃ القولین ودعوی عمل عامۃ الصحابۃ بخلافہ خلاف المنقول قال فی الاختیار الشفق البیاض وھو مذھب الصدیق الخ۔ ہاں مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دو رکعتوں کے قدر دیر لگانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے درمختار میں ہے والمستحب التعجیل فی المغرب مطلقا وتاخیر قدر رکعتین یکرۃ تنزیھا۔ اور بلاعذر اتنی دیر لگانا جس میں کثرت سے ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی و گناہ ہے اسی میں ہے والمغرب الی اشتباک النجوم امی کثرتھا کرہ تحریما الا بعذر۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲: کیا حکم ہے علمائے اہل سنت و جماعت کا مسائل ذیل میں:

(الف) زیور نقرئی یا طلائی روزانہ پہنا جاتا ہو یا رکھا رہے کیا دونوں پر زکوٰۃ ہے؟

(ب) حساب قیمت کا جس وقت زیور بنوایا تھا وہ رہے گا یا نرخ بازار جو بروقت دینے زکوٰۃ کے ہو؟

(ج) جو روپیہ تجارت میں مثلاً پارچہ یا کرایہ وغیرہ خرید لیا ہے اس پر زکوٰۃ کس حساب سے دینا ہوگی۔

(د) فی صدی کیا زکوٰۃ کا دینا ہو گا؟

(ہ) زکوٰۃ کا روپیہ کافر، مشرک، وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہا کو دینا چاہیے یا نہیں؟

(و) زکوٰۃ کا دینا اولیٰ کس کو ہے، بھائی بہن والدین جو صاحب نصاب نہ ہوں ان کو دینا چاہیے یا نہیں؟

(ز) چھپن روپیہ جس شخص کے پاس ہوں صاحب نصاب ہے اب وہ زکوٰۃ کا کیا دے؟

Marfat.com

(ح) قربانی کس پر ہے اور واجب ہے یا فرض؟

(ط) آج کل ہندوستان میں گائے کی قربانی کو بعض مسلمان مشرکوں کی خوشنودی کے لیے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بکری کی قربانی کرو تو کس کی قربانی کی جائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

(الف) زیور مطلقاً زکوٰۃ ہے ہر وقت پہنے رہیں خواہ کبھی نہ پہنیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا' ہاں اگر سونے کے بعد چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہو گی نرخ بنوانے کے وقت کا معتبر ہو گا نہ وقت ادا کا اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہ عربی وہ تاریخ اور وقت جب عود کریں گے اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہو گا۔ اس وقت کا نرخ لیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) سال تمام پر بازار کے بھاؤ سے جو اُسے مال تجارت کی قیمت ہے اس کا چالیسواں حصہ دینا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) آسانی اسی میں ہے کہ فی صد ڈھائی روپے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ہ) ان کو دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(و) یہ جن کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ دادا' دادی نانا' نانی اور جو اس کی اولاد ہیں جیسے بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' نواسا' نواسی' ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بھائی بہن اگر مصرف زکوٰۃ ہوں تو ان کو دینا سب سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) چھپن (۵۶) روپیہ کا چالیسواں حصہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ح) صاحب نصاب جو اپنی حوائج اصلیہ سے فارغ چھپن (۵۶) روپیہ کے مال کا مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) مشرکوں کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی بندکرناحرام سخت حرام ہے اور جو بند کرے گا جہنم کے عذاب شدید کا مستحق ہو گا اور روز قیامت مشرکوں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جس شخص کے ذمہ نماز قضا دس یا بارہ یا چودہ سال کی ہو وہ شخص کس طریقہ سے نماز قضا پھیرے جو طریقہ آسان ہو ارقام فرمائیے مع نیت اور وتر کے کہ نماز وتر قضا پڑھی جائے گی یا نہیں۔ جواب عام فہم ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: قضا ہر روز کی نماز کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں دو فرض فجر کے چار ظہر چار عصر تین مغرب چار عشاء کے اور تین وتر اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے۔ نیت کی میں نے سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی یا پچھلی ظہر کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اسے ادا نہ کیا اسی طرح ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم' سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں۔ ایک تخفیف کثرت قضا والے کے لیے یہ ہو سکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع کر لے مگر وتروں کی تینوں رکعت میں الحمد اور سورۃ دونوں ضرور پڑھی جائیں۔ تیسری تخفیف یہ کہ پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ اللھم صلی علی محمد والہ کہہ کر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ کہ وتروں کی تیسری رکعت میں دعا قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار ربی اغفرلی کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: کیا حکم ہے شرع مطہرہ کا اس مسئلہ میں کہ تین بھائی حقیقی ایک مکان میں رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد تین قطعے ہو گئے دو مکانوں کا دروازہ ایک ہی رہا اور تیسرے قطعہ کا دروازہ علیحدہ دوسری جانب کو بنایا گیا مگر اس مکان میں ایک کھڑکی پچھلے دونوں قطعوں میں آمدورفت کے واسطے رہی جس کے باعث سے تینوں بھائیوں کے مکان ایک ہی سمجھتے جاتے ہیں۔ اس تیسرے قطعہ یعنی کھڑکی والے مکان کے ساکن کا انتقال ہو گیا تو مرحوم کی بی بی ایام

Marfat.com

عدت میں اس کھڑکی سے پچھلے دونوں قطعوں میں جا سکتی ہے یا نہیں اور پچھلے دونوں قطعوں کے مالک بھی مرحوم ہی تھے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جب کہ میت کا مکان سکونت وہ تھا عورت اس میں عدت پوری کرے اور کھڑکی دو مکانوں کو ایک نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نکاح کیا بعد رخصت کے یہ معلوم ہوا کہ عورت اُمراض سخت میں مبتلا ہے اور اولاد کی اس سے قطعاً ناامیدی ہے اور کاروبار خانہ داری سے بالکل مجبور ہے۔ دو سال تک زید نے اپنی عورت کا علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا مجبوراً زید نے دوسرا نکاح کیا۔ زوجہ اولیٰ کے والدین نے اپنی لڑکی کو اپنے مکان پر روک لیا اور زید کے یہاں بھیجنے سے انکار کیا چند بار زید اپنی بی بی کے لینے کے واسطے گیا اور بہت خوشامد کی مگر زوجہ اولیٰ کے والدین کسی طرح رضامند نہیں ہوئے زید اس کے بلانے کی کوشش میں ہے ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر یہ صورت واقعہ میں زید کا قصور کیا ہے اس کے پیچھے نماز بے تکلف روا ہے اگر اور شرائط امامت رکھتا ہے قال اللہ تعالیٰ لا تزروا زرۃ وزر اخری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتی کہ وہ عالم ہو گیا نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نماز جائز ہونے میں کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدہ کا سنی ہو اور کوئی وجہ اس کے پیچھے منع نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جب کہ حاضرین میں اس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷: کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا اس میں کہ دعوت طعام کونسی سنت ہے اور کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتفصیل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت موکدہ ہے جب کہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہ نہ ہو۔ نہ کوئی مانع شرعی ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے۔ باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جب کہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے رد المحتار میں ہے:

دعی الی ولیمة هی طعام العرس وقیل الولیمة اسم لکل طعام و فی الهندیة عن التمر تاشی اختلف فی اجابة الدعوی قال بعضهم واجبة لا یسع ترکها وقال العامة هی سنة والا فضل ان یجیب اذا کانت ولیمة والا فهو مخیر والا جابة افضل لان فیها ادخال السرور فی قلب المومن واذا اجاب فعل ما علیه اکل اولا والا فضل ان یاکل لوغیر صائم وفی البنایة اجابة الدعوة سنة ولیمة اوغیرها و امادعوة یعقد بها التطاول اوانشاء الحمد اوما اشبهه فلا ینبغی اجابتها لا سیما اهل العلم اه ملخصا و فی الاختیار ولیمة العرس سنتة قدیمة ان لم یجبها اثم وجفالا نه استهزاء بالمضیف اه و مقتضاه انها سنتة موکدة بخلاف غیرها وصرح شارح الهدایة بانها قریبة من الواجب وفی التاتار خانیة عن الینابیع لودعی الی دعوته فالواجب الا اجابة ان لم یکن هناك معصیة ولا بدعة والا متناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا ان لا بدعة ولا معصیة اه و الظاهر حمله علی غیر الولیمة لما مرتامل اه والله تعالی اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(الف) حضور سرور عالم ﷺ نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا کہ روز قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا

Marfat.com

ہے یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کتاب معارج النبوۃ سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں۔

(ب) کتاب معارج النبوۃ کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہل سنت معتبر محقق تھے یا نہیں۔

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(د) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان میلاد شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟

(ہ) خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سروپا ظاہر ہوں گی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خودن آلودہ اور زہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی ﷺ کا دندان مبارک جو جنگ احد میں شہید کیا گیا ہاتھ میں لئے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایا پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امت عاصی کو بخشوائیں گی صحیح ہے یا نہیں؟

(و) مجلس میلاد شریف پڑھنے کے لیے بیشتر ٹھہرا لینا کہ ایک روپیہ دو تو ہم پڑھیں گے اور اس سے کم پر نہیں پڑھیں گے اور وہ بھی اس سے پیشگی بطور بیعانہ یا سائی جمع کرا لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ز) حضور اقدس ﷺ کا شب معراج عرش الٰہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں؟ اللہ کے حضور حاضر ہونا کہنا چاہیے نہ کہ تشریف لے جانا مولف یعنی معہ نعلین عرش پر جانا ۱۲ مولف)

(ح) رافضیوں کے یہاں محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہدائے کربلا و سوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟

(ط) بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور ﷺ کو آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب یا ماں باپ کو بخشوا لے یا امت کو

Marfat.com

آپ نے ماں باپ کو چھوڑا امت اختیار کی صحیح ہے یا نہیں؟

) زید باوجود اطلاع پانے جوابات سوالات مذکور الصدر کے اگر اپنے قول و افعال مذکورہ بالا سے باز نہ آئے اور تائب نہ ہو اور ان جوابات کو جھوٹا تصور کرے اور یہی بیانات اور طریقے جاری رکھے تو اس سے مجلس شریف پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

واب:

ف) بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ب) سنی واعظ تھے۔ کتاب میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج) اس مال پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اس کے لیے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہو گا کما نص علیہ فی الھندیۃ وغیرھا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقدو نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہو گی۔ جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقدو نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے۔ یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا تو مگر اس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کے لیے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے حدیث میں ہے:

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یقص مواقع التھم۔

جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو اول تو ن کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہی ہے جو اہل تقویٰ نہیں، اسے ن کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کے لیے وہ لوہار کی ھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو ور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن وقع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ جو رمنے کے گرد

Marfat.com

چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں۔

(ہ) یہ سب محض جھوٹ اور افترا اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے مجمع اولین و آخرین میں ان کا برہنہ تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گے زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بیٹی محمد ﷺ کی صراط پر گزر فرماتی ہیں پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(و) اللہ عزوجل فرماتا ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ یہ ممنوع ہے اور ثواب عظیم سے محرومی مطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ح) حرام ہے کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ حدیث میں ارشاد ہوا لا تجالسوھم ان کے پاس نہ بیٹھو دوسری حدیث میں فرمایا من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کا مجمع بڑھا لے وہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) محض جھوٹ افترا اور کذب و بہتان ہے اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ی) جو بعد اطلاع احکام شرعیہ نہ مانے اور انہیں افعال پر مصر رہے اور فتویٰ شریعت کو جھوٹا تصور کرے وہ گمراہ ہے اس سے مجلس شریف پڑھوانا یا اس کا سننا اس سے امید ثواب رکھنا اس کی تعظیم کرنا سب ناجائز ہے جب تک تائب نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہو گا کہ مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اسی طرف پلٹ جائے گا پس اس جگہ سے کون جگہ افضل ہو گی اور اس زمانہ میں جب کہ نصاریٰ کا قبضہ اس جگہ ہے کابل سے ہزار درجہ اس جگہ کی ہجرت کو

Marfat.com

افضل کہتا ہے اور اپنے لیے باعث سلامتی دین و شفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں اور یہ ہجرت اس کی درست ہو گی یا نہیں اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفارہ کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئے گا ایسی نیت اس کی درست ہو گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں والمدینۃ خیر لھم لوکانوا یعلمون مدینہ منورہ ان کے لیے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا الٹی نیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰: خدمت والا میں گزارش ہے کہ براہ کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں:

(۱) مسائل خلافت اسلامیہ و ہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبد الباری فرنگی محلی و ابوالکلام آزاد وغیرہ نے جو کچھ آواز اٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ و شرعیہ کے موافق ہے یا خلاف۔

(۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بنا پر ہے اگر موافق ہے تو یوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے کیوں نہیں روکا جاتا جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ تجویز فرمائی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حافظت اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید قرآن شریف و حدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا۔ مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا رام لچھمن پر پھول چڑھانا اور اماین کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بول کر مرگھٹ کو لے جانا' کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشا میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام و کفر

Marfat.com

کی تمیز اٹھادے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گذر گیا جنہوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا کون مسلمان ان میں موافقت کر سکتا ہے۔ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے۔ اور لکھے جارہے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے پاکی ہے اسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔ وحسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ١١: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتایا درخت بوجہ غفلت تسبیح گر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: رب عزوجل فرماتا ہے:

تسبح له السموت والارض ومن فيهن وان من شیء الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم۔

اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح۔ اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح نباتی بھی قائم نہیں دائم التسبیح ہیں کہ ان میں شئی کے دائرہ سے خارج نہیں مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اس روح متعلق کے اختیاری نہیں وہ اسی ان من شی کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔

دوسری تسبیح روح یہ ارادی و اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نباتات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مرجائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں۔

فانه مادام رطبا یسبح الله تعالی فیونس المیت۔

Marfat.com

کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے۔

مگر قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو لا یتجزی باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی۔ ان من شئی الا یسبح بحمدہ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں اور کبھی اس طرح کہتے تھے "ارشاد فرماتا ہے" کہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور کہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفرو شرک تو لازم نہیں آتا ہے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور کتابوں کے مصنف نے اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں لکھا اور فرماتا ہے لکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم میں تو صدہا جگہ ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون۔ اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر سے کہ عرض کیر گا رب ارجعون اعمل صالحا۔ اس میں علما نے تاویل فرما دی ہے کہ ارجع کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی ارجع ارجع ارجع۔ ہاں ضمائر غیبت میں ذکر مرجع صیغہ جمع فارسی اور اردو میں بکثرت بلا نکیر رائج ہیں ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرہ فال بنام من دیوانہ ردن!

ع سعدیا روز ازل جنگ تبرکاں دادند

زرویت ماہ تاباں آفریدند
زقدت سرد بستاں آفریدند

ایسی جگہ لوگ قضا و قدر کو مرجع بتاتے ہیں بہرحال یوں ہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر اس میں کفرو شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہو سکتا نہ گناہ ہی کہا جائے گا بلکہ خلاف

Marfat.com

اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر قاعدہ ہے جب لڑکا چار برس چار ماہ چار دن کا ہوتا ہے تو بسم اللہ شریف اس کو پڑھاتے ہیں اور خوشی کرتے مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں اس کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں سنت ہے یا مستحب کیا یہی ضروری ہے کہ جب لڑکے کی عمر مذکورہ بالا ہو جب ہی پڑھائی جائے یا کم و بیش پر بھی پڑھا سکتا ہے۔ اور کسی عالم کے پاس لے جائے یا ہر شخص صحیح عقیدہ پڑھ سکتا ہے نیز مسنون طریقہ ارقام فرمائیے۔

الجواب: طریقہ مذکورہ جائز ہے اور اتنی عمر ضروری نہیں کم و بیش بھی ہو سکتی ہے اور عالم کو پڑھانا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴: حضرات علمائے کرام اہل سنت وارث علوم شریعت کیا فرماتے ہیں کہ زید ایک سنی بزرگوار کا مرید ہے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا ان بزرگوار کا انتقال ہو گیا اب زید اور کسی عالم سے بیعت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: تبدیل بیعت بلاوجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے اور جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے وہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اسی سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵: کیا فرماتے ہیں اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ بالبر والاحسان اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد پھر نماز ظہر پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب: ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے اس کے بعد نماز ظہر کی حاجت نہیں ہاں جاہلوں نے جو دیہات میں جمعہ نکال لیا ہے وہاں اگر کوئی جمعہ پڑھے تو اس پر ظہر پڑھنا ضروری لازم ہے کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں اگر کسی داڑھی منڈے سے ملاقات ہو اور یہ شناخت نہ ہو کہ مسلمان ہے یا ہندو اس کو سلام کرنا چاہیے یا نہیں اور اس

Marfat.com

صاحب کو سلام کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جو شخص پہچان میں نہ آئے کہ مسلمان ہے یا کافر اس سے ابتداء سلام جائز نہیں کہ ابتداء سلام مسلمان کے ساتھ سنت ہے اور کافر کے ساتھ حرام اور فعل جب سنت و حرام میں متردد ہونا جائز رہے گا کما فی الخلاصۃ والدر المختار وغیرہما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عبد اللہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف چاروں پشت پر فاتحہ درود پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ہمارے نزدیک صحیح و رجیح یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے آباؤ امہات حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ سے حضرت آدم علیہم السلام و حضرت حوا علیہم السلام تک سب اہل توحید و اسلام و نجات ہیں تو انہیں ایصال ثواب میں حرج نہیں البتہ اختلاف علماء سے بچنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ ثواب نذر بارگاہ بیکس پناہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے اور حضور ﷺ کے طفیل میں حضور ﷺ کے علاقہ والوں کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ از روئے فرمان اللہ و رسول یزید بخشا جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو چیز خالص لوجہ اللہ دی جاتی ہے اس کا کھانا امیر و غنی کو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر غنی پر حرام ہے اور صدقہ نافلہ جیسے حوض و سقایہ کا پانی یا مسافر خانہ کا مکان غنی کو بھی جائز ہے مگر میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو دے غنی لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرشتہ پر فاتحہ درود پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

Marfat.com

الجواب: درود جیسے علیہ الصلوٰۃ و السلام یہ تو ملائکہ کے لیے ہے یہی ایصال ثواب بھی کر سکتے ہیں۔

لان الملائکۃ اھل الثواب کما ذکرہ امام الرازی و فی ردالمحتار للملئکۃ فضائل علینا فی الثواب۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی کہے یعنی منت مانے کہ جان کا بدلہ صدقہ مسجد میں لے جائیں گے اور اسی کو بعض یوں کہتے ہیں کہ جان بچ جائے یا کام بن جائے تو نذر اللہ مصلی کو کھلائیں گے کوئی کہے کہ ہمارا کام پورا ہو جائے تو مسجد میں شیرینی لے جا کر مصلی کو کھلائیں گے تو یہ چیز ہر ایک کو کھانا جائز ہے یا نہیں خواہ امیر ہو یا غریب۔ بینوا توجروا۔

الجواب: مردہ کا کھانا صرف فقرا کے لیے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے کما فی فتح القدیر و مجمع البرکات۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سورج کدو یعنی پیٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: پیٹھا حلال ہے۔ خلق لکم ما فی الارض۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ختنہ کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: درست ہے کہ یہ سرور ہے اور سرور میں دعوت سنت ہے بخلاف طعام موت کے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص منت کسی قسم کی نماز روزہ حج صدقہ مانے اور بغیر ادا کیے ہوئے مر گیا اس کے اس حق کے ادا کیا کیا صورت ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر وصیت کر گیا ادا واجب ہے اور وصیت تہائی مال میں نافذ ہو گی۔ حج کرائیں صدقہ دیں، نماز روزہ کا فدیہ دیں اور اگر وصیہ نہ کی اور وارث بالغ اس کی طرف

Marfat.com

سے حج کرے یا کرائے اور اپنے حصہ میں سے صدقہ فدیہ دے تو بہتر و موجب اجر ہے ورنہ مطالبہ نہیں میت نے اگر ادا میں تقصیر کی تو اس پر مطالبہ ہے ورنہ اس پر بھی نہیں جو ہرہ نیرہ در مختار میں ہے:

اذا مات من علیہ زکوۃ او فطرا و کفارۃ او نذرلم تؤخذ من ترکتہ عندنا الا یتبرع ورثتہ بذلک وھم من اثل التبرع ولم یجبرواعلیہ وان اوصی تنفذ من ثلث۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی کافر ہیں ایک مسلمان ہو گیا تو اب وہ بھائی کافر اس کو حق حصہ نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہمارے مذہب سے نکل گئے تمہارا حق کیا ہے تو اس مسلمان بھائی کا حق ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر باپ کا ترکہ دونوں بھائیوں نے پایا تھا اب ایک مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے حصہ کا مالک ہے مسلمان ہونے سے ملکیت زائل نہ ہوئی ہاں اس کے اسلام کے بعد ان کافروں میں جو مرا اس کا ترکہ اسے نہیں ملے گا لا ختلاف الدین۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برائی کے لیے اور وہاں بیٹھتی ہیں تو اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں اگر یہ باتیں بری ہیں تو اس بزرگ میں تصرف و قوت اس کے روکنے کی ہے یا نہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ دربار بزرگان میں آنے والے ان کے مہمان ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کرسکتے ہیں اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کرسکتے ہیں تو وہاں رنڈیاں گاتی بجاتی ناچتی ہیں عورتیں غیر محرم رہتی ہیں ان کے بچے پیشاب کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے یہ کہنا ان لوگوں کا اور ان کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں اور اس کا کیا جواب ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عورتوں کو مزارات اولیاء و مقابر عوام پر جانے کی ممانعت ہے اولیائے کرام کا مزارات سے تصرف کرنا بے شک حق ہے اور وہ بیہودہ دلیل محض باطل اصحاب

Marfat.com

مزارات دائرہ تکلیف میں نہیں وہ اس وقت محض احکام تکوینیہ کے تابع ہیں سینکڑوں ناحفاظیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں اللہ عزوجل تو قادر مطلق ہے کیوں نہیں روکتا حاضران مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قوالی جو عرسوں میں یا ان کے علاوہ ہوتی ہے جس میں سوا نعتیہ غزلیات کے عاشقانہ آلات یعنی مزامیر کے ساتھ بجائے جاتے ہیں جائز ہیں یا نہیں بزرگ لوگ جو اس میں شریک ہوتے ہیں بلکہ بعض کی نسبت وصال ہو جانا بھی سنا جاتا ہے یہ عمل ان کا کیسا ہے اگر یہ برا ہے تو گدیوں یعنی خانقاہوں میں پشتہا پشت سے ہوتی چلی آتی ہیں خلاف ہے یا نہیں اور ایسی خانقاہوں میں جانا اور ارادت اختیار کرنا اور انہیں بہتر سمجھنا اور ان کے سامنے سر نیاز خم کرنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: خالی قوالی جائز ہے اور مزامیر حرام زیادہ غلواب منتسبان سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام است حضرت مخدوم شرف الملتہ والدین یحییٰ منیری قدس سرہ نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے۔ اکابر اولیا نے ہمیشہ فرمایا ہے کہ مجرد شہرت پر نہ جاؤ جب تک میزان شرع پر مستقیم نہ دیکھ لو پیر بنانے کے لیے جو چار شرطیں لازم ہیں اس میں ایک یہ بھی کہ مخالفت شرع مطہر آدمی خود اختیار نہ کرے ناجائز فعل کو ناجائز ہی جانے۔ اور ایسی جگہ کسی ذات خاص سے بحث نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار سے جو چراغ کی روشنی غیبی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اس سے صاحب مزار کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے ورنہ امر محتمل ہے شیطان ایسے کرشمے دکھاتا ہے حضور غوث اعظم ﷺ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں ایک شمع روشن ہو جاتی۔ ایک روز حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے پھر

Marfat.com

ایک ربانی نور ان کے ساتھ فرما دیا کما فی بھجۃ الا سرارو معدن الانوار۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۳۰: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر درخت لگانا اور دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لیے اس کے چاروں طرف کھود کر جس میں جدید قدیم قبریں بھی ہیں محاصرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حفاظت کے لیے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایہ زائرین کے لیے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جدا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ظاہر ولی اللہ یعنی زندہ اور صاحب مزار ولی اللہ کے مابین ظاہر طریقہ سے ہم کلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بکثرت ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اللہ عزوجل کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں اس کی شانیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمی سے ناشی ہے۔ آٹھ سو سے زیادہ مواہب و شرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے اور حصر ناممکن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ ﷺ کی بھی؟ بینوا توجروا۔

الجواب: سورۂ فاتحہ میں حضور سرور عالم ﷺ کی صریح مدح ہے الصراط المستقیم محمد ﷺ اور ان کے صحابہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انعمت علیھم کے چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں انبیاء علیہم السلام کے سردار مصطفیٰ ہیں (ﷺ) شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں انہوں نے ہر

Marfat.com

آیت کو نعت کر دیا ہے اس میں سورۂ اخلاص بھی داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بزرگ عالم حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم دیتے ہیں اگر بعد وصال کے بھی خواب میں تعلیم کریں تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولیٰ علی نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حنانہ لکڑی جو آپ ﷺ کے فراق میں نالاں تھی۔ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہو گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: وہ جنت کا ایک درخت کیا جائے گا کما فی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرات منصور و تبریز و سرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کھال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں اور فرعون شداد ہامان' نمرود نے دعویٰ کیا تو مخلد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہ کہا اس نے کہا جسے کہنا شایاں ہے آواز بھی انہیں سے مسموع ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا انی انا اللہ۔ "میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔" کیا درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ اللہ نے یونہیں یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ جس زمین سے مال گزاری مالک لیتا ہے اس میں اگر پانی ٹھہرا اور مچھلی ٹھہری تو مالک کہتا ہے کہ یہ مچھلی ہمارے ہے اگر رعایا نہ دے تو گنہگار تو نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: مباح مچھلی جو پکڑ لے اسی کی ہے مالک کو اس پر دعویٰ نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۳۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(الف) طول قیام کثرت رکوع و سجود سے احب ہے یا نہیں؟

(ب) نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہیے یا نہیں؟

(ج) امام قراءت یا رکوع کو کسی مقتدی کے واسطے دراز کر سکتا ہے یا نہیں جب کہ مقتدی وضو کر رہا ہو یا مسجد میں آ گیا ہو اور یہ امام کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے کہ عنقریب شریک ہونا چاہتا ہے بایں صورت رکوع میں کچھ دیر کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(د) وتر میں قبل دعاء قنوت کے سہواً رکوع کیا اور دو ایک تسبیح بھی پڑھ چکا ہے اب خیال ہوا اور کھڑے ہو کر قنوت پڑھی تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(ہ) ایک آیت مایجوزبہ الصلوۃ کی کتنی مقدار ہے؟

الجواب: (الف) ہاں طول قیام احب ہے' رد المحتار میں ہے المذاهب المعتمدان طول القیام احب اسی میں ہے المذهب المعتمدان طول القیام احب اسی میں ہے قول الامام هو المصحح بل هو قول الکل۔

(ب) اٹھا لینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے۔ اور اگر تذلل و انکسار کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اٹھانی افضل درمختار میں ہے سقطت قلنسوته فاعادتها افضل الا اذا احتاجت بتکریر اوعمل کثیر رد المحتار۔ الظاهر ان افضلیته اعادتها حیث لم یقصد بترکها التذلل۔

(ج) اگر خاص کسی شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ یا خوشامد کے لیے منظور ہو تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھانی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یخشی علیه امر عظیم یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر اللہ کے لیے کیا اور اگر خاطر خوشامد منظور نہیں بلکہ عمل حسن پر مسلمان کی اعانت' (اور یہ اس صورت میں واضح ہوتی ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو تو نہ کوئی غرض اس سے اٹکی ہو) تو رکوع میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز بلکہ اگر حالت یہ ہو کہ یہ ابھی سر اٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑھا جائے گا تو بڑھا

Marfat.com

دینا مطلوب اور جو ابھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا ہے وضو وغیرہ کرے گا یا وضو کر رہا ہے اس کے لیے قدر مسنون پر نہ بڑھائے بلکہ اگر بڑھانا موجب ثقل حاضرین نماز ہو گا تو سخت ممنوع و ناجائز المسالۃ واردۃ فی الکتب و بسطھا الزامی فی صفۃ الصلوۃ وما قلتہ عطر التحقیق۔

(د) تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی کچھ پڑھنے پایا ہو اسے قنوت کے لیے رکوع چھوٹنے کی اجازت نہیں اگر قوت کے لیے قیام کی طرف عود کیا گناہ کیا پھر قنوت پڑھے یا نہ پڑھے اس پر سجدہ سہو ہے۔ در مختار میں ہے۔

لونسی القنوت ثم تزکرہ فی الرکوع لا یقتت فیہ لفوات محلہ ولا یعود الی القیام فان اعاد وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاتہ ویسجد للسھو قنت اولا لزوالہ عن محلہ اھ اقول وقولہ ولم یعد الرکوع ای ولولم یعدہ لانہ لم یرتفص بالعود للقنوت لکان لو اعادہ فسدت لان زیادۃ مادون رکعۃ لا تفسدنعم لا یکفیہ اذن بسجود السھولانہ اخر السجدۃ بھذا الرکوع عمدہ فعلیہ الاعادۃ سجد للسھوا ولم یسجد۔

(ہ) وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک مدھامتن اگرچہ پوری آیت اور چھ حرف سے زائد ہے جواز نماز کو کافی نہیں۔ اسی کو منیہ و ظہیریہ د سراج وہاج و فتح القدیر و بحرالرائق و درمختار وغیرہا میں اصح کہا اور امام الاجل علی اسبیجابی و امام ملک العلماء و ابوبکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف مدھامتن سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا درمختار میں ہے۔

اقلھا ستۃ احرف ولو تقدیر اکلم یلد اذا کانت کلمۃ فالا صح عدم الصحۃ

ہندیہ میں ہے:

Marfat.com

الاصح انہ لا یجوز کذا فی شرح الجمع لا بن ملک وھکذا فی الظھیرۃ والسراج الوھاج وفتح القدیر۔

فتح القدیر میں ہے:

لو کانت کلمۃ نحو مدھا متن' ص' ق' ن' فان ھذہ ایات عند بعض القراء الاصح انہ لا یجوز لانہ یسمی عاد الا قارما۔

بحرالرائق میں اسے ذکر کرکے فرمایا:

کذا ذکرہ الشارحون وھو مسلم فی ص و نحوہ اما فی مدھامتن فکدر الاسبیجابی وصاحب البدائع انہ یجوز علی قول ابی حنیفۃ من غیر ذکر خلاف بین المشائخ۔

بدائع میں ہے:

فی ظاھر الروایۃ قدرادنی المفروض بالایۃ التامۃ کقولہ تعالی مدھامتن وما قالہ ابو حنیفۃ اقیس۔ اقول۔

اظہر یہی ہے مگر جب کہ ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے تو احتراز ہی میں احتیاط ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہو گی مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت ثم نظر کہ بالا جماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض کو کافی ہے۔ مدھامتن سے جلد ادا ہو جائے گا کہ اس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک مد متصل ہے جس کا ترک حرام ہے ہاں جسے یہی یاد ہو اس کے بارے میں وہ کلام ہو گا اور احوط اعادہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور شوہر اس کا اس کو منع کرے کسی عذر سے تو جا سکتی ہے۔ بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر محرم ساتھ ہے اور حج اس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ علم۔

مسئلہ ۴۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم کرے اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں

Marfat.com

رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجالائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے قیام میلاد شریف اگر مقطعاً ذکر خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لیے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں۔ تو کیا حضور ﷺ اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں کیا تو قطرہ فولد (ﷺ) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تاقیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں[1] کے قطہر فولد کہنے پر موقوف ہے کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں۔ مہمل ولایعنی سقوق اپنی طرف سے ایجاد کیے اور جو وجہ حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے ﷺ تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود سے ولکن الوهابية قوم لا يعقلون۔ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۴۳: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید معاذ اللہ یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہو جاؤں گا۔ نام ایک فرقہ کا لیا آیا وہ انہیں میں سے ہو گیا یا نہیں یا یہ کہے کہ جی چاہتا ہے کہ غیر مقلد ہو جاؤں یا یہ کہے کہ غیر مقلد ہونے کو جی چاہتا ہے یہ قول کیسا ہے اگرچہ کسی کو چھیڑنے یا مذاق کی غرض سے کہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جس[1] نے جس فرقہ کا نام لیا اس فرقہ کا ہو گیا مذاق سے کہے یا کسی دوسرے وجہ سے۔ والله تعالیٰ اعلم۔

[1] (اس پر کوئی یہ کہے کہ ہم نے کہا کہ مٹھائی کھاؤں گا تو کہنے سے ہم نے کھایا تو نہیں اسی طرح سے اگر ہم کسی فرقہ باطلہ کا نام لیں (کہ اس فرقہ سے ہو جاؤں گا) تو اس فرقہ سے نہ ہونا چاہیے (ج) صرف

Marfat.com

کہنے سے آدمی کھاتا تو نہیں اور کفر و دین و اسلام کہنے سے ہوتی ہیں (س) اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کافر کہے کہ مسلمان ہو جاؤں گا تو مسلمان ہو جائے گا حالانکہ نہیں (ج) کافر کے اس قول سے صرف اسلام کا پسند کرنا لازم آتا ہے اور پسند سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک اسلام نہ لائے اور مسلمان کا دوسرا فرقہ باطلہ کو پسند کرنا خود کفر ہے لہٰذا یہاں کفر پایا جائے گا وہاں اسلام نہیں پایا جائے گا جب تک اسلام نہ لائے۔

مسئلہ ۴۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے یعنی رکوع کے بعد سیدھا نہ کھڑا ہو سجدہ کے بعد بیٹھنے نہ پائے کہ دوسرا سجدہ کرے بلکہ ایسا دیکھا گیا کہ اول سجدہ سے ایک دو بالشت سر اٹھایا یا بعدہ دوسرا سجدہ کر لیا ایسے شخص کی نماز ہو گی یا نہیں؟

الجواب: ایسی نماز قریب نہ ہونے کے ہے اور اس کا پھیرنا واجب اور پڑھنا گناہ۔ حدیث میں فرمایا کہ اگر ساٹھ برس ایسی نماز پڑھے گا قبول نہ ہو گی دوسری حدیث میں ہے:

انا نخاف لومت علی ذلک لمت علی غیر الفطرۃ ای غیر دین محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ — ہم خوف کرتے ہیں اگر تو اس حال پر مرا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پر نہ مرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بغیر اجازت ہو گئی تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ ہو گئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے یہاں نکاح ہو، غیر کفو ملتے یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین سے زائد حیثیت کے ملتے ہیں مگر ذاتا کامل اچھے نہیں مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کی جورو طوائف تھی بعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کس کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا منتظر رہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفات نہیں کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے اولیاء کے لیے باعث ننگ و عار ہو باپ اگر شریف القوم

Marfat.com

ہے اور طوائف سے بعد اس نے نکاح کیا تو اس سے بچے کے نسب پر حرف نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان پر سہواً جاری ہو جائے تو اسی کو پڑھے یا موخر کی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑ دے اگر پڑھ کر نماز تمام کر لی تو ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: زبان سے سہواً جس سورۃ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ موخر خواہ مکرر ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز جب بھی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:

(۱) یہ کہ بعد اذان ثانی کے پہلے اردو اشعار پڑھ لیے جائیں بعدہ فوراً خطبہ شروع کر دیا جائے۔

(۲) یہ کہ بعد خطبہ پڑھنے کے فوراً اشعار اردو پڑھیں بعدہ نماز کو کھڑے ہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: دونوں صورتیں خلاف سنت ہیں غیر عربی کا خطبہ میں ملانا ترک سنت متوارثہ ہے نہ ترک واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قصر روزہ نماز کے لیے کہاں تک حد رکھی گئی ہے بذریعہ ریل دو شب دو دن کے سفر میں قصر روزہ نماز ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو کتنے دن کے سفر میں قصر چاہیے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ساڑھے ستاون میل مدت سفر ہے ریل میں ہو خواہ پیادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت زوال قرآن پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: آفتاب نکلتے ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر کو قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ اور ذکر الٰہی درود شریف وغیرہ پڑھیں۔ وہ تین وقت تلاوت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۵۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت ۵ پر ٹھہرنا یا رکوع یا وقف کرنا کیسا ہے کیا قباحت ہے اگر جس آیت پر ۵ ہے رکوع کر دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں مثلاً اوپر سے پڑھتا آیا اور صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۙ۵ پر رکوع کر دیا تو جائز ہے یا کچھ حرج بھی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ہر آیت پر وقف مطلقاً بلا کراہت جائز بلکہ سنت سے مروی ہے رہا رکوع اگر معنے تام ہو گئے جیسے آیہ مذکورہ میں کہ اس کے بعد دوسری تمثیل مستقل ارشاد ہوئی ہے جب تو اصلاً حرج نہیں اور اگر معنی بے آیت آئندہ کے ناتمام ہیں تو نہ چاہیے خصوصاً امثال فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۵ لا میں کہ نہایت قبیح ہے اور ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۵ میں قبح اس سے کم ہے نماز بہرحال ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوائے شراب کے بھنگ افیون۔ تاڑی۔ چرس کوئی شخص اتنی مقدار میں پیئے کہ اس سے نشہ نہ آئے تو وہ شخص حرام کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نشہ بذاتہ حرام ہے نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے یہاں تک کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ خالص پانی دور شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے ہاں اگر دوا کے لیے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے۔ جس کا عقل پر اصلا اثر نہ ہو حرج نہیں بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہیے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا کسی بلا سے نہیں بھرتے تو خواہی نخواہی بڑھانی پڑتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے سے گذرا دوسرے سے کہا صلوۃ ہو گئی اور جماعت تیار ہے اس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں نے کہا یہ کلمہ کفر ہے تو اس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حاکم ہے؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: اس کہنے سے وہ شخص کافر ہو گیا اس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور یہ تیسرا بھی نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بعد مکان چھوڑنے اپنے دو سال کے ایک خط صرف بنام وارث زوجہ اپنی کے اس مضمون کا لکھا کہ ہم اپنی زوجہ کو طلاق دیتے ہیں اب اس کو بے میرے چاہیے کہ گھر سے میرے چلی جائے اب ہمارا آنا نہیں ہو گا اور اس کا نشان و پتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا۔ حروف اس خط کا اس کے دوسرے خطوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے شبہہ کو دخل نہیں۔ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر عورت باور کرتی ہے کہ یہ خط اس کے شوہر ہی کا ہے تو اسے اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ کمانص علیہ فی الھندیۃ عن محیط السرخسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسلام اس مسئلہ میں کہ ایام حمل میں طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو عدت اس کی کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حمل میں طلاق نہ دی جائے اگر دے گا ہو جائے گی عدت وضع حمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین دریں مسئلہ کہ امام نے سورۂ الم پورے رکوع یعنی وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۵ تک پڑھی جس میں الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۵ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ تک ٹھیک پڑھی بعدہ بجائے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ کے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پڑھ کر آگے کو بڑھ گئے اور آگے بجائے ان الذین کے والذین پڑھی اور سجدۂ سہو بھی کیا نماز ہوئی یا نہیں صرف آیات مذکورہ کے پڑھنے سے نماز ہو گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

Marfat.com

نماز ہو گئی سجدہ سہو کی بھی کوئی حاجت نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی پنواڑی یا کسی سرمہ فروش کو دس یا پانچ روپے کوئی شخص دے اور اس سے کہے کہ جب تک میرا روپیہ تمہارے ذمہ رہے مجھے پان بقدر خرچ روزانہ کے دیا کرو اور جب روپیہ واپس دو گے تو مت دینا یہ صورت جائز ہے یا نہیں اور نہیں تو جواز کی کونسی صورت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ صورت خاص سود اور حرام ہے۔ سود کے جواز کی کوئی شکل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نصاب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا بمقدار اس کے روپیہ موجود ہوں تو جب قربانی واجب ہے یا کہ اتنی مقدار کی مالیت ہو چاہے اس کے پاس کاشت ہو یا چوپائے ہوں اگر ایک شخص کے پاس ساٹھ روپیہ کی بھینس یا بیل ہے تو اس پر قربانی ہے یا نہیں کسی شخص کو ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہے لیکن بزمانہ قربانی ایک روپیہ بھی اس کے پاس موجود نہیں تو کیا وہ شخص قرض لے کر قربانی کرے گا یا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس کاشت فروخت کر کے قربانی کرے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ چھپن روپیہ کے مال کا مالک ہو چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت کاشتکار کے ہل کے بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہ ہو۔ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی والا آدمی قربانی کے دن چھپن روپیہ کے مال کا مالک نہ ہو یہ صورت خلاف واقعہ ہے اور اگر ایسا فرض کیا جائے کہ اس وقت وہ فقیر ہے تو ضرور اس پر قربانی نہ ہو گی اور جس پر قربانی ہے اس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد معنی میں فساد ہو گیا جیسا کہ سورۂ یوسف کے شروع میں چار آیات کے بعد رَاَیۡتُہُمۡ کی جگہ رَاَیۡتَہُمۡ پڑھا اس حالت میں نماز ہو گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی مگر یہاں دَاٰیْتُھُمْ میں ت کا زبر پڑھنا مفسد نہیں نماز ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر اذان نہ ہوئی ہو یا ہوئی ہو مگر غلط تو نماز میں کیا خرابی ہے جب کہ ان صورتوں میں نماز پڑھی۔ نماز تراویح حافظ نابالغ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ نابالغ اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دے دی ہو تو لوٹانی چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

(۱) بغیر اذان کے جماعت کرنا مکروہ ہے اور نماز مکروہ ہو گی اور اذان اگر ایسی غلط ہوئی کہ شرعاً اذان نہ ٹھہری تو وہ بھی بغیر اذان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہو سکتی اگرچہ تراویح یا نفل محض ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نابالغ اگر عاقل ہے کہ اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو حرج نہیں اور اگر اس کی اذان کو اذان نہ سمجھیں نفل گمان کریں گے تو لوٹائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص نے بعد ختم ہوتے وقت سحری کے حقہ پیا بگمان شب کے یعنی وقت سحری کے تو اس کا روزہ ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر بعد طلوع صبح صادق پیا روزہ نہ ہوا اسے پورا کرے اور قضا رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی۔ پیتل کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی یا بٹن یا گھڑی کی زنجیر مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے کانسے پیتل لوہے تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی

Marfat.com

مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن مرد کو درست ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بے زنجیر کے بٹن چاندی سونے کے مرد کو جائز ہیں اور زنجیر دار منع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص چاندی کے زنجیر دار بٹن بہ نیت زیبائش نہ پہنے بلکہ اس خیال سے پہنے کہ دوسری قسم کے بٹن جلد ٹوٹ جاتے ہیں تو پہننا درست ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اس نیت سے ناجائز جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ شخص جس نے سنتیں فجر کی نہ پڑھیں ہوں اور دس بارہ منٹ طلوع میں باقی ہوں تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اسی طرح ظہر کی سنتیں بغیر پڑھے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر وقت بقدر فرض ہی باقی ہے تو آپ ہی سنتیں چھوڑے گا پھر اگر جماعت میں کسی نے ابھی سنتیں نہ پڑھیں یا جس نے پڑھیں وہ قابل امامت نہیں تو جس نے نہ پڑھیں وہی امامت کرے گا اور اگر وقت میں وسعت ہے تو سنت قبلیہ کا ترک کرنا گناہ ہے اور اس کی امامت مکروہ۔ دس بارہ منٹ میں سنتیں اور فرض دونوں ہو سکتے ہیں سنتیں پڑھ کر نماز پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جگانا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۷: کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ تکبیر کھڑے ہو کر سننا مسنون ہے یا بیٹھ کر؟

الجواب: بیٹھ کر سنے کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۶۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہے اور ایک شخص صرف ایک تکبیر کہہ کر شامل جماعت ہو گیا تو یہ تکبیر تحریمہ یعنی اولیٰ ہوئی یا مسنونہ اس صورت میں نماز اس مقتدی کی ہو گی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر اس نے تکبیر تحریمہ کہی یعنی سیدھے کھڑے ہوئے تکبیر کہی کہ ہاتھ پھیلائے تو زانوں تک نہ جائے تو نماز ہو گئی اور اگر تکبیر انتقال یعنی جھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز نہ ہو گی اسے دو تکبیر کہنے کا حکم ہے تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقال۔ پہلی تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں اور دوسری تکبیر انتقال رکوع کو جاتے ہوئے درمختار میں ہے:

ولو وجد الامام راکعا فکبر منحنیا ان الی القیام اقرب صح و لغت نیته تکبیرة الرکوع۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے تو ایسی حالت میں کیا کرے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈانے اور خشخشی کرنے والا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض خواہ تراویح پڑھنا چاہیے یا نہیں اور حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں اٹھے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی شرعی کتنی ہونی چاہیے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ٹھوڑی سے نیچے چار انگل چاہیے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۷۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلوع آفتاب سے کتنی دیر بعد نماز قضا پڑھنے کا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: طلوع کے بعد کم از کم ۲۰ منٹ کا انتظار واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبروں کا پختہ بنانا روا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: میت کے گرد پختہ نہ ہو اوپر کا حصہ پختہ کر دیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کسی کافر سے بات چیت کرے یا کسی کے پاس بیٹھے یا نوکری کرے تو یہ مسلمان کافر ہو گیا یا نہیں اور اگر کافر نہ ہوا تو دوسرا شخص اس کو کافر کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: کافر اصلی غیر مرتد کی نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور دنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس لیے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہو گا مگر یہ کہ اس کے مذہب و عقیدۂ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔ بجز ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو اس کے والدین کے یہاں جانے کو اس وجہ سے منع کرتا ہے کہ ایک مکان ہے جس کا دروازہ اور صحن بھی ایک ہے جس میں زید کی زوجہ کے والدین ہیں اور دو غیر شخص کرایہ دار ہیں ایسی صورت میں زید کو اپنی زوجہ کے شرعاً روک لینے کا حکم ہے یا نہیں اگر بلا اجازت زید کی زوجہ چلی جائے تو زید کیا سزا دے سکتا ہے؟

الجواب: اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست ہو سکتا ہے تو زید اس کا بندوبست کرے اور عورت کو آٹھویں دن ماں باپ کے پاس صرف دن میں جانے کی اجازت دے رات کو وہاں نہ رہے ایسی حالت میں اتنے جانے سے نہیں روک سکتا اور اگر روکے تو عورت آٹھویں

Marfat.com

دن بلا اجازت بھی بندوبست پردہ کے ساتھ دن کے دن جا کر واپس آ سکتی ہے زید اگر اتنی بات پر سزا دے گا۔ ظالم ہو گا۔ اور اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست نہیں ہو سکتا تو بلاشبہ زید روک سکتا ہے بلکہ روکنے کا حکم ہے۔ اور عورت اگر بلااجازت چلی جائے تو جب تک واپس نہ آئے اس کا نان و نفقہ ساقط ہے اور زید اسے جائز سزا دے سکتا ہے کہ اولاً سمجھائے۔ نہ مانے تو اس سے الگ سوئے نہ مانے تو مارے مگر نہ مونہہ پر نہ ایسا کہ ضرب شدید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں، حلقہ باندھ کر ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لپٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد ہوں صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کے لیے بناوٹ ہیں تو حرام بینہما وسط الایذکر للحرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نماز نہیں جانتا اور نہ کلمہ یاد ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ یاد کرو اور نماز سیکھو تو کہتا ہے کہ ہم نہیں سیکھیں گے اور نہ ہم سے یاد ہو گا اور نہ ہم سے ہو سکے گا۔ پس شرعاً کیا حکم ہے بتفصیل تحریر فرمائیے۔ اور وہ ایک انگریز کے یہاں ملازم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اس کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیے جس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا جائے اور وہ انکار کرے اس کی نسبت علما نے حکم کفر لکھا ہے نہ کہ جو کلمہ سیکھنے ہی سے انکار کرے۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ برائے تعلیم مناظرہ دو سنی۔ ایک سنی اور ایک وہابی بن کر مباحثہ کریں ایک وہابیہ کے اعتراضات یا ان کی طرف سے جوابات پیش کرے۔ دوسرا سنیوں کی طرف سے تو جائز و بہتر ہے یا نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسرے بد مذہبوں کے مباحث مجلس عام نہ ہو گی۔ طلبہ ہوں گے اگرچہ مبتدی؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: بلکہ اکراہ وہابی بننا وہابی ہونا ہے۔ کافر بننا کافر ہونا ہے مناظرہ کا تمرن سانگ یا ٹھیر نہیں کہ وہابی ہی بن کر ہو ہاں اگر وہابی بننا نہ ہوا اور تمرن کے لیے وہابیہ کے شبہات ایک دوسرے پر پیش کر کے جواب سُنے اور بحث کرے تو تین شرطوں سے جائز ہے:

(ا) یہ شبہات پیش کرنے والا مستقل مستقیم متصلب سنی ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہ خود اس کے قلب میں خدشہ ڈال کر متزلزل کر دے کہ بحث بالائے طاق ایمان ہی جائے۔

(ب) جب جواب شافی پالے بات نہ پالے کہ عناد مطلقاً حرام ہے نہ کہ ایسی صورت میں۔

(ج) وہاں طلبہ خواہ غیر کوئی ایسا نہ ہو جس پر اس سے فتنہ و تذبذب کا اندیشہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں مسلمان اپنی لاعلمی سے مشرکین کی بابت کہتے ہیں۔ فلاں شخص فلاں کام میں یا اخلاق میں اچھا ہے یہ کہنا مسلمان کا کس حد تک جائز ہے اور کیا گناہ اس کے ذمہ عائد ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اخلاق میں اچھا کہنا گناہ ہے اور کسی دنیوی کام میں کہنا مثلاً تیرتا اچھا ہے یا گھوڑے پر اچھا چڑھتا ہے یا اچھا تولتا ہے حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طالب علم جس کا عرصہ قریب تین سال کا ہوا انتقال ہو گیا اس کی تجہیز و تکفین اہل محلّہ کی جانب سے ہوئی تھی اس کے پاس کچھ سامان جو کہ اس کا ذاتی تھا کنجی بستر و چند کتابیں اور چار روپیہ نقد نکلے جو کہ اہل محلّہ میں سے ایک شخص کے پاس اماناً اَب تک جمع ہے اس سامان وغیرہ کی بابت اس کے ورثہ کو مدرسہ منظر اسلام کے طالب علموں کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی لیکن اس وقت تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں پایا گیا اس سامان کو کسی دوسرے طالب علم کے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: تلاش ورثہ میں کوشش کی جائے جب ناامید ہو جائے کسی غریب سنی طالب کو دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کثرہم اللہ تعالیٰ و نصرہم و ابدہم واید ہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلّہ میں بکر قادیانی آ کر بسا زید سنی نے مردوں عورتوں کو اس کے

Marfat.com

گھر میں جانے سے اس سے خلا ملا میل جول حصہ بخرہ رکھنے سے منع کیا ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اس نے کہا کہ بڑے نمز یہ پڑھ کر ملا ہو گئے ہم عذاب ہی بھگت لیں گے۔ اس بے چارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ہندہ نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہو گئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قادیانی مذہب ایسی جگہ آباد ہوا جہاں بالکل قطعاً مسلمان رہتے ہیں وہ قادیانی مسلمانوں کو بہکانا چاہتا ہے نیز ان کے یہاں کا اصول بھی یہی ہے کہ ناسمجھ مسلمانوں کو اخلاق و نرمی سے اپنی طرف کھینچ کر بہکا لیتے ہیں اس خوف سے جمیع مسلمانوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کسی نے اس سے میل جول نہ رکھا مگر اسی محلہ کا ایک سقہ اس قادیانی سے مانوس ہو گیا اس کی بی بی نے اپنے شوہر سقہ کو منع کیا اور کہا ہم کو تم کو خدا اور رسول سے کام پڑے گا۔ ایسے بدمذہب سے علیحدہ رہو اور پانی بھی اس کے یہاں نہ بھرو ایک روپیہ مہینہ نہ سہی اس پر وہ سقہ اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہو گیا اور کہنے لگا تو میرے مکان سے نکل جا میں تو اس قادیانی سے ایسا ہی ملوں گا اور پانی بھروں گا گو میرے تمام ٹھکانے چھوٹ جائیں مگر میں اس کو نہ چھوڑوں گا ہاں اگر سارے شہر کے بہشتی ایسا ہی کریں اور چھوڑ دیں تو میں بھی چھوڑ دوں ورنہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ اگر وہ قادیانی سوئر کھائے گا تو میں بھی سوئر کھاؤں گا۔

سوال یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے اس سے ترک سلام و کلام کر دیا ہے ان کے واسطے سوائے شریعت کیا جزا ملے گی اور سقہ کے واسطے شریعت پاک کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: مسلمانوں کے لیے ثواب عظیم اور اس فعل سے اللہ و رسول کی رضا ہے جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سقہ اشد گنہگار و مستحق عذاب نار ہے سقاؤں اور ان کے چودھری کو

Marfat.com

لازم ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے برادری سے نکال دیں اللہ عزوجل فرماتا ہے وَلَا تَرْکَنُوا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۸۳: کیا ارشاد ہے کہ شریعت مقدسہ کا اس مسئلہ میں کہ زید بدمذہبوں کے یہاں کا کھانا علانیہ کھاتا ہے بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سنی ہے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اس صورت میں فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ جہیز کس کا حق ہوتا ہے لڑکی والوں کا یا لڑکے والوں کا بعد وفات زوجہ کے اس کے جہیز میں تقسیم فرائض ہوگی نہیں۔ زید جو سلیمہ کا شوہر تھا سلیمہ کے مرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے اس کو کھلایا پلایا ہے لہٰذا جہیز میرا حق ہے یہ قول زید کا صحیح ہے یا باطل اگر جہیز میں تقسیم فرائض نہ ہو تو آیا صرف والدین کو ملے گا یا اور کس کس کو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جہیز عورت کی ملک ہے اس کے مرنے پر حسب شرائط فرائض ورثہ پر تقسیم ہوگا زید کا دعویٰ باطل محض ہے نفقہ کے عوض میں کچھ نہیں لے سکتا کہ نفقہ اس پر شرعاً واجب تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہل سنت کہ ایک مسجد کا حوض اس طرح پر ہے کہ نصف حوض کے داہنے بائیں صحن مسجد ہے اور نصف کے اردگرد صرف زمین مقام الف میں سیڑھیاں' میں زید کو مرض ہے کہ اگر ڈھیلہ لے کر فوراً علی الاتصال پانی سے استنجا نہ پاک کرے تو قطرہ آجاتا ہے اب وہ استنجا کرتا ہوا آیا ہے پانی حوض میں بہت نیچا ہو گیا ہے اور ادھر ادھر لوٹوں میں وضو کا بچا ہوا پانی رکھا ہے مقام ب سے فصل مقام الف تک ہاتھ میں ڈھیلا ہے درحالیکہ رزائی یا چادر وغیرہ اوڑھے ہو جا کر پانی لا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

نقشہ یہ ہے

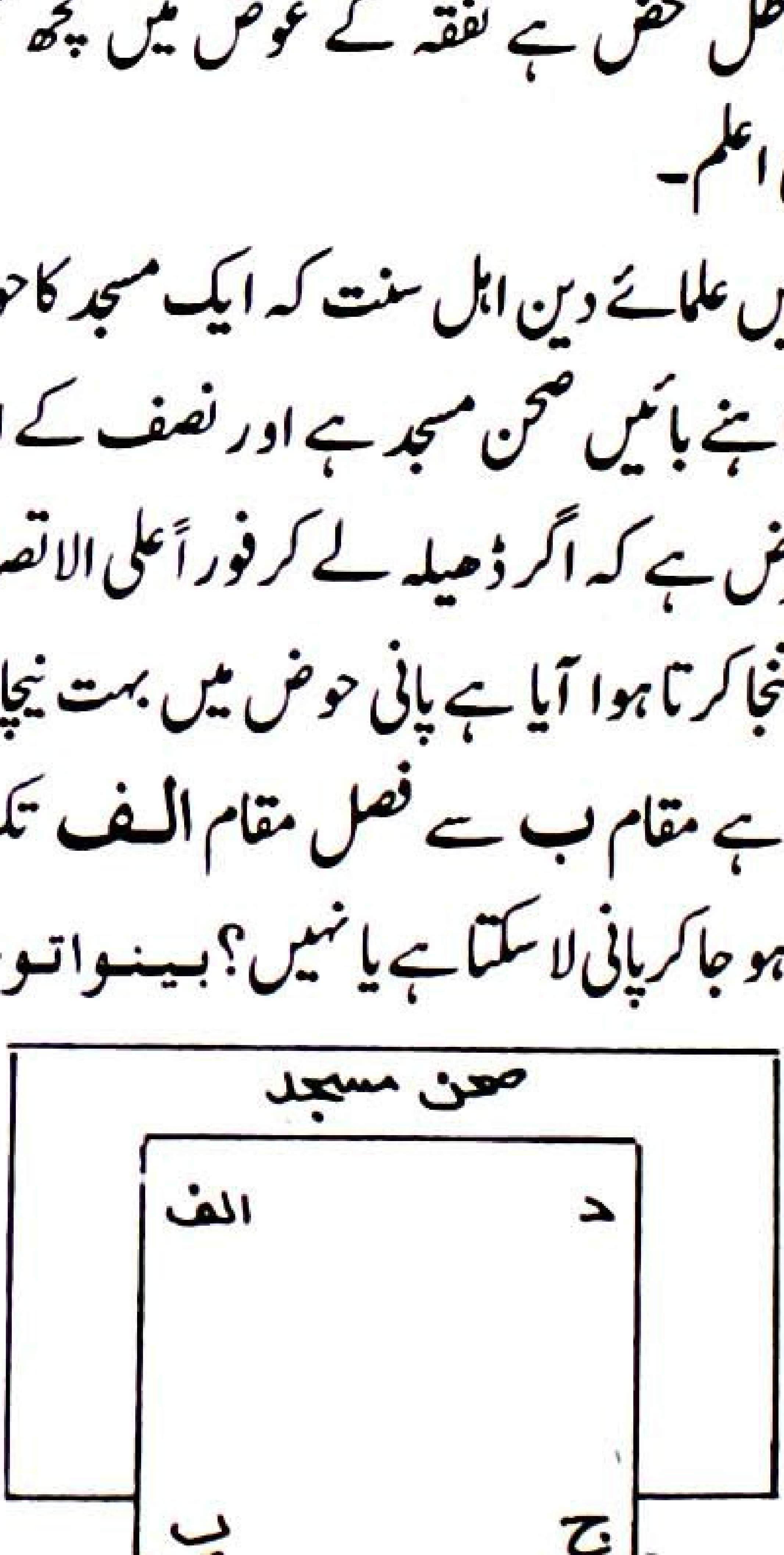

Marfat.com

الجواب: جب کہ حوض کی فصیل ہی پر گیا اور چادر اوڑھے ہے صحن مسجد میں قدم نہ رکھا یوں جا کر پانی لے آیا اور غسلخانہ میں استنجا کیا تو اصلا کسی قسم کا حرج نہیں فصیل حوض مسجد سے خارج ہے ولہذا اس پر وضو اذان بلا کراہت جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز ہے مفصل تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ دادا نانا یا جو اس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا پوتا نواسا ان کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جب کہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیبیوں سے ان کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت و جماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیوی تعلقات منقطع کرنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کما بیناہ فی ردالرفضہ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں ان سے میل جول نشست برخاست سلام کلام سب حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○

حدیث میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیاتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ یطعنون السلف لا یشھدون جمعۃ ولا الجماعۃ فلا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا

عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا۔ سلف صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے ان کے پاس نہ بیٹھنا ان کے ساتھ نہ

Marfat.com

تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ کھانا۔ نہ ان کے پاس پانی پینا نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸: تبارک صرف رجب شریف میں ہو سکتی ہے یا جب چاہیں کرلیں اور اگر میت پر اتنی قضا نمازیں یا روزے ہوں کہ اس کے غریب ورثا ہر نماز کے بدلے ۱/۲-۱۷۵ روپیہ بھر گیہوں نہ دے سکیں تو اسقاط کا کیا طریقہ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: تبارک ہر مہینہ میں ہو سکتی ہے یہ تعینات بغرض تحفظ و یاد دہانی ہوتے ہیں' اور میت کے ورثا جس قدر پر قادر ہوں مسکین کو بہ نیت کفارہ دے کر قابض کر دیں وہ بعد قبضہ اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کر دے وارث بعد قبضہ پھر بہ نیت کفارہ مسکین کو دے اسی طرح دور کریں یہاں تک کہ مقدار مطلوب ادا ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: علمائے اسلام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اس کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: افیون کی تجارت دوا کے لیے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے۔ لان المعصیة تقوم بعینہ وکل ما کان کذلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۰: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور ان کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۹۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام صورت اس کی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اس سے یہ قرار پاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال تک زندہ رہا تو خود اس کو اور اگر معیاد مقرر کر کے اندر مر گیا تو اس کے ورثا کو دو ہزار روپیہ یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اس کی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مر جائے اور اگر میعاد مقرر تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا۔ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے تعلق نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جب کہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا دادی اور والدہ سیدانی اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان؟ بینوا توجروا۔

الجواب: شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہو گا اگرچہ اس کی ماں اور دادی اور پر دادی سب سیدانیاں ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا ھذا مختصرا۔

جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اس پر خدا اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔

بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی وغیرہم نے یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین اور ان کے حقیقی بھائیوں بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے پھر جو ان کی خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لیے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۹۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت محمد ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی بنابر اس کے اس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علی ہذا القیاس مختلف جگھوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اس روز کو نحس و مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بنائے صحت پانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہو گا یا قابل ملامت و تادیب۔ بینوا توجروا۔

الجواب: آخری چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے اخر اربعا من الشھر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۴: نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور حد مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنا استاذان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۵: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ اگر زوجہ کے نان و نفقہ وغیرہ کے اخراجات کا بار زوج کا والد یا کوئی عزیز دار اٹھاتا ہو اور وہ عورت کو والدین کے یہاں جانے کی اجازت دے تو خاوند زوجہ کو جانے سے روک سکتا ہے اور عورت بلا اجازت

Marfat.com

خاوند کے جانے سے گنہگار ہو گی یا زوج کو روکنا جائز نہیں ہے اور زوجہ جانے سے گنہگار نہ ہو گی۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر مہر معجل نہ تھا یا جس قدر معجل تھا ادا ہو گیا تو چند مواضع حاجت شرعیہ جن کا استثنا فرما دیا گیا مثلاً والدین کے یہاں آٹھویں دن دیگر محارم کے یہاں سال پیچھے دن کے دن کو جانا اور شب شوہر ہی کے یہاں کرنا وغیرہ ذلک ان کے سوا کسی جگہ عورت کو بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں اگر جائے گی گنہگار ہو گی شوہر روکنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ نفقہ کا بار دوسرا شخص اٹھاتا اور وہ دوسرا عورت کو جانے کی اجازت دیتا ہو اس کی اجازت مہمل ہو گی اور شوہر کی ممانعت واجب العمل، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بعد ادائے مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید و تخصیص ادائے نفقہ و تکفل حوائج کی نہیں فرماتے در مختار میں ہے:

لها الخروج من بیت زوجها للحاجة ولها زیارة اهلها بلا اذنه مالم تقبض المعجل فلا تخرج الالحق لها اوعلیها او زیارة ابویها کل جمعة مرة او المحارم کل سنة ولکونها قابلة اوغاسلة لا فیما عدا ذلک۔

ردالمحتار میں ہے:

قوله فلا تخرج جواب شرط مقدرای فان قبضة فلا تخرج الخ۔

والد کا متکفل نفقہ پسر و زن پسر ہونا تو ہمارے بلاد میں معمول ہے اور دیگر بعض اعزا بھی تبرعا تکفل کریں تو یہ ضرور نہیں کہ شوہر نفقہ دینے سے منکر ہو علمائے کرام تو اس صورت میں کہ شوہر نے ظلما انفاق سے دست کشی کی یہاں تک کہ عورت محتاج نالش ہوئی تاآنکہ شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرنے کے لیے حبس کی درخواست دی اور حاکم نے شوہر کا تعنت دیکھ کر اسے قید کر دیا اس صورت میں تصریح فرماتے ہیں کہ عورت شوہر ہی کے گھر رہے بلکہ عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانہ میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے اور مجلس میں مکان تنہائی ہو تو حاکم عورت کو حکم دے گا کہ وہیں اس کے پاس رہے ہندیہ میں ہے:

لو فرض الحاکم النفقة علی الزوج فامتنع من دفعها وهو موسرو

Marfat.com

طلبت المراۃ حبسہ لہ ان یحبسہ کذا فی البدائع واذا حبسہ لا تسقط عنہ النفقۃ وتومر بالاستدانۃ حتی ترجع علی الزوج فان قال للقاضی احبسہا فان لی موضعا فی المجلس خالیا فالقاضی لا یحبسہا معہ ولکنہا تصبر فی منزل الزوج ویحبس الزوج لہا کذا فی المحیط۔

درمختار میں ہے:

وفی البحر عن مال الفتاوی و لوخیف علیہما الفساد تحبس معہ عند المتاخرین۔

تو جب صریح ظلماً نفقہ نہ دینے پر بھی عورت پابند شوہر ہی رہی تو صورت سوال میں کیونکر خود مختار ہو سکتی ہے نفقہ نہ دینا رافع پابندی ہو تو نفقہ نہ دینا مسقط نفقہ ہو جائے اور عورت کو ہرگز دعویٰ نفقہ کا اختیار نہ رہے کہ نفقہ جزائے پابندی ہے جب پابندی نہیں نفقہ کس بات کا

درمختار میں ہے:

النفقۃ جزاء الاحتباس و کل محبوس لمنفعۃ غیرہ یلزمہ نفقۃ کمفت وقاض ووصی۔ زیلعی الخ اقول وایاک ان تتوھم ان النفقۃ اذا کانت جزاء الحبس اذا عدمت عدم و ذلک لان وجوبہا متفرع عنہ فوجوب الاحتباس علیہا متقدم علی وجوب النفقۃ علیہ لا ان الاحتباس متفرع علی الانفاق فان عدم عدم و بالجملۃ ان کان اللازم وجوب الانفاق لا وقوعہ فبرفع الوقوع لا یرتفع الملزوم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۹۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاشتکاروں پر بابت بقایا لگان یا کسی قرضدار پر بابت قرض نالش کرنے پر جو خرچ کچہری بابت محنتانہ وغیرہ علاوہ اصل رقم کے دلادے وہ لینا سوائے سود کے کیسا ہے؟

(ب) زید سے خالد پندرہ ہزار روپیہ تجارت کے لیے مانگتا ہے کہ میں سو روپیہ ماہوار نفع دوں گا خواہ نفع ہو یا نہ ہو۔ زید کو یہ نفع لینا کیسا ہے سود تو نہ ہو گا اس طرح نفع لینے کے جواز

Marfat.com

کی کوئی صورت شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: (الف) خرچہ جو مدعی کو دلایا جاتا ہے اسے لینا حرام ہے۔ والمسئلة فی العقود الدریة۔ ہاں قرض دار کاشت کار یا کفار ہوں تو لے سکتا ہے لعدم العصمة واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے نفع لینا چاہے تو مضاربت کرے کہ اتنے روپے تمہیں دیئے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصف یا ثلث یا ربع یا اس قدر جو حصہ نامعین قرار پایا مجھے دیا کرو جو اسے نفع ہو گا اتنا حصہ اسے دینا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں جلے کر آئیں زید کا انتقال ہو گیا وہ اولاد زید کی اولاد شرعاً متصور ہو کر زید کا ترکہ پائے گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہیں گے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بچہ اپنی ماں کا یقینی جز ہے جس میں شک و احتمال کو اصلاً گنجائش نہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شائد کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزئیت جب تک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم ہو نظر بہ حقیقت ظنی ہے۔ اگرچہ بحسب حکم شرعی و عرفی کالقطعی ہے جس میں تشکیک مخذول و نامقبول۔ الولد للفراش والناس امناء علی انسابھم۔ ولہٰذا نسب نسب پر شہادت بتسامع و شہرت روا ہے پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت شان ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی نسبت کر کے پکارے جائیں گے یہی فرق ہے کہ قرآن عظیم نے امہات کے حق میں تو اخباراً فرمایا ان امھتھم الائی ولدنھم ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور حق آباء میں صرف انشاء فرمایا ادعوھم لا بائھم ھو اقسط عند اللہ۔ "انہیں ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں" نیز اس فرق کے ثمرات سے ہے کہ جانوروں میں نسب ماں سے ہے زید کا گھوڑا اور عمرو کی گھوڑی ہو تو بچہ عمرو کی ملک ہو گا نہ زید کی وان کان ھناوجہ اخوانہ ینفصل منھا حیوانا ومنہ ماء مھینا۔ مگر کرامت انسان کے لیے رب

Marfat.com

عزوجل نے نسب باپ سے رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش ہے' محتاج تربیت ہے' محتاج تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو جن کی عقل بھی ناقص دین بھی ناقص اور خود دوسرے کی دست نگر و لہٰذا بچہ پر رحمت کے لیے اثبات نسب میں ادنیٰ بعید سے بعید ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر امرفی نفسہ عند الناس محتمل ہے قطع کی طرف انہیں راہ نہیں غایت درجہ وہ اس پر یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں نے عورت سے جماع کیا اس قدر اور بھی سہی کہ اس کا نطفہ اس کے رحم میں گرا پھر اس سے بچہ اس کا ہونے پر کیونکہ یقین ہوا ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور جس کے زیر تصرف ہے اس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہو احتمال اس کی طرف سے بھی قائم ہے ممکن ہے کہ وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے۔ ممکن کہ جن اس کے تابع ہوں۔ ممکن کہ صاحب کرامت ہو۔ ممکن کہ کوئی عمل ایسا جانتا ہو۔ ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اس پر کھل گیا ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادتاً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعاً و اخلاقاً بعید ہے زنا کے پانی کے لیے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاد اس کی قرار پانی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ ہبہ تعبیر کیا کہ یھب لمن یشاء ذکورا اور زانی اپنی زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ و عطا و لہٰذا ارشاد ہوا وللعاھر الحجر۔ زانی کے لیے پتھر تو اگر اس احتمال بعید ازروئے عادت کو اختیار نہ کریں بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں گے کہ ان کا کوئی باپ مربی معلم پرورش کنندہ نہ ہو گا لہٰذا ضرور ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادتاً قریب اور شرعاً و اخلاقاً بہت بعید سے بعید اور دوسری کا احتمال عادتاً بعید اور شرعاً و اخلاقاً بہت قریب سے قریب اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بعد عادی کے لحاظ سے بعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں اس میں کونسا خلاف عقل و درایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف عقل و شرع و اخلاق و رحمت ہے لہٰذا عام حکم ارشاد ہوا کہ الولد للفراش وللعاھر الحجر لہٰذا اگر زید اقصیٰ مشرق میں ہے اور ہندہ منتہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت ان میں نکاح منعقد ہوا ان میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صدہا دریا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور اسی حالت میں وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے بچہ ہوا بچہ زید

Marfat.com

ہی کا ٹھہرے گا اور مجہول النسب یا والد الزنا نہیں ہو سکتا در مختار میں ہے:

قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنته فولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره کرامة واستخدا مافتح۔

ردالمحتار میں ہے:

قوله بلادخول المراد نفیه ظاهر اوالا فلا بد من تصوره و امکانه۔

فتح القدیر میں ہے:

والتصور ثابت فی المغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوة اوجنی

صحیح میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

کان عتبة بن ابی وقاص (ای الکافر المیت علی کفره) عهد الی اخیه سعد بن ابی وقاص رضی الله تعالی عنه ان ابن ولیدة زمعة منی فاقبضه الیک (ای کان زنی بها فی الجاهلیة فولدت فاوصی اخاه المولود) فلما کان عام الفتح اخذه سعد فقال انه ابن اخی وقال عبد ابن زمعة اخی ابن ولیدة ابی ولد علی فراشه فقال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم هو لک یا عبد بن زمعة الولد للفراش وللعاهر الحجر وفی روایة هوا خوک یا عبد بن زمعة من اجل انه ولد علی فراش ابیه اھ مختصرا مزیدا مابین الهلالین۔

بالجملہ ان میں جو بچے زید کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موت زید سے دو برس کے اندر یا اقرار انقضائے عدت کر چکی ہو تو اس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعاً اولاد زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ ان کو ملے گا ہاں جو موت زید سے دو برس

Marfat.com

کے بعد یا بہ صورت اقرار زن یا بقضائے عدت اس دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید ہیں نہ اس کا ترکہ پائیں درمختار میں ہے:

یثبت نسب ولد معتدة الموت لاقل منهما (ای من سنتین ش) من وقت الموت اذا کانت کبیرة ولوغیر مدخول بها وان لاکثر متهما من وقته لا یثبت بدائع وکذا المقرة لمفتیها لولاقل من اقل مدته من وقت الاقرار للمتقین یکذبها والالا لا حتمال حدوثه بعد الاقرار مد ملخصا والله تعالی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔

مسئلہ ۹۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں آیا رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں عقیقہ و ختنہ میں لوگوں کو بغرض ادائے ان سنن کے بلاتے تھے یا نہیں اگر نہیں بلاتے تھے تو یہ بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟ وقت رخصتی جیسا کہ ہندوستان میں رسم بھات کی ہے آیا ان کی کچھ اصلیت ثابت ہے؟ اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت بھی کچھ کھانا تقسیم کیا گیا تھا یا نہیں؟ اور نیوتے کی رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ آیا یہ بات کہ شارع علیہ السلام نے دعوت ولیمہ کی بابت فرمایا اور خود بھی حضور ﷺ نے متعدد بار اس پر عمل کیا اور کبھی صاحبزادیوں کی رخصتی میں کھانے کی بابت نہ فرمایا اور نہ کیا اس کے بدعت سیئہ ہونے کے لیے کافی نہیں؟

الجواب: عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لیے اعلان کا حکم قال اللہ تعالی وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ اور دعوت موجب اعلان۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ رد سنت کرے نہ وہ کہ تائید کما نص علیه الائمة قدیما وحدیثا منهم حجة الاسلام فی احیاء والعلامة سعد فی شرح المقاصد والسید عارف بالله عبد الغنی الحدیقة الندیة لا جرم۔

ردالمحتار میں فرمایا:

یعق عقیقه مزق لحماینا اوطبخه مع اتخاذ دعوة اولا۔

یوہیں ختنہ کا اعلان سنت ہے:

Marfat.com

کما ان السنة فی الخفاض الخلفاء۔
علما نے دعوتیں گیارہ گنائیں ان میں دعوت ختنہ و دعوت عقیقہ بھی ہے بعض نے آٹھ گنیں ان میں یہ دونوں داخل شرح شرعۃ الاسلام میں ہے۔

قیل الضیافیة ثمانیة الولیمة العروس والا عذار للخنان و العقیقة لسابع الولادة الخ .

علما نے مطلقاً اجابت دعوت کو سنت فرمایا ولیمہ ہو یا اور بنا یہ پھر طحطاوی پھر رد المحتار میں ہے۔

اجابة الدعوة سنة ولیمة اوغیرھا۔ نکاح کے بھی اعلان کا حکم ہے۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلنوا النکاح۔ رواہ احمد و ابن حبان والطبرانی والحاکم و ابونعیم عن عبد اللہ بجن الزبیر رضی اللہ تعالی عنہما سند احمد صحیح و زاد الترمذی والبیہقی عن ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف۔

اور وہ لڑکے والوں ہی کے ساتھ خاص نہیں دونوں طرف اعلان چاہیے۔ ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

قال نکحت عائشة ذات قرابة لهما من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال اهدیتم انفتاة قال نعم قال ارسلتم معها من تغنی الحدیث

اور طعام موجب جمع ہے اور جمع موجب اعلان معہذا اطعام حاضرین سنن اہل کرم و مروت سے ہے خصوصاً جبکہ طول اقامت ہو اتباع فعل میں ہے علی تفضیل فیہ نہ عدم فعل میں فانہ غیرماموربل ولا مقدور کما فی الغمز العیون۔

خصوصاً امور عادیہ میں اور حکم ہے خالقوا الناس باخلاقهم علما فرماتے ہیں الخروج عن العادة شهرة و مکروہ رب عزو جل فرماتا ہے وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو نہ اتی ہے نہ نہی وہ نہ خذوا میں داخل نہ

Marfat.com

انتھوا میں یعنی نہ واجب نہ منع بلکہ مباح ہے یہ تمام مباحث ہمارے رسائل رد وہابیت میں طے ہو چکے۔ ہاں نیت مذموم یا باعث مذموم یا طور مذموم پر ولیمہ بھی ہو تو وہ بھی مذموم ہو جائے گا۔ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ مع ھذا فرمایا ومن لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی کہ وقت حاجت ایک کا کام سو کی اعانت سے نکل جائے نہ اس پر سارا بار ہو نہ سوال وغیرہ حرج و عار ہو۔ پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اس کی اعانت کریں و ھکذا اس میں جب کہ عرفا معاوضہ مقصود ہو قرض ہے اور اس کی ادا واجب۔ فان المعروف کالمشروط۔

فتاوٰے خیریہ میں ہے:

اسئل فیما اعتمادہ الناس من الاعراس والافراح والرجوع من الحج من اعطاء الثیاب والدراھم وینتظرون بہ لہ عندھما یقع لھم مثل ذلک ماحکمہ اجاب ان کان العرف شائعا فیما بینھم انھم یعطون ذلک لیا خذ بدلہ کان حکمہ کحکم القرض الخ۔

اسی میں ہے:

ان کان العرف قاضیا بانھم یدفعونہ علی وجہ الھبۃ ولا ینظرون فی ذلک الی اعطاء البدل فحکمہ حکم الھبۃ الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتاب ارشاد رحمانی تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ جن کی بابت ان کے پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال و کوشش متعلق ندوہ سے تائب ہو گئے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم متعلق حالات مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف کے سبق حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کہ کرشن کے سولہ ہزار گوپیاں تھیں اس پر مولانا مرحوم نے

Marfat.com

فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مصنف نے اس کے بعد لکھا ہے کہ مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی مردے کے کفر پر تاوقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو حکم نہ لگانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لکل قوم ھاد اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ رامچندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں لہٰذا فتاوے مکلف خدمت فیضد رجت ہے کہ کیا حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے قول مذکور متعلق رام چندر و کرشن مرزا صاحب علیہ الرحمہ نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر میں فرمایا ہے یہ بھی اسی کتاب میں مرقوم ہے۔

(۲) جو پتا یا درخت بوجہ غفلت تسبیح گر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: مولوی محمد علی صاحب نہ خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل جو مولانا فضل الرحمن صاحب کی طرف منسوب ہوئی نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے اس میں ہندوؤں کے دین کو محض برنائے ظن و تخمین دین سماوی گمان کرنے کی ضرور کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف و مکاشفات و علوم عقلی و نقلی میں ان کا ید طولی مانا ہے اور ان کے اعتقاد تناسخ کو کفر سے جدا بلکہ ان کی بت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیہ کرام کے تصور برزخ کے مثل مانا ہے اور بحکم لکل امتہ رسول ہندوستان میں بھی بعثت انبیاء ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبہ کمال و تکمیل رکھنا لکھا ہے مگر رام یا کرشن کسی کا نام نہیں، بایں ہمہ فرمایا ہے:

در شان آنہا سکوت اولی ست نہ مارا جزم بکفر و ہلاک اتباع آنہا لازم ست و نہ یقین بنجات آنہا برما واجب و مادہ حسن ظن متحقق ست۔

یہ اس تمام مکتوب کا خلاصہ ہے ان حضرات کا حال قبل اظہار خود آشکار۔ اگر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر ان کا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جا سکتا ہے تو ان سے بدرجہا اقدم و اعلم حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی ص ۱۷۰ میں فرماتے ہیں:

مخدوم شیخ ابو الفتح جون پوری رادرماہ ربیع الاول بجہت رسول علیہ الصلاۃ و

Marfat.com

السلام ازدہ جا استدعا آمد کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہردہ استدعا قبول کردند حاضران پرسیدند اے مخدوم ہردہ استدعا وما قبول فرمودید و ہر جابعد از نماز پیش حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد فرمود کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر میشد اگر ابوالفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب۔

بات یہ ہے کہ نبوت و رسالت میں اوہام و تخمین کو دخل نہیں اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه اللہ و رسول نے جن کو تفصیلا نبی بنایا ہم ان پر تفصیلا ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء اللہ پر اجمالاً لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو کاہے کے لیے ٹٹولنا اور کاہے کے لیے شاید اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ ہزاروں امتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں ان کے نفس وجود پر سواء تواتر ہنود کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے بھی یا محض اینابِ اغوال و رجال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں تواتر ہنود اگر حجت نہیں تو ان کا وجود ہی ناثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق و فجور و لہو و لعب ثابت پھر کیا معنی کہ وجود کے لیے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لیے مردود مانا جائے اور انہیں کامل و مکمل بلکہ ظنا معاذ اللہ انبیاء و رسل جانا جائے۔ واللہ الھادی۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۲) رب عزوجل فرماتا ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔

اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح نباتی بھی متعلق نہیں دائم التسبیح ہیں کہ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ کے دائرے سے خارج نہیں مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اس روح متعلق کے

Marfat.com

اختیار نہیں وہ اسی اِنْ مِّنْ شَیْءٍ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے دوسری تسبیح روح یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مرجائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے وہ لہٰذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں۔

فانہ مادام رطبا یسبح للہ تعالی — کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے
فیونس المیت۔ — تو میت کا دل بہلتا ہے۔

مگر قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو لا تیجزی بھی باقی رہے گا منقطع نہ ہو گی کہ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

الرمز المرصف علیٰ سوال مولانا السید اصف

۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم (یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک)

مسئلہ ۱۰۰: قبلہ کونین و کعبہ دارین دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ و تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ .بفضلہ تعالیٰ کمترین بخیریت ہے حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب اشتہار اسلامی پیام میں عبد الماجد کے اس لکھنے پر کہ ”مسلمان ڈوب رہا ہے نامسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہیے یا نہیں“ یوں درج ہے کہ مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریاد رس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معالمت کی بھی اجازت نہ ہو ان سے علاج بھی نہ کرائے لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں۔ اور ایک کافر کہ غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الی اخر الایۃ کے متعلق لکھا ہے:

وقال اھل التاویل ھذہ الایۃ تدل علی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت المولاۃ منقطعۃ۔

رسالہ الرضا بابت ماہ ذی قعدہ حصہ ملفوظات صفحہ ۸۶ میں ہے۔ ”حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے

Marfat.com

ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے الخ بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھروانا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلاۃ و التسلیم قبل نزول آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے ان سے بہ شدت پیش آتے تھے یا پہلے ان سے بھی نرمی سے پیش آتے کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں۔ بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ان سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب غیر محارب کا فرق کیا ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے فتاوے کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے خلجان رہتا ہے حضور کے فتوے میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں لیکن فتاوے ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کیے جا سکتے مثلاً ضرب وغیرہ کے۔ لیکن وہ اسلام سے خارج ہو گئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اس کا شرعاً پائے گا۔ ۴ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کو غیر محارب کی امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے۔ اسی اسلامی پیغام میں ہے اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی و مددگار جانے" کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ فقط والتسلیم۔ عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ لہ ولوالدیہ و لجمیع المومنین والمومنات بحرمتہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مولانا المکرم اکرم کم اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ارشاد الٰہی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا عام و مطلق ہے کافر کو رازدار بنانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں

Marfat.com

کمی نہ کریں گے۔ قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا سیدنا امام اجل حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین۔ (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اسے اسی آیتہ کریمہ سے ثابت بتایا ابویعلی مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی اتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تستضيئوا بنار المشركين مالم تدرما ذلك حتى اتوا الحسن فسالوه فقال نعم يقول لا تستشيروهم فی شئی من امورکم قال الحسن و تصديق ذلك فی كتاب الله تعالى ثم تلا هذه الاية يايها الذين امنوا لا تتخذوا بطانة من دونكم۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیہ کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی:

انه قيل له ان ههنا غلاما من اهل الحيرة حافظا كاتبا فلو اتخذته كاتبا قال اتخذت اذن بطانة من دون المومنين۔

تفسیر کبیر میں انہیں امور دنیویہ میں ان سے مشاورت و موانست کو سبب نزول کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لیے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ ان سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے رد ٹھہرایا کہ:

ان المسلمين كانوا يشاورونهم فی امورهم ويوانسونهم لما كان بينهم من الرضاء و الحلف ظنا منهم انهم و ان خالفوهم فی الدين فهم ينصحون لهم فی اسباب المعاش فنهاهم الله تعالى بهذه الاية عنه فمنع المومنين ان يتخذوا بطانة من غير المومنين فيكون ذلك نهيا عن جميع الكفار وقال تعالى يايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوكم اولياء و مما يوكد ذلك ماروی انه قيل لعمر بن

Marfat.com

الخطاب رضی اللہ تعالی عنه ههنا رجل من اهل الحيرة نصرانی لا يعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منه فان رایت ان تتخذوه کاتبا فامتنع عمر رضی اللہ تعالی عنه منا ذلك و قال اذن اتخذت بطانته من غیر المومنين فقد جعل عمر رضی اللہ تعالی عنه هذه الاية دليلا على النهى عن اتخاذ النصرانی بطانة۔

اس سے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہو گئی بیع و شرا و اجارہ و استجارہ وغیرہا میں کیا راز دار بنانا یا اس کی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دے جوتا گھوالیا بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموا لیا۔ بزاز کو روپے دیئے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی دام لے لیے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل و ذمی و معاہد کا مقابل ہے راز دار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یونہیں موالات مطلقاً جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی۔ ہاں صرف دربارۂ برو احسان ان میں فرق ہے۔ معاہد سے جائز ہے کہ:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ۔

عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے۔ یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد و تعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لا ینھکم اللہ ہے۔

الاكثرون على انهم اهل العهد و هذا قول ابن عباس والمقاتلين والكلبی۔

ہم نے المحجۃ الموتمنۃ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد و ہدایہ و درر الحکام و غایۃ البیان و کفایہ و جوہرہ نیرہ و مستصفی و نہایہ و فتح القدیر۔ بحر الرائق و کافی و تبیین الحقائق و تفسیر احمدی و فتح اللہ المعین و غنیہ و ذی الاحکام و معراج الدرایہ و عنایہ و محیط برہانی و جوئی زادہ و بدائع ملک العلماء سے ثابت کیا۔ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیھم انواع انواع کے نرمی و عفو و صفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مولفۃ

Marfat.com

القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو و صفح کو نسخ فرما دیا اور مولفتہ القلوب کا سہم ساقط ہو گیا۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا۔

سیدنا امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے افضل الاساتذہ امام عطا بن ابی رباح رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت امام فرماتے ہیں نے ان سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ آیہ کریمہ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کو فرماتے ہیں نسخت ھذہ الایۃ کل شئی من العقود و الصفح۔ قرآن عظیم نے یہود و مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔

مگر ارشاد:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ○

عام آیا اس میں کسی کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انہیں وصف کفر سے ذکر فرما کر اس پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ سزا ان کے نفس کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملة واحدة۔ ہاں معاہد کا استثنا دلائل قاطعہ متواترہ سے ہے ضرورۃ معلوم و متنقرفی الاذہان حکم جاہد سن کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں۔ فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق۔ تفاوت عداوت بربنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصاریٰ کا حکم یہود سے کمتر ہوتا حالانکہ یکساں ہے ذمی و حربی کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل و قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے سے شکار میں امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا: والا ستعانة باھل الذمة بالکلاب۔ اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمہ مذہب امام اعظم صاحبین وغیرہم رحمہم اللہ علیہم نے بھی اس میں کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو۔ ان مباحث کی تفصیل

Marfat.com

جلیل الحجۃ الموتمنۃ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لا یالونکم خبالا سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیوی معاملات بیع و شراو اجارہ و استجار کی مثل ہے ہاں اندرونی علاج جس میں اس کے فریب کو گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا دلی خیر خواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا دلی دوست بنانے والا اس کی بے کسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بے شک آیہ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان وایمان و قرآن سب کا دشمن اور انہیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منہم ہو گیا ان کی تو دلی تمنا یہی تھی۔

قال تعالی وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً۔

ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر بنو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ مگر الحمد للہ کہ کوئی مسلمان آیہ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز ایسا نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھیکی پڑ جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو۔ یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے۔ اس میں تکذیب نہ ہوئی پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً سربر آوردہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشقیا اپنی فتح سمجھیں۔ وہ جسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمہ لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا۔ (کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔) و کریمہ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً۔ (اللہ و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیلکار نہ بنایا) و حدیث مذکور لا تستضیوا بنار المشرکین (مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو) بس ہیں اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ اور کیا رازدار و دخیلکار و مشیر بنانا ہو گا۔

امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

واشد فی القبح و اشنع ما ارتکبہ

Marfat.com

بعض الناس فی هذا الزمان من معالجة الطبیب و الکحال الکافرین الذین لا یرجی منهما نصح ولا خیر بل یقطع بغشهما اذیتهما لمن ظفرا به من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینه او علمه۔

یعنی سخت تر قبیح و شنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔ کافر طبیب اور ستجے سے علاج کرانا جن سے خیر خواہی اور بھلائی کی امید درکنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اس کی بدسگالی کریں گے اور اسے ایذا پہنچائیں گے۔ خصوصاً جب کہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو۔

پھر فرمایا:

انهم لا یعطون لاحد من المسلمین شیئا من الادویة التی تضره ظاهرا لانهم لو فعلوا ذلک لظهر غشهم و انقطعت مادة معاشهم لاکنهم یصفون له من الادویة ما یلیق بذلک المرض و یظهرون الصنعة فیه و النصح و قد یتعا فی المریض فینسب ذلک الی حذق الطبیب و معرفة لیقع علیه المعاش کثیر السبب مایقع له من الثناء علی نصحه فی صنعة لکنه یدس فی اثنا و صفه حاجة لا یفطن فیها لمن الضرر غالبا و تکون تلک الحاجة مما تنفع ذلک المریض و ینتعش منه فی الحال لکنه یعود علیه بالضرر فی اخر الحال و قد یدس حاجة اخری یصح بعد استعمالها لکنه اذا دخل الحمام انتکس و مات و حاجة اخری اذا استعمالها صح و قام من مرضه لکن لها مدة اذا انقضت عادة بالضرر و تختلف المدة فی ذلک فمنها مایکون مدتها سنة او اقل او اکثرا الی غیر ذلک من غشهم و هو کثیر ثم یتعلل عدو الله ان هذا مرض اخر لیس له فیه حیلة و یظهر التاسف علی ما اصاب المریض ثم یصف اشیاء تنفع مراضه لکهنا لا

Marfat.com

تفید بعد ان فات الا مرفیہ فینصح حیث لا ینفع نصحہ فمن یری ذلک منہ یعتقدانہ من الناصحین وھو من اکبر الخاشین۔

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو ان کی بدخواہی ظاہر ہو جائے اور ان کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی خیر خواہی وفن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہو جاتا ہے جس میں ان کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھو دے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مرجائے یا ایسی کہ سردست تندرست کر دے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اس وقت مریض کھڑا ہو جائے۔ اور ایک مدت سال بھریا کم و بیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا انکے فریبوں کے بہت طریقے ہیں پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے۔ مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اس وقت خیر خواہی دکھاتا ہے۔ جب اس سے نفع نہیں دیکھنے والے اسے خیر خواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے۔

کل العدواۃ قد ترجی ازالتھا — تمام دشمنیوں کا زوال ممکن ہے
الا عدواۃ من عاداک فی الدین — مگر عداوت دینی کہ یہ نہیں جاتی

پھر فرمایا:

قد یستعلمون النصح فی بعض الناس ممن لا خطر لھم فی الدین ولا علم و ذلک ایضا من الغش لانھم لو لم ینصحو الما حصلت لھم الشھرۃ بالمعرفۃ بالطب ولتعطل علیھم

Marfat.com

معاشهم وقد يفطن لغشهم و من غشهم نصحهم لبعض ابناء الدنيا ليشتهر وابذلك وتحصل لهم الخطوة عندهم وعند كثير ممن شابهم ويتسلطون بسبب ذلك على قتل العلماء و الصالحين و هذا النوع موجود ظاهر۔ وقد ينصحون العلماء و الصالحين و ذلك منهم غش ايضا لانهم يفعلون ذلك لكى تحصل لهم الشهرة و تظهر صنعتهم فيكون سببا الى اتلاف من يريدون اتلافه منهم و هذا منهم مكر عظيم۔

یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی ان کے فریب پر لوگ چرچ جائیں یونہی یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اس کے نزدیک اس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو۔ پھر علماء و صلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود و ظاہر ہیں اور کبھی علماء و صلحاء کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھن ہے پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اس کی راہ ملنا اور یہ ان کا بڑا مکر ہے۔

پھر اپنے زمانہ کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہو گیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو سخت مرض ہوا۔ میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انہیں بلانے آئے انہوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھر تھراتے واپس آئے۔ میں نے کہا خیر فرمایا میں نے کہا یہودی نے کیا نسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کر چکا میں اندر گیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمہ نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہو گیا پھر فرمایا بعض لوگ

Marfat.com

کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بنائے مسلمانوں کو دکھا لیں یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا وھذا الیس بشئی ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یفعل عن بعض ماوصفہ الثانی فیہ اقتداء الغیر بہ الثالث فیہ الاعانۃ لھم علی کفرھم بھا یعطیہ لھم الرابع فیہ ذلۃ المسلم لھم الخامس فیہ تعظیم شانھم لا سیما ان کان المریض رئیسا وقد امرا الشارع علیہ الصلوۃ والسلام بتصغیرہ شانھم وھذا عکسہ یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔ ایک[1] تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے۔ پھر[2] اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس[3] وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہو گی۔ مسلمان[4] کو اس کے لیے تواضع کرنا پڑے گی علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے پھر فرمایا:

ثم مع ذلک مایحصل من الانس والودلھم وان قل الا من عصم اللہ وقلیل ماھم ولیس ذلک من اخلاق اھل الدین۔

"پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس[5] سے ان کے ساتھ انس اور کچھ محبت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں۔"

پھر فرمایا: ومع ذلک یخشی علی دین بعض من یستطیھم من المسلمین۔ ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت[6] یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کرانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا انہوں نے اسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے موسیٰ علیہ الصلوۃ و السلام کا دین قدیم ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے اور یونہی کیا کیا بکتا رہا یہ ترساں و لرزاں جاگے

Marfat.com

اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے راستے میں بھی وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہو جاتے کہ مبادا اس کا وبال انہیں پہنچے امام فرماتے ہیں:

وھذا قد رحم بسبب انہ کان معتنی بہ فیخاف من استطبھم ولم یکن معتنی بہ ان یھلک معھم ولولم یکن فیہ الا الخوف من ھذا الامر الخطر لکان متعینا ترکہ فکیف مع وجود ما تقدم۔ ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہ ہوا اور ان سے علاج کرائے اس پر خوف ہے کہ ان کے ساتھ ہلاک ہو جائے۔ ان کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اس قدر سے اس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گذرا۔ ان امام ناصح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علماء و عظمائے دین کے لیے زیادہ خطر کا موید امام زری رحمتہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہو جاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوں ہی ہوا آخر اسے تنہائی میں بلا کر دریافت کیا اس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں۔ امام نے اسے دفع فرمایا مولا تعالیٰ نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کر دیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرما دی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں یہود کہ مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دنوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لا یالونکم خبالا تو عام کفار کے لیے فرمایا۔ عورت کا مرتدہ ہو کر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایتہ و جملہ متون و عامہ شروح و فتاوائے قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے۔ قول صوری و ضروری کا فرق میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام میں ملے گا کہ میرے فتاوے جلد اول میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اس کی نقل حاضر ہو گی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اس کا۔ اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو نیز جب تک وہ اسلام نہ لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہو گا

Marfat.com

عالمگیری منشاء مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے:

لواجرت کلمة الکفر علی لسانها مغا یظة لزوجها اواخراجا لنفسها عن حبالته اولاستجاب المهر علیه بنکاح متالف تحرم علی زوجها فبجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شئی ولو بدینار سخطت اورضیت ولیس لها ان تتزوج الا بزوجها قال الهندوانی انی اخذ بهذا قال ابواللیث وبه ناخذ کذا فی التمرتاشی

اسی کے بیان میں در مختار میں ہے:

صرحوا بتعزیرها خمسة و سبعین و تجبر علی الاسلام وعلی جدید النکاح بمهر یسیر کدینار و علیه الفتوی والواکیبة۔

یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہو گیا کہ ارتداد احد هما فسخ فی الحال۔ پھر بعد عدت دوسرے سے اسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی۔ کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنیٰ سے ادنیٰ مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط۔

اقول

بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ و مفتی بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ رحمہم اللہ تعالیٰ سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بعد نہیں تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہو جانا موجب زوال نکاح نہیں بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہو جاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان و اعتکاف و احرام و حیض و نفاس یونہی جب کہ زوجہ کی بہن سے نکاح کر کے قربت کرلے زوجہ حرام ہو گئی یہاں تک کہ اس کی بہن کو جدا کرے اور اس کی عدت گذر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہو جائیں نکاح میں اصلاً خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے و المسائل منصوص علیہا فی

Marfat.com

الدر وغیرہ من الاسفار الخ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

(۱) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۲) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳) فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا۔

(۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو۔

(۶) مکہ معظمہ' مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار موذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث فقہ ہوں۔

(۷) سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ کی جائے گی یا سنت مردہ' سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی۔

(۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر وہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی کیا ضرورت ہو گی۔

Marfat.com

(۹) جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۱۰) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر موذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہیے امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل مدلل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

جواب سوال اول: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہوتی تھی سنن ابی داوٗد شریف جلد اول ص ۱۵۶ میں ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر وعمر۔

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لیے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

جواب سوال دوم: جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جو بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے دیکھو حدیث میں بین یدی ہے اور ساتھ ہی علی باب المسجد ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ انور کے مقابل مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی بس اسی قدر بین یدیہ کے لیے درکار ہے۔

Marfat.com

جواب سوال سوم: بے شک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے فتاویٰ قاضی خاں طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸ لا یوذن فی المسجد۔ ''مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔'' فتاویٰ خلاصہ قلمی صفحہ ۶۲ لا یوذن فی المسجد۔ ''مسجد میں اذان نہ ہو'' خزانۃ المفتین قلمی فصل فی الاذان لا یوذن فی المسجد۔ ''مسجد کے اندر اذان نہ کہیں'' فتاویٰ عالمگیری طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۵ لا یوذن فی المسجد۔ ''مسجد کے اندر اذان منع ہے۔'' بحر الرائق طبع مصر جلد اول صفحہ ۲۶۸ فیہ اشعار بانہ لا یوذن فی المسجد امام صدر الشریعۃ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو غنیہ شرح منیہ صفحہ ۳۷۷۔ الا ذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد و الاقامۃ فی داخلہ۔ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر فتح القدیر طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱۔ قالوا لا یوذن فی المسجد علماء نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے ایضاً باب الجمعہ صفحہ ۴۱۴۔ ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ۔ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لیے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۸ یکرہ ان یوذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم۔ یعنی نظم امام زندویستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالِم مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں قولہ یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان اوخارجہ والمسنون ھو الثانی۔ یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو جب تو وہ بتصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر

Marfat.com

ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لیے جائیں جو سنت کے مطابق ہیں بہرکیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے۔ وللہ الحمد۔

جواب سوال چہارم: ظاہر ہے کہ حکم حدیث و فقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہیے۔

جواب سوال پنجم: ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو۔ وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ سنت و حکم حدیث و فقہ سے۔

جواب سوال ششم: مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی مسلک متقسط علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰ المطاف ھو ماکان فی زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدا۔ تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد و محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھائی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لیے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی و لہٰذا اگر مسجد بڑھا کر کنواں اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ عالمگیریہ صفحہ ۴۰ یکرہ المضمضۃ و الوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمہ موضع اعد لذلک ولا یصلی فیہ وہیں ہے لا یحضر فی المسجد بئر ماء ولو قدیمۃ تترک کبئر زمزم تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہندیہ کے تو یہ بھی خلاف ہوا اور وہ جو بین یدیہ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لیے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنیہ سے گذرا اور اسی طرح خلاصہ و فتح القدیر برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نظیر موضع وضو و چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کر دیئے ہوں نہ اس

Marfat.com

بی حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے یہی ثبوت دیجئے
کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں
جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قطع
صفا قطعہ اللہ جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے رواہ النسائی و الحاکم بسند صحیح عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز علما نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا
نہ کہ یہ مکبرہ کہ چار جگہ سے گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر
بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبات میں
پیش کرنا کیا انصاف ہے اب ہمیں افعال موذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو
گذارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب
؛ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ باواز ہر نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے
ہیں جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ باواز بلند دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح
حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے درمختار و ردالمحتار جلد اول
صفحہ ۸۵۹۔ اما ما یفعلہ الموذن حال الخطبۃ من الترضی ونحوہ فمکروہ
اتفاقا یعنی وہ جو یہ موذن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ
ہے یہی موذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز
کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم
فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں دیکھو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۶۲
و ۲۶۳ و درمختار و ردالمحتار صفحہ ۶۱۵ خود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ
صاحب مجمع الانہر رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیاں
تحریر فرمائی ہیں دیکھو فتاویٰ اسعدیہ جلد اول صفحہ ۸ آخر میں فرمایا ہے: اما حرکات
المکبرین وصنعھم فانا ابرؤا الی اللہ تعالی منہ۔ یعنی ان مکبروں کی جو
حرکتیں جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف براءت کرتا ہوں اور اوپر اس سے بڑھ کر
لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر
حکم۔

Marfat.com

جواب سوال ہفتم: بے شک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احیا سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنة اللھم ارزقنا رواہ السخبری فی الابانة والترمذی بلفظ من احب۔

جس نے میری سنت زندہ کی بے شک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احیا سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجة عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنه

جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجرما ئة شهید۔ رواہ البیھقی فی الزھد۔

جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی مردہ ہو گئی اور سنت مردہ جبھی ہو گی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

جواب سوال ہشتم: احیائے سنت علما کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لیے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں اور اس پر

Marfat.com

یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جواب سوال نہم: حوض کا بانی مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو اور اس کی فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانہ موضع اعد للوضوء کما تقدم۔

جواب سوال دہم: لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اسے گوشہ محراب میں رکھ کر محاذات ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اسے قیام موذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھ لو کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

حضرت علمائے اہلسنّت سے معروض: حضرات احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمائیے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں اور ان کے ساتھ ان پانچوں سوالوں کے بھی:

(۱) ارشارت مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے۔

(۲) کیا محتمل و صریح کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔

(۳) تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط۔

(۴) حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے؟

(۵) قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجا لاتے ہیں یا سو میں کتنے؟

Marfat.com

مسئلہ ۱۰۲: زید کہتا ہے مولانا احمد رضا خان ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں "راقم عبد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" خدا جل جلالہ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کہ بندہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ بر سر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضورؐ کا بندہ تھا اور حضور کا خدمت گار تھا یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حنیفہ و کتاب الریاض النفرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا عرض کی ۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد هم برروئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ○

اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی ہے بخشنے والا

Marfat.com

مہربان۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بندۂ خود خواند احمد در رشاد

جملہ عالم راںخواں قل یعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامتہ اشرف علی تھانوی صاحب بھی جب تک مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پا کر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ مسمی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں اور اس مسئلہ عبد المصطفیٰ کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ "بذل الصفا تعبد المصطفی" میں ہے اے مسکین عبد اللہ بمعنی خلق خدا و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبد المصطفیٰ ہے امام الاولیاء و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من لم یر نفسہ فی ملک النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا یذوق حلاوۃ الایمان

جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔

آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لیے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اس وقت عبد اللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم کو نہ جھکا عبد المصطفیٰ نہ بنا لہذا مردود ابدی و ملعون سرمدی ہوا آدمی کو اختیار ہے چاہے عبد المصطفیٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھ ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ تعالی اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۱۰۳: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ جمے ہوئے گھی میں حرام جانور مثلاً چوہا بلی یا کتا مرگیا یا جھوٹا کرگیا وہ گھی یا تیل کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: گھی اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے کھرچ کر تھوڑا سا پھینک دیں باقی پاک ہے احمد و ابوداؤد و ابوہریرہ اور دارمی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا وقعت الفارۃ فی السمن فان کان جامدا فالقوھا وما حولھا۔ اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مرگیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: گھی ناپاک ہوگیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے پاک کرنے کے تین طریق ہیں۔ ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسی قدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی میں اسی طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آجائے اتار لیں بلکہ جوش دینے کی پہلے ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہو جائے گا۔ اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا۔

دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہوگیا ہے تو آگ پر پگھلا لیں اور ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے سب گھی پاک ہو جائے گا۔

سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اور اس کے بعد یہ ناپاک گھی اس پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہو کر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک دونوں گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے ایک دھار ہو کر برتن میں پہنچ جائے سب پاک ہوگیا۔

Marfat.com

پہلے طریقہ میں گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں ابل کر تھوڑا گھی ضائع ہو جائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے پرنالے میں بہاتے وقت اس کی کوئی چھینٹ پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا یا اب پہنچے گا سب ناپاک ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آئے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ٹرکش لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام و گناہ و سنت مشرکین و مجوس و یہود و نصاریٰ ہے رسول اللہ ﷺ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب و اعفوا اللحی ولا تشبهوا باليهود رواه الامام الطحاوی عن انس بن مالک و لفظ مسلم عن ابی هریرۃ رضی الله تعالی عنهما جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس۔

مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو۔ فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لیے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں؟ اللهم اعز الاسلام و المسلمين بالامام العادل ناصر الاسلام و والملة والدين زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دعا مانگنا چاہیے۔

الجواب: سلطان اسلام کے لیے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے کہ سوال میں لکھی بے شک حاصل ہے زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے:

يندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين لا الدعاء للسلطان و جوزه القهستانی

Marfat.com

خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ شعار سلطنت ہے ردالمحتار میں ہے۔

الدعاء للسلطان علی المنابرقد صارالان من شعار السلطنة فمن ترکه یخشی علیه الخ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھائے تو کیا ہے؟

الجواب: شال اگر ریشمی یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث خراب و مکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا اور اگر ایسی نہیں تو دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانہ پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکتے چھوڑ دیئے تو مکروہ تحریمی و گناہ ہے اور نماز کا پھیرنا واجب ہے۔ درمختار میں ہے:

(کره سدل) تحریما للنهی (ثوبه) ارساله بلا لبس معتاد کشد منديل يرسله من کتفيه۔ رد المحتار میں ہے وذلك نحو الشال۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن جائز ہے یا نہیں۔ ولدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بے شک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں بلکہ یہ اور بھی اولیٰ ہے کہ ولدالزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

ملفوظات حضور پرنور امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قبلہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عرض: حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے ۴ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر سال کسی کی دو سال کسی کی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اورام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے حضور دعاء فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد: مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہو اسے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیے اس وقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے۔ اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھیے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھے بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳۔ ۳ بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینے اور پیٹ پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب

Marfat.com

بناتے ہیں وہ بنوا لیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اسے روشن کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کے لیے بھی روشن کیجئے اور وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر اور آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے۔ بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاسب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے۔ دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینہ پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی ہر چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سالانہ یہ تول اس لڑکی کے لیے بھی کیجئے۔ چوتھے میں ہے تو ہر چار مہینے پر تولیے۔ مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔۷ بار اذان باواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقرہ ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے آپ کے گھر میں جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لیے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہہ لیں اور ان باتوں کا التزام رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

عرض: حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد: (۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکے یا قندیل میں۔

(۲) روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں۔

(۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔

(۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔

Marfat.com

(۵) مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اس کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی لو کو دیکھے۔

(۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں۔

(۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں۔

(۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔

(۹) اس جگہ بیٹھ کر سب ذکر الٰہی و درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستہ سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو و بیہودہ بات وہاں ہونے پائے۔

(۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا منہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلا نہ کھلنے پائے۔

(۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکلات اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا چاہیے کہ پہلے دن کچھ دیر قصداً کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر نہ کریں کہ اور کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

(۱۲) جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے السلام علیکم اجعوا ماجورین۔

(۱۳) روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

Marfat.com

(۱۴) جس کے لیے چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرض: ایک صاحب کی لڑکی بلاناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی اب ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد: لاحول شریف ۶۰ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلایئے۔

عرض: کیا آیات قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد: جو قیود عامل بتاتے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

عرض: پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد: ردا۔ تہہ بند۔ عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہہ بند ہی باندھتی تھیں ایک بار حضور ﷺ تشریف لیے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اللھم اغفر للمتسرولات اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس وقت کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

عرض: موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیے۔

عرض: یہ جو جرمن وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگرچہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام النصرانیۃ لا

Marfat.com

ذبیحہ لہ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے الیھودیۃ یذبح اویا کل ذبیحۃ المسلم نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیھم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی کہیں ایک پڑیہ بھی نہیں۔

عرض: امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد: پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کر کے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔

عرض: جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد: جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لیے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کے لیے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبد القادر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے ارشاد فرمایا عبد القادر نماز تو ہو گئی تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

عرض: نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب در مختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد: اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور تین کا

Marfat.com

مکروہ تحریمی کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی۔ بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہو گی۔

عرض: ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال و سری زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ کیسا ہے۔

ارشاد: کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

عرض: کیا خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیے؟

ارشاد: ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہیے خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض: معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض: میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہیے۔

عرض: نوشہ کے اوبٹن ملنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: خوشبو ہے۔ جائز ہے۔

عرض: اگر پیلپور سے بدایوں جانا ہے اور راستہ میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں؟

ارشاد: اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض: ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دکان کھولے اور وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل و عیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مراد آباد وطن اصلی ہو گا یا وطن اقامت۔

ارشاد: وطن اصلی نہ ہو گا ہاں اگر وہاں نکاح کرلے تو ہو جائے گا۔

عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔

Marfat.com

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہٰذا احتراز لازم ہے۔

عرض: ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد: ولیمہ زفاف کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض: نکاح کے بعد چھوارے لٹانے کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں؟

ارشاد: حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دارقطنی و بیہقی و طحاوی سے مروی ہے۔

عرض: خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد: وسمہ سے ہو یا تسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض: کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے؟

ارشاد: ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض: اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

عرض: بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد: حضرت امام حسن و حسین و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض: نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہو گا یا نہیں۔

ارشاد: ضرور اعادہ ہو گا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض: ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے اردگرد لوگ کوڑہ وغیرہ ڈالتے ہیں وہ

Marfat.com

کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لیے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے: لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ دنیا میں ان کے لیے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض: نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: غسل و کفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تانماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض: مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لیے لے جانا کیسا ہے۔

ارشاد: ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض: معمول چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض: یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک حسد سے مرگئیں یہ صحیح یا نہیں۔

ارشاد: اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرجانا ثابت ہے۔

Marfat.com

عرض: اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد: جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض: ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کر لیں۔

ارشاد: یہاں یہ کہ صدقہ دیا جا رہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہو گا۔

عرض: خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا؟

ارشاد: اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

عرض: سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

ارشاد: ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

عرض: دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل و رسائل علماء نے لکھے ہیں اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد: مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰیo عَبْدًا اِذَا صَلّٰیo سے خوف کرنا چاہیے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرما دیا۔

عرض: حضور ﷺ کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

ارشاد: نہیں۔

عرض: قسم حضور ﷺ کی کھانا جائز ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

Marfat.com

عرض: خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد: ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض: جوان غیر محرم عورتوں کے سلام کا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

ارشاد: دل میں جواب دے۔

عرض: اگر غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد: یہ بھی ٹھیک نہیں ع

بساکین آفت از گفتار خیزد

عرض: سنت الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد: اول وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے لہٰذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض: ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کر سکتا ہے۔

ارشاد: بلا عذر ٹھیک نہیں۔

عرض: سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں؟

ارشاد: پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض: بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑت میں مال فروخت کرتا ہے۔ اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سینکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر جانوروں کے لیے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لیے ناجائز ہے۔

عرض: دست غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

Marfat.com

ارشاد: دست غیب کے لیے دعا کرنا محال عادی کے لیے دعا کرنا ہے جو مثل محال عقلی و ذاتی کے لیے حرام ہے اور کیمیا تضیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو۔ کباسط کیفہ الی الماء وما ھو ببالغہ۔ (جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہوا اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں۔ ۱۲) دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (پرہیزگار) اللہ عزوجل اس کے لیے فرما دیتا ہے اور اسے روزی پہنچاتا ہے وہاں سے جس کا اسے گمان بھی نہیں' یتق اللہ' پر عمل نہیں ورنہ حقیقتاً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپیہ کی طلب تھی بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کے روز ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھ کر حسب معمول استنجے کو گیا اور یہ فکر کہ کل کو بدھ ہے اور ابھی تک روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہوئی میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے بھیجے) نے آواز دی۔ "سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں" میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپیہ انہوں نے دیئے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپیہ کی تھی یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مولف: یہ ہے یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

عرض: ادنیٰ درجہ علم باطن کیا ہے۔

ارشاد: حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا۔ سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیر اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے کہ ادنیٰ

Marfat.com

درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد و تسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ○ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلک۔ صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا علم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ علم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے۔

ارشاد: غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔

عرض: عالم کی کیا تعریف ہے؟

ارشاد: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض: کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے۔

ارشاد: یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض: حضور مجاہدہ میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد: مجاہدے کے لیے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض: ایک شخص اسی (۸۰) برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اس (۸۰) برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب و عنایت ربانی بعید کو قریب نہ کردے تو اس راہ کی قطع کو اس (۸۰) برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی ابدال کردیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کار فرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

Marfat.com

احکام شریعت

(حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔ ومسالۃ الشطرنج مبسوطۃ فی الدر وغیرھا من الخطر والشھادات والصواب اطلاق المنع کما اوضح فی رد المحتار۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہو سکتا بلکہ توبہ کیلئے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو انکے وارثوں کو دے پتہ نہ چلے تو اتنا مال صدقہ کردے بے اس کے گناہ سے برأت نہیں' اس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا کھانا کھانا جائز ہے جب کہ وہ چیز جو اسے دے اس کا بعینہ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالی۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

Marfat.com

مسئلہ ۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی ٹوپی پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں؟

الجواب: دربارۂ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کی مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صورت میں کفر تک ہے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: لبس ذی الافرنج کفر علی الصحیحۃ۔ ہیٹ اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہیں جب کہ اس ملک میں کفار یا فساق کی وضع ہو فان کل بلدۃ وعوائدھا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اس پر مجبور کیا گیا اور لیگچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت و خون واقع ہوا بالآخر مجبوری مانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

الجواب: بلا شبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکہ متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے:

لکل مقام مقال ولکل رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال منال نسال اللہ حسن المال وعندہ العلم بحقیقۃ کل حال۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں ان کو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا

Marfat.com

توجروا۔

الجواب: اگر انہیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اجرت کے احساناً دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پاکر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن باعث اجر ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث اللھم لک الحمد علی زانیة۔ اللھم لک الحمد علی سارق اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال وطیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھریں گے اس کا مضحکہ اڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ ان کی عادات سے معروف و مشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لیے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ انہیں لینا حرام ہے۔ اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد ہے کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس ﷺ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا اقطع عنی لسانہ۔ (میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے) درمختار وغیرہ میں اس کا جواز مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ٦: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جاکر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا یہ فعل ان کا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اور برتقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور برتقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سئیہ۔

الجواب: گٹھلیاں مارنا ناجائز و ممنوع ہے مسند امام احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

قال نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم عن الخذف وقال انہ لا یقتل الصید ولا ینکا الالعدو وانہ یفقوا العین ویکسر السن۔

Marfat.com

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلایا گٹھلی یا کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار۔ اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔

فی التیسیر الخذف مجمتین وقاء الرمی بحصاۃ انواۃ لانہ یفقوا العین ولا یقتل الصید۔

اور صرف چھلکوں سے ہم مرتبہ لوگ نادرا محض تطیب قلب کے طور پر باہم مزاج دوستانہ کریں جس میں اصلا کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مالاً نہ ہو تو مباح ہے۔ عالمگیری میں ہے:

قال القاضی الامام ملک الملوک اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیر مستنکر۔ کذا فی جواھر الفتاوے فی الباب السادس۔

عوارف المعارف شریف میں ہے۔ رأوی بکر بن عبد اللہ:

قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ فاذا کانت الحقائق کانواھم الرجال یقال بدح یبدح اذارمی ای یترامون بالبطیخ اھ۔ ذکر قدس سرہ فی الباب الثلثین۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بالاتفاق جائز ہے کہ اس میں منفعت ہے۔ خصی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خصی بیل محنت زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے اسی اصل کی بنا پر ہمارے علماء گھوڑے کو خصی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں:

Marfat.com

لما فیہ من تقلیل الة الجهاد اقول الموجود لا یعدم و الموهوم لا یعتبر الاتری ان العزل یجوز عن الا مة مطلقا و عن الحرة باذنها بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود۔

ہاں آدمی کا خصی بالا جماع مطلقاً حرام ہے در مختار میں ہے۔

و جائز خصا البهائم حتی الهرة واما خصاء الادمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ با لمنفعة الا فحرام۔

رد المحتار میں ہے:

قوله قیل والفرس ذکر شمس الا مة الحلوانی انه لا باس به عندا صحابنا وذکر شیخ الاسلام انه حرام۔ والله تعالی اعلم۔

مسئلہ ۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو ان کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کے لیے بھیجے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب: حرام۔ حرام۔ حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے اثام۔ قال اللہ تعالیٰ: یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَاراً۔ والله تعالی اعلم۔

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزوں کی نوکری سلائی کے کام کی کرنا یا ان کا کپڑا مکان پر لا کر سینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: انگریز کی سلائی کی نوکری کرنے یا گھر پر لا کر اس کا کپڑا سینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی محذور شرعی پر مشتمل نہ ہو۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

اجر نفسه من نصرانی ان استاجرہ لعمل غیر الخدمة جاز الخ و تمامه فی غمز العیون۔ والله سبحنه و تعالی اعلم علمه جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مردوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: یہ جزیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہ نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے واللعلم عند اللہ کہ جھوٹے کام کا جوتہ مرد و زن سب کے لیے مکروہ ہونا چاہیے۔

فان المنسوج کغیرہ ولا شک ان النعال من انواع الملبوسات و النساء والرجال سواء فی کراھة لبس النحاس۔

ہاں سچے کام کا جوتہ عورتوں کے لیے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو۔ نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہیے۔

وفي الفتاوی الھندیة یلبس الذکور قلنسوة من الحریر اوالذھب اوالفضة اوالکرباس الذی خبط علیه ابریشم کثیراوشی من الذھب او الفضة اکثر من قدر لاربع اصابع انتھی۔ قال العلامة الشامی و به یعلم حکم العراقیة المساته بالطاقیة فاذا کانت منقشة بالحریر و کان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لا تحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع بناء علی مامر من ان ظاھر المذھب عدم جمیع المتفرق انتھی وقد قال العلامة الشامی ایضا ان قد استوی کل من الذھب و الفضة والحریر فی الحرمة فترخیص الحریر ترخیص غیرہ بدلالة المساواة ویوئید عدم الفرق مامر من اباحة الثوب المنسوج من ذھب اربعة اصابع اھ ملخصا فافھم و تبثت اذبه تحرر ما کان العلامة الطحاوی متوقفا فیه واللہ تعالی اعلم و علمه جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اس کا چھونا کیسا ہے یعنی

Marfat.com

مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے۔

کما نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ۔

البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے علی قول الشیخین رضی اللہ عنہما و بہ یفتی اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم و اعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث ان عوارض تک ممانعت ہو جاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی ہے اسے غسل دے سکتی ہے جب کہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو لبقاء النکاح فی حقہا بالعدۃ نص علی ذلک فی تنویر الابصار و الدرالمختار وغیرہما من معتمدات الاسفار واللہ سبحنہ و تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جا کر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہیں یا ان کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ان پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر کھلے کھلے اعتراض و الزام ہوتے ہیں اور خداوند عالم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ کو نعوذ باللہ منہا[۱] ----- اور علمائے متقدمین و متاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دی جاتی ہیں جس کی شاہد سماجی کتب ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ مسافر میگزین۔ مسافر بہرائچ آریہ پتر بریلی۔ ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے چند الفاظ نقل ذیل ہیں:

[۲]---------------- ستیارتھ پرکاش ----------------

---

[۱] (اس جگہ الفاظ کفریہ ملعونہ تھے لہٰذا بیاض چھوڑ دی گئی ۱۲) [۲] یہاں بھی سطور ملعونہ تھیں ۱۲

Marfat.com

مسئلہ ۱ --------------------- مسافر بہرائچ ------------------

آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں میں ملازم ہیں میل جول رکھا جائے اور وہ مسلمان سمجھے جائیں ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنان خدا و رسول کی اعانت کرنے والے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے اور ان کے ساتھ شرکت نکاح جائز ہے یا نہیں۔ مفصل بیان فرمایئے اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب: اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمد للہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات بعینہ ملعونہ منقول ہوں گے ان پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل و قرآن عظیم محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں ان سب پر اللہ عزوجل کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الٰہی کی آگ ان کے لیے بھڑکتی ہے۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں ملائکۃ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں۔

ےا (اس مقام پر بھی کلمات خبیثہ تھے لہٰذا نقل نہ کیے گئے اول تعجب اور نہایت عجب ان مسلمانوں سے جو کاپی نویسی و تصحیح ایسی ناشائستہ کتابوں کی کرتے ہیں اور ایسے سچے پکے قائم بالحق مسلمان بھی ہیں جو ان کتابوں کی جلدیں نہیں باندھتے چنانچہ بعد ارسال اسی سوال کے سائل صاحب راقم کے پاس آئے اور دو کتابیں آریہ کی ان کے ہاتھ میں تھیں اس میں سے انہوں نے ایک ایک مقام سے کچھ پڑھ کر سنایا ایک میں یہی قصہ منقول تھا کہ ایک کتاب آریہ نے اپنے مذہب کی کتابیں ایک مسلمان کو مجلد کرنے کو دیں مگر اس نے اسی بنا پر کہ یہ کفر کی کتابیں ہیں جلد باندھنے سے انکار کر دیا جس پر اس آریہ کو بڑا غصہ آیا مختصراً (مولوی نواب) سلطان احمد خان (صاحب) ناقابل فتویٰ)

Marfat.com

یہ میں نہیں کہتا۔ قرآن فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًاo

بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ اللہ نے ان کیلئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود گمان ہے زید کسی دنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے۔ جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے مگر اللہ واحد قہار کے قہرو عذاب و لعنت و عتاب کی کیا پرواہ ہے یقیناً یقیناً کاپی لکھنے والا پتھر بنانے والا چھاپنے والا کل چلانے والا غرض جان کر کہ اس میں یہ کچھ ہے کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان۔

گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام۔

جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقیناً اسلام سے نکل گیا۔

یہ اس ظالم کے لیے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے یا زید عمرو کسی کو ناحق سخت سست کہے اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارہ عن اوس ابن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:

من افات الید کتا بۃ ما یحرم قلفظہ من شعر المجون

Marfat.com

والفواش والقذف والقصص التی فیھا نحو ذلک والا ھا جی نثرا و نظما والمصنفات و المشتملة علی مذاھب الفرق الضا لة فان القلم احدی اللسانین فکانت الکتا بة فی معنی الکلام بل ابلغ منه لبقائھا علی صفحات اللیالی والایام و الکلمة مذھب فی الھواء ولا تبقی اھ مختصرا

ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ○

اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ[1] شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اس کے جنازہ کی نماز حرام اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اس کے دفن میں شریک ہونا اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔ واللہ تعالی اعلم۔

فقیر کے یہاں فتاوے مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں سنا گیا کہ سائل کا قصد اس فتویٰ کے چھاپنے کا ہے درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں اان کی جگہ دو ایک سطریں خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں ان لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باذنہ تعالیٰ محفوظ رہیں۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ○

---

[1] (جس وقت حضرت صاحب نے یہ فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا سائل میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس تحریر حضرت کو دیکھ کر اسی وقت انہوں نے اپنے سوال میں ان ناپاک کلمات پر قلم پھیر دیا اور کہا میں نے صرف دکھانے کے واسطے یہ کلمات سوال میں نقل کر دیئے تھے ۱۲س)

Marfat.com

مسئلہ: ۱۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افعمیا وان انتما۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۱۴ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اڑانا اور پالنا اور مرغ بازی۔ بٹیربازی۔ کن کیا بازی اور فروخت کرنا کنکیا اور ڈورا اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: کبوتر پالنا جائز ہے جب کہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں ان کو اترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے ان لوگوں سے ابتداء سلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں واجب نہیں کنکیا اڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کن کیا ڈور بیچنا بھی منع ہے اصرار کریں تو ان سے بھی ابتدا بہ سلام نہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۱۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں رباعی شریف پڑھنا چاہیے یا نہیں رباعی یہ ہے

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانہ

اور اگر یہ رباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرما دیجئے۔

الجواب: یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں۔ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درود غوثیہ۔ درود غوثیہ یہ ہے:

Marfat.com

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم وعلی الہ وبارک وسلم

اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے۔

وعلی الہ الکرام وابنہ الکریم وامتہ الکریم وبارک وسلم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۱۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون حالت اور کس وقت پر۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جب آب مطلق اصلاً نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۱۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: سوتی یا اونی موزے جیسے ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں کہ نہ وہ مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے نہ منعل یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا نہ ثخین یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انہیں کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق نہ ہو جائیں اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کے سبب بے بندش کے رکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور ان پر پانی پڑے تو روک لیں فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے جو پائتابے ان تینوں وصف مجلد منعل ثخین سے خالی ہوں ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے ہاں اگر ان پر چمڑا منڈھا لیں یا چمڑے کا تلہ لگا لیں تو بالاتفاق یا شاید کہیں اس طرح کے دبیز بنائے جائیں تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فی المنیۃ والغنیۃ:

والمسح علی الجوارب لا یجوز عند ابی حنیفۃ (الا ان یکونا مجلدین) ای استوعب المجلد مایستر القدم الی الکعب (اومنعلین) ای حمل الجلد علی مایلی الارض منھا خاصۃ کالنعل للرجل (وقا لا یجوز اذا کانا ثخینین لا یشفان) فان الجوارب اذا کان بحیث لا یجاوز الماء منہ الی القدم فھو بمنزلۃ الادیم والصرم فی عدم جذب الماء الی

Marfat.com

نفسه الا بعد لبث و ذلک بخلاف الرقيق فانه يجذب الماء و ينفذه الى الرجل فى الحال (وعليه) اى على قول ابى يوسف و محمد (الفتوى و الثخين ان يستمسک على الساق من غير ان يشد بشئى) هكذا فسروه كلهم و ينبغى ان يقيد بما اذا لم يكن ضيقا فانه نشاهد ما يكون فيه ضيق يستمسک على الساق من غير شد و الحد بعدم جذب الماء اقرب و بما يمكن فيه متابعة المشى اصوب و قد ذكر نجم الدين زاهدى عن شمس الائمة الحلوانى ان الجوارب من الغزل والشعر ما كان رقيقا منها لا يجوز المسح عليه اتفاقا الا ان يكون مجلدا اومنعلا وما كان ثخينا منها فان لم يكن مجلدا او منعلا فمختلف فيه وما كان فلا خلاف فيه اھ ملتقطا قلت و ههنا وهم عرض للمولى الفاضل اخى يوسف چلپى فى حاشية شرح الوقاية فلا عليک منه بعد ما سمعت نص امام الشان شمس الائمة و كذلک نص فى الخلاصة بما يكفى لا زاحة كما حققه فى الغنية وذكر طرفا منه فى رد المحتار فراجعهما ان شئت والله سبحنه وتعالى اعلم۔

مسئلہ ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اس کو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دل میں بایں معنی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو کما فعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔

تنویر میں ہے:

لا يكره النظر اليه (اى القران) الجنب و حائض و نفساء كالادعية۔

Marfat.com

ردالمحتار میں ہے:

نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالی۔

اسی میں بحر سے ہے:

وترک المستحب لا یوجب الکراھۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۱۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی اردو کتاب یا اخبار میں چند آیات قرآن بھی شامل ہوں تو ان کو بلاوضو چھونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کتاب یا اخبار میں جس جگہ آیت لکھی ہے خاص اس جگہ کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں اسی طرف ہاتھ لگایا جائے جس طرف آیت لکھی ہے خواہ اس کی پشت پر دونوں ناجائز ہیں۔ باقی ورق کے چھونے میں حرج نہیں پڑھنا بے وضو جائز ہے نہانے کی حاجت ہو تو حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۲۰ کیا فرماتے ہین علمائے دین کہ:

(۱) معذور صبح کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) معذور نے ایسے آخر وقت میں نماز شروع کی کہ دوسرے وقت میں تمام ہوئی مثلاً ظہر کی عصر یا عصر کی مغرب میں تو نماز ہو گئی یا اس کو پھر قضا پڑھے در صورت ثانیہ جب ایسا وقت آخر ہو گیا کہ نماز دوسرے وقت میں جاکر ختم ہو گی تو نماز پڑھ کر پھر اس کی قضا پڑھے یا نہیں جب تک وقت دوسرا نہ ہو جائے کہ پہلے نماز اول پڑھے پھر دوسری۔ بینوا توجروا۔

الجواب: (۱) کہ خروج وقت ناقض وضوئے معذور ہے ہاں اشراق کے وضو سے آخر ظہر تک نمازیں فرض و نفل پڑھ سکتا ہے کہ دخول وقت ناقض وضو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نماز بالاجماع باطل ہو گئی کہ خروج وقت و دخول دونوں پائے گئے تو نماز میں وضو جاتا رہا۔ ہاں اگر بعد قعدہ اخیرہ کے قبل سلام وقت جاتا رہا تو صاحبین کے نزدیک نماز ہو جائے گی اور امام کے نزدیک نہیں کما فی المسائل الاثناعشریۃ اگر وقت قلیل رہ گیا اور درمیان نماز میں خروج وقت کا اندیشہ ہے واجبات پر اقتصار کرے مثلاً ثنا و تعوذ و درود و دعا

Marfat.com

ترک کرے۔ رکوع و سجود میں صرف ایک بار تسبیح رکوع و سجود کہے اور اگر واجبات کی بھی گنجائش نہیں تو بجائے فاتحہ کہ صرف ایک آیت پڑھے غرض فرائض پر قناعت کرے اور خروج وقت مشکوک ہو جائے تو شک سے نہ وقت خارج مانا جائے گا نہ وضو ساقط لان الیقین لا یزول بالشک۔ ہاں اگر اقتصار علی الفرائض پر بھی خروج وقت بالیقین ہو جائے گا تو اگر کسی امام کے نزدیک نماز ہو سکے گی اس کے اتباع سے پڑھ لے۔ فان الاداء الجائز عند البعض اولی من الترک۔ کما فی الدر۔ پھر قضا پڑھے اس وقت مذاہب دیگر کی طرف مراجعت کی مہلت نہ ملی۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ :۲۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت جنابت میں اگر پسینہ آئے اور کپڑے تر ہو جائیں تو نجس ہو جائیں گے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب : نہیں کہ جنب کا پسینہ مثل اس کے لعاب دہن کے پاک ہے۔ فی الدرالمختار سور الادمی مطلقا ولو جنبا اوکافر طاھر وحکم العرق کسوراھ ملخصا۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ :۲۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب : بادامی رنگ کی پڑیا میں تو کوئی مضائقہ نہیں اور رنگت کی پڑیا سے درع کے لیے بچنا اولی ہے پھر بھی اس سے نماز نہ ہونے پر فتویٰ دینا آج کل سخت حرج کا باعث ہے پھر بھی:

> والحرج مدفوع بالنص و عموم البلوی من موجبات التخفیف لاسیما فی مسائل الطھارۃ والنجاسۃ۔

لہٰذا اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلا شبہ جائز ہے۔ فقیر اس زمانہ میں اسی پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے۔ وقد ذکرنا علی ھذہ المسئلۃ کلاما اکثر من ھذا فی فتاوانا وتحقق الامر بما لامزید علیہ ان ساعد التوفیق من اللہ سبحنہ وتعالی۔ واللہ تعالی اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ: ۲۴۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گدا روئی کا جس میں نجس ہونے کا شبہ قوی ہے نیچے بچھا ہے اور اس پر پاک رضائی اوڑھی ہے بارش سے چھت ٹپکی رضائی اور گدا خوب تر ہو گیا رضائی پیروں کے تلے بھی دبی تھی یعنی گدے سے ملحق تھی اس صورت میں رضائی کی نسبت کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی کہ اصل طہارت ہے والیقین لا یزول بالشک ہاں ظن غالب کہ بربنائے دلیل صحیح ہو فقہیات میں ملحق بیقین ہے نہ بربنائے توہمات عامہ پس اگر گدے میں کسی نجاست کا ہونا معلوم تھا اور یہ بھی معلوم ہو کہ رضائی گدے کے خاص موضع نجاست سے ملصق تھی اور گدے میں خاص اس جگہ تری بھی اتنی تھی کہ چھوٹ کر رضائی کو لگے یا رضائی کے موضع اتصال میں اس قدر رطوبت تھی کہ چھوٹ کر گدے کے محل نجاست کو تر کر دے غرض یہ کہ موضع نجاست پر رطوبت خواہ وہیں کی خواہ دوسری چیز مجاور کی پہنچی ہوئی اس قدر ہو جس کے باعث نجاست ایک کپڑے سے دوسرے تک تجاوز کر سکے اور اس تجاوز کے یہ معنی کہ کچھ اجزائے رطوبت نجسہ اس سے متصل ہو کر اس میں آ جائیں نہ صرف وہ جسے سیل یا ٹھنڈک کہتے ہیں حکم فقہ میں یہ انفصال اجزا نہیں صرف انتقال کیفیت ہے اور وہ موجب نجاست نہیں اور اس قابلیت تجاوز کی تقدیر رطوبت کا اس قدر ہونا ہے جسے نچوڑنے سے بوند ٹپکے کہ ایسے ہی رطوبت کے اجزا دوسری شے کی طرف متجاوز ہوتے ہیں جب تینوں شرطیں ثابت ہوں تو البتہ رضائی کے اتنے موضع پر تجاوز نجاست کا حکم دیا جائے گا پھر اگر موضع بقدر معتبر فی الشرع مثلاً ایک درہم سے زائد ہو تو رضائی ناپاک ٹھہرے گی اور اسے اوڑھ کر نماز ناجائز ہو گی ورنہ حکم عفو میں رہے گی اور اگرچہ ایک درہم کی قدر میں کراہت تحریمی اور کم میں صرف تنزیہی ہو گی اور اگر ان تینوں شرط میں کسی کی بھی کمی ہوئی تو رضائی سرے سے اپنی طہارت پر باقی اور سراپا پاک ہے مثلاً گدے کی نجاست مشکوک تھی یا وہ سب ناپاک تھا اور رضائی کا خاص موضع نجاست سے ملنا معلوم نہیں یا محل نجاست کی رطوبت خواہ رضائی سے حاصل کی ہوئی قابل تجاوز نہ تھی۔ یہ سب صورتیں طہارت مطلقہ تامہ کی ہیں:

هذا هو التحقيق الذی عولنا عليه لظهور وجهه ولكونه احوط

Marfat.com

وان کان الکلام فی المسئلۃ طویل الذیل ذکر بعضہ فی رد المحتار اخر الانجاس و اخر الکتب و فیہ عن البرھان ولا یخفی منہ انہ لا یتیقن بانہ مجدد نداوۃ الا اذا کان النجس الرطب ھو الذی لا یتقاطر بعصرہ اذ یمکن ان یصیب الثوب الجاف قدر کثیر من النجاسۃ ولا ینبع منہ شئی بعصرہ کما ھو شاھد عند البدایۃ بغسلہ الخ و فیہ عن الامام الزیلعی لانہ اذلم یتقاطر منہ بالعصر لا ینفصل منہ شئی وانما یتبل ما یجاورہ بالنداوۃ و بذلک لا ینجس الخ وعن الخانیۃ اذا غسل رجلہ فمشی علی ارض نجستہ بغیر مکعب فاتبل الارض من بلل رجلہ و اسود وجہ الارض لکن لم یظھر اثر بلل الارض فی رجلہ فصلی جازت صلاتہ و ان کان بلل الماء فی رجلہ کثرا حتی ابتل وجہ الارض وصار طینا ثم اصاب الطین۔ رجلہ لا یجوز صلاتہ الخ واللہ سبحانہ و تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ: ۲۴ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہڈی مردار جانور کی پاک ہے یا ناپاک ہے کیونکہ سینگ تو ہر جانور کا پاک ہے اگر مسواک میں ہڈی ہاتھی دانت کی ہو کیسی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ہڈی ہر جانور کی پاک ہے حلال ہو یا حرام مذبوح ہو یا مردار جب کہ اس پر بدن میتہ کی کوئی رطوبت نہ ہو سوا سوئر کے کہ اس کی ہر چیز ناپاک ہے۔ مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں ہاں اس کا ترک بہتر ہے لمحل خلاف محمد فانہ قائل بنجاسۃ عینیۃ کما فی فتح القدیر و ردالمحتار وغیرھما و رعایۃ الخلاف مستحبۃ بالاجماع۔

درمختار میں ہے:

شعر المیتۃ غیر الخنزیر و عظمھا طاھر اھ ملخصا۔ واللہ

Marfat.com

تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۲۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیر خوار بچہ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب: آدمی کا بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اس کا پیشاب ناپاک ہے اگرچہ لڑکا ہو والمسئلۃ واردۃ متونا وشروحا۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۲۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لحاف توشک وغیرہ روئی دار کپڑے ناپاک ہو جائیں تو وہ مع روئی کے دھل کر پاک ہو سکتے ہیں یا روئی علیحدہ ہو کر کپڑا الگ دھونے سے پاک ہو گا اور اگر روئی کا سوت کات لیا جائے تو وہ سوت بغیر اس کے کہ دری وغیرہ بنوائی جائے دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: جو کپڑے نچوڑنے میں آ سکیں جیسے ہلکی توشک رضائی وغیرہ وہ یونہیں دھونے سے پاک ہو جائیں گے ورنہ بہتے دریا میں رکھیں یا ان پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست باقی نہ رہنے پر ظن حاصل ہو یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے۔

فی الدرالمختار یطہر محل غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل طہارۃ محلھا بلا عدد بہ یفتی وقد ذلک لموسوس بغسل عصر ثلثا فیما ینعصر وتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ مما ینشرب النجاسۃ وھذا کلہ اذا غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جری علیہ الماء طہر مطلقا بلا شرط عصر وتخفیف وتکرار غمس ھو المختار۔ اھ۔

ناپاک روئی کا سوت دھونے سے بخوبی پاک ہو سکتا ہے بلکہ دری بنا کر پاک کرنے سے سوت کی تطہیر آسان ہے کہ وہ نچوڑنے میں سہل آ سکتا ہے۔ کما لا یخفی۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ: ۲۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حلوائیوں کی کڑھائیوں کو کتے چاٹتے ہیں انہیں کڑھائیوں میں وہ شیرینی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں ان کے

Marfat.com

یہاں کی شیرینی یا دودھ لے کر کھانا پینا درست ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: طہارت و نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست ثابت نہیں ہوتی جس خاص شے کی نجاست معلوم ہو وہی خاص نجس و حرام ہے۔ وبس امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حرام بعینہ۔ مسئلہ کی تمام تر تحقیق و تفصیل ہمارے رسالہ "الا حلی من السکر" میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۲۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگلی پر نجاست لگ جائے اور اسے چاٹ لیا جائے تو انگلی پاک ہو جائے اور منہ بھی پاک رہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: انگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک روح کا کام ہے اور اسے جائز جاننا شریعت پر افترا و اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے کہ منہ بھی پاک رہے گا نجاست چاٹنے سے قطعاً ناپاک ہو جائے گا اگرچہ بار بار و نجس ناپاک تھوک یہاں تک نگلنے سے کہ اثر نجاست کا منہ سے دھل کر سب پیٹ میں چلا جائے پاک ہو جائے گا۔ مگر اس چاٹنے نگلنے کو وہی جائز رکھے گا جو نجس کھانے والا ہو۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ۔ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ۔ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۲۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود سے اشیاء خوردنی جیسے دودھ۔ دہی۔ گھی۔ ترکاری۔ شیرینی وغیرہ تر یا خشک کا استعمال اہل سنت کے نزدیک درست ہے یا حرام اور آیہ انما المشرکون نجس سے اہل تشیع کا اشیاء مذکورہ میں کیا خیال ہے اور مجدد صاحب کا اس امر میں کیا فتویٰ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: آیہ کریمہ انما المشرکون نجس ان کے نجاست قلب و نجاست دین کے بارے میں ہے اجسام اگر ملوث بہ نجاست ہیں نجس ہیں ورنہ نہیں۔ تمام کتب فقہ متون و شروح و فتاویٰ اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں ان کے یہاں کا گوشت تو ضرور حرام مگر اس حالت میں کہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا اور بنانے پکانے لانے کے وقت مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا کوئی نہ کوئی مسلمان اسے دیکھتا رہا تو اس وقت تک حلال ہے

Marfat.com

ورنہ حرام اور باقی اشیاء جن میں نجاست یا حرمت متحقق و ثابت ہو نجس و حرام ہیں ورنہ طاہرو حلال اصلی اشیاء میں طہارت و علت ہے۔ قال تعالی خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ جب تک کسی عارض سے اس اصل کا زوال ثابت نہ ہو حکم اصل ہی کے لیے رہے گا۔ محرر المذہب سیدنا امام محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حرام بعینہ۔ مگراس میں شک نہیں کہ ہنود بلکہ تمام کفار اکثر ملوث بنجاست رہتے ہیں بلکہ اکثر نجاستیں ان کے نزدیک پاک ہیں بلکہ بعض نجاستیں ہنود کے خیال میں پاک کنندہ ہیں تو جہاں ایک دشواری نہ ہو ان سے بچنا اولیٰ ہے۔ غرض فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز روافض کا خیال ضلال ہے اور اس مسئلہ میں حضرت مجدد کا کوئی خیال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۳۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوح محفوظ کیا چیز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: زیر عرش ایک لوح ہے جس کا طول پانسو برس کی راہ ہے اس میں ماکان وما یکون الی یوم القیامۃ ثبت ہے۔

مسئلہ: ۳۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے اس کو تبدل و تغیر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: صحیح یہ ہے کہ لوح تغیر سے محفوظ ہے۔ تغیر دفتین و صحف ملائکہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۳۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے بعد آفرینش دنیا کے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایک ہی مرتبہ اس کا انتظام کر دیا ہے یا بتدریج اس کی ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نسخ صحف میں ہے نہ لوح میں۔ کل صغیر و کبیر مستطر۔ جف القلم بما ھو کائن۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۳۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث جف القلم اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا یا ہوا یا تدبیر انسانی کچھ فائدہ

Marfat.com

نہیں دیتی۔

الجواب: دنیا عالم اسباب ہے اور سبب و مسبب سب مقدر مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید ہے اور اس پر اعتماد تام ضلال بعید۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۳۴ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شقی ازلی کوشش انسانی سے سعید بن سکتا ہے یا نہیں اور سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: نہ شقی ازلی سعید ہو سکے نہ سعید ازلی شقی سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ممکن ہے یوہیں شقی ازلی پر صحبت نیک کا مگر انجام اسی پر ہو گا جس لیے بنائے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۳۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو گا بوساطت فرشتگان اور سیارگان و عقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم و نسخ فرماتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اللہ اکبر۔ حاکم حقیقی عز جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے۔ وہی اکیلا حاکم، اکیلا خالق، اکیلا مدبر ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ والمدبرات امرا۔ علماء نے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کواکب سے بھی متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام ان سے نکال لیا گیا اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں ان کا ہذیان بین البطلان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۳۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتا ہے اس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ ﷺ کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونوں عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہلسنت و جماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اللھم لک الحمد علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم

Marfat.com

تفصیلی .عطائے الٰہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ و السلام کے لیے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے امام حجتہ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ' العالی فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب۔ یعنی نبی کہتے ہیں اسے جو غیب پر مطلع ہو ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

انہ قال فی قولہ تعالی وَلَئِنْ سَئَالْتَهُمْ لَيَقُوْلَنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے۔ محمد غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ تو جو نفی مطلق کرے بلا شبہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الٰہی سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر کلام بعینہ وہی ہے جو اس منافق نے کہا اور اللہ عزوجل نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے بارے میں تحقیق حق کیا ہے۔

الجواب: حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام و خواص یہاں تک کہ علماء و عظمائے حرمین محترمین زاد ہما اللہ شرفاً و تکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح و جائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں تو اسے ممنوع و ناجائز کہنا یا احوال حقہ سے بے خبری پر مبنی۔ کما عرض لکثیر من المتکلمین علیہ فی بدو ظہورہ قبل اختیارہ و وضوح امرہ فقیل مسکر وقیل مفتر وقیل مضرای مطلقا کالسموم وقیل وقیل۔

Marfat.com

یا بعض احوال عارضہ بعض فساق متناولین کی نظر پر مبنی۔ کقول من قال انہ مما مجتمع علیہ الفساق کاجتماعھم الی المحرمات و قول اخرانہ یصدعن ذکر اللہ وعن الصلوۃ۔

یا بعض عوارض مخصوصہ بعض بلاد و بعض اوقات کے لحاظ سے ناشی جن کا حکم ان کے غیر اعصار و امصار کو ہرگز شامل نہیں۔

کما احتج بالنھی السلطانی علی کلام فیہ للعلامۃ النابلسی۔

یا محض مفتریات کا ذبہ مخترعات ذاہبہ پر متفرع کتھور من تفوہ ان کل دخان حرام۔ و جعلہ حدیثا عن سید الانام علیہ افضل الصلوۃ و اکمل السلام وکجراۃ من قال اجمعوا علی حرمۃ والاجماع۔

فقیر نے اس باب میں زیادہ بیباکی متقشفہ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ پڑھ کر تقشف و تصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامہ امت مرحومہ کو ناحق فاسق و فاجر بتاتے ہیں اور جب اپنے دعوے باطل پر دلیل نہیں پاتے ناچار حدیثیں گڑھتے بناتے ہیں میں نے ان کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ:

من شرب الدخان فکانما شرب دم الانبیاء۔ — جس نے حقہ پیا گویا اس نے پیغمبروں کا خون پیا۔

اور دوسری حدیث یوں تراشی:

من شرب الدخان فکانما زنی بامہ فی الکعبۃ۔ — جس نے حقہ پیا گویا اس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جہل بھی کیا بد بلا ہے خصوصاً مرکب کہ لادوا ہے مسکین نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ و دانستہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اٹھایا اور حدیث متواتر:

من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار۔

کو اصلا دھیان نہ لایا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

Marfat.com

ہیں جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

اللھم تب علینا و علیہ ان کان حیا و اغفرلنا ولہ ان کان میتا۔

یا قواعد شرع میں بے غوری اور نظر و فکر کی بیطوری سے پیدا

کزاعم من زعم انہ بدعة ضلالة و منہ زعم الزاعم ان فیہ استعمال الة العذاب یعنی النار و ذاک حرام و ھذا من البطلان بابین مکان نقضہ المحدث الدھلوی فیما نسب الیہ باستغمال الماء المعذب بہ قوم نوح علیہ الصلوة والسلام قلت و فی الترویح بالمر واح استعمال الة عذاب عاد۔ واما اصلاح الفاضل الکھنوی بزیادة قید علی ھیئاة اھل العذاب۔ فاقول لا یجدی نفعا والا لم یجز الاغتسال بماء حار قال تعالیٰ یصیب من فوق روسھم الحمیم وماذا یزعم الزعم فی دخول الحمام فیکون علی ھذا الفاضل من کون تعاطی المکروہ تحریما من الکبائر او بعد الاعتیاد علی ماعلیہ الاعتماد من کونہ فی نفسہ من الصغائر و ذلک لان الحمام کما افاد العلامة المنادی فی التیسیر اشبہ شئی بجھنم النار من تحت و الظلام من فوق و فیہ الغم والحبس و الضیق و لذالما دخلہ سیدنا سلیمن نبی اللہ علیہ الصلوة والسلام تذکر بہ النار و عذاب الجبار اخرج العقیلی و الطبرانی و ابن عدی والبیھقی فی السنن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم قال ادل من دخل الحمامات وضعت لہ النورة سلیمان بن داود و فلما دخلہ وجد حرہ و غمہ فقال ادہ من عذاب اللہ ادہ قبل ان لا تکون ادہ قلت و بھذا یرد حدیث التشبیہ باھل

Marfat.com

النار وحدیث الملاسبة بالنار کما لا یخفی علی اولی الابصار۔
و لہٰذا علمائے محققین و اجلہ معتمدین مذاہب اربعہ نے بعد تنقیح کار و امعان افکار اس کی اباحت کا حکم فرمایا۔ وھو الحق الحقیق بالقبول۔
علامہ سیدی احمد حموی غمزالعیون و البصائر میں فرماتے ہیں:

یعلم منہ حل شرب الدخان۔

اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی۔ علامہ عبد الغنی بن علامہ اسماعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

من البدع العادیة استعمال النتن والقھوة الشائع ذکرھما فی ھذا الزمان بین الاسافل والاعیان و الصواب لہ لا وجہ لحرمتھا ولا لکراھتھا فی الاستعمال الخ۔

بدعات عادیہ سے ہے حقہ اور کافی کا پینا جن کا چرچا آج کل عوام و خواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔ علامہ محقق علاؤ الدین دمشقی درمختار میں عبارت اشباہ نقل کر کے فرماتے ہیں:

فیفھم منہ حکم التتن۔

شامی میں ہے:

وھو الاباحة علی المختار۔

یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں۔ پھر فرمایا:

وقد کرھہ شیخنا العمادی فی ھدیہ الحاقالہ بالثوم والبصل باولی۔

ہمارے استاد عبد الرحمٰن بن محمد عماد الدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے سیر و پیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ رکھا۔

علامہ سیدی ابو السعود علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں فرمایا:

لا یخفی ان الکراھة تنزیھیة بدلیل الالحاق بالثوم والبصل و المکروہ تنزیھا یجامع الجواز

Marfat.com

پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسے لہسن پیاز کی اور مکروہ تنزیہی جائز ہوتا ہے۔

علامہ حامد آفندی عمادی ابن علی آفندی مفتی دمشق الشام اپنے فتاوے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین بن احمد بن محی الدین حید کردی جزری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

فی الافتا بحلہ دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرھم مبتلون بتناولہ معٗ ان تحلیلہ ایسر من تحریمہ وما خیر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بین امرین الاختار ایسرھما واما کونہ بدعۃ فلا ضرر فانہ بدعۃ فی التناول لا فی الدین فاثبات حرمتہ امر عسیر لا یکاد یوجد لہ نصیر۔

حلت قلیان پر فتویٰ دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہل اسلام اس کے پینے میں مبتلا ہیں مع ہذا اس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو ان میں زیادہ آسان ہوتا اسے اختیار فرماتے رہا اس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین و یاور ملتا نظر نہیں آتا۔

علامہ خاتم محققین سیدی امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی رد المحتار حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

للعلامۃ الشیخ علی الاجھوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیھا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ۔

علامہ شیخ علی جہوری مالکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس میں نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے ان کی حلت پر فتویٰ دیا۔

Marfat.com

پھر فرماتے ہیں:

قلت و الف فی حله ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالة سماها الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان و تعرض له فی کثیر من تالیف الحسان و اقامة الطامة الکبری علی القائل بالحرمة او بالکراهة فانهما حکمان شرعیان لا بد لهما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانه لم یثبت اسکاره ولا تفتیره ولا اضراره بل ثبته له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل فی الاشیاء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لا یلزم منه تحریمه علی کل احد فان العسل یضر باصحاب الصفراء الغالبة و ربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالی باثبات الحرمة اوالکراهیة الذین لا بدلهما من دلیل بل فی القول بالاباحة التی هی الاصل وقد توقف النبی صلی الله تعالی علیه وسلم مع انه هو المشرع فی تحریم الخمرام الخبائث حتی نزل علیه النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنه سواء کان ممن یتعاطاه اولا کهذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیته ان یقول هو مباح لکن رائحته تستکرهها الطباع فهو مکروه طبعا لا شرعا الی اخرما اطال به رحمه الله تعالی۔

حلت قلیان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان رکھا اور اپنی بہت تالیفات نفیسہ میں اس سے تعرض کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت ماننے والے پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی کہ وہ دونوں حکم شرعی ہیں جس کے لیے دلیل درکار

Marfat.com

اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ اس کا نشہ لانا ثابت ہوا نہ عقل میں فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اس کے منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ کے نیچے داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر فرض کیجئے کہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت نہیں ثابت ہوتی جن مزاجوں پر صفرا غالب ہوتا ہے .شہد انہیں نقصان کرتا بلکہ بارہا بیمار کر دیتا ہے باآنکہ وہ بنص قرآنی شفا ہے' اور یہ کوئی احتیاط کی بات نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر افترا کر دیجئے کہ ان کے لیے دلیل کی حاجت ہے بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ وہی اصل ہے خود نبی ﷺ نے کہ بہ نفس نفیس صاحب شرع ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں توقف فرمایا جب تک نص قطعی نہ .اتری تو آدمی کو چاہیے کہ جب اس سے حقہ کے بارہ میں سوال کیا جائے تو اسے مباح ہی بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں (کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں) ہاں اس کی بو طبیعت کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ شرعی اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل اس کی تحقیق میں باقی ہے۔

بالجملہ عند التحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں خصوصاً ایسی حالت میں عجما و عرباً و شرقاً و غرباً عام مومنین بلاد و بقاع تمام دنیا کو اس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامہ امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنیفہ سمحہ سہلہ غرابیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی اسی طرف علامہ جزری نے اپنے اس قول میں ارشاد فرمایا کہ:

فی الافتاء بحلہ دفع الحرج عن المسلمین۔

اور اسے علامہ حامد عمادی پھر منقح علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا۔ اقول:

ولسنا نعنی بھذان عامة المسلمین اذا ابتلوا بحرام حل بل الامران عموم البلوی من موجبات التخفیف شرعا وما ضاق امر الا اتسع فاذ اوقع ذلک فی مسئلة مختلف فیھا ترجح

Marfat.com

جانب اليسر هونا للمسلمين عن العسر ولا يخفى على خادم الفقه ان هذا كما هو اجار فى باب الطهار ة والنجاسة كذلك فى باب الاباحة والحرمة ولذاتراه من مسوغات الافتاء بقول غير الامام الاعظم رحمته الله عليه كما فى مسئلة المخابر ة وغيرها مع تنصيصهم بانه لا يعدل عن قوله الى قول غيره الا بضرور ة بل هومن مجوزات الميل الى رواية النوادر على خلاف ظاهر الرواية كما نصوا عليه مع تصريحهم بان ماخرج عن ظاهرا الرواية فهو قول مرجوع عنه وما رجع عنه المجتهد لم يبق قولا له وقد تشبث العلماء بهذا فى كثير من مسائل الحلال و الحرام ففى الطريقة و شرحها الحديقة فى زماننا هذا لا يمكن الاخذ بالقول الاحوط فى الفتوى الذى افتى به الائمة هوما اختصاره الفقيه ابو الليث انه ان كان فى غالب الظن ان اكثر مال الرجل حلال جاز قبول هدية ومعاملة و الا لاا اه ملخصا۔ وفى رد المحتار من مسئلة بيع الثمار لا يخفى تحقيق الضرور ة فى زماننا ولا سيما فى مثل دمشق الشام و فى نزعهم عن عادتهم حرج وما ضاق الامرا لا اتسع ولا يخفى ان هذا مسوغ للعدول عن ظاهر الرواية اه ملخصا۔ وفيه مسئلة العلم فى الثوب هو ارفق باهل هذا الزمان لئلا يقعوا فى الفسق والعصيان اه۔ و فيه من كتاب الحدود مقتضى هذا كله ان من زفت اليه زوجة ليلة عرفه ولم يكن يعرفها لا يحل له وطوء ها مالم يقل واحد ة اواكثرانها زوجتك و فيه حرج عظيم لانه يلزم منه تاثيم الامة اه ملخصا الى غير ذلك من مسائل يكثرعدها ويطول سردها فاندفع ما عسى متوهم ان يتوهم من القول الفاضل اللكهنوى ان عموم البلوى انما

Marfat.com

یوثر فی باب الطھارۃ والنجاسۃ لا فی باب الحرمۃ والاباحۃ صرح بہ الجماعۃ اھ

ہاں بنظر بعض وجوہ اسے مکروہ تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علائی و علامہ ابو السعود و علامہ طحطاوی و علامہ شامی نے الحاقا بالثوم والبصل افادہ فرمایا:۔

علی ما فیہ لبعض الفضلاء مع کلام المنا فی ذلک المراء۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

الحاقہ بما ذکر ھو الانصاف۔

اقول۔ یہیں سے ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا۔

کما جزم بہ الفاضل اللکھنوی فی فتاواہ تردد فی مرسا لۃ و اضطراب فیہ کلام المحدث الدھلوی فیما نسب الیہ فاوھم اولا انہ یوجب کراھۃ التحریم وعاد اخر افقال التنزیہ سراسر خلاف تحقیق ہے۔

ثم اقول: پھر کراہت تنزیہہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولیٰ ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو علما تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت مجامع جواز و اباحت ہے جانب ترک میں اس کا وہ مرتبہ ہے جو جہت فعل میں مستحب کا کہ مستحب بات کیجئے تو بہتر نہ کیجئے تو گناہ نہیں مکروہ تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر کیجئے تو گناہ نہیں پس مکروہ تنزیہی کو داخل دائرۂ اباحت مان کر گناہ صغیرہ اور اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل الکھنوی و تبعہ السید المشھدی ثم الکردی سخت لغزش و خطا فاحش ہے یا رب مکروہ گناہ کونسا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس ذلت کے رد میں ایک مستقل تحریر مسمی بہ جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ تحریر کی وباللہ التوفیق۔

ثم اقول: یوہیں ما نحن فیہ میں تین وجہ کراہت تنزیہہ ٹھہرا کر کراہت تحریم کی طرف مرتقی کر دینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدھلوی محض نامعقول قطع نظر اس سے کہ ان وجوہ سے اکثر محل نظر شرع سے اصلاً اس پر دلیل نہیں کہ جو

Marfat.com

چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان۔ خود محدث دہلوی کے تلمیذ رشید مولانا رشید الدین خان دہلوی مرحوم اپنے رسالہ عربیہ میں صاف لکھتے ہیں علمائے محققین حقہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں۔

حیث قال اما المحققون القائلون بکراھۃ تنزیھا فھم ایضا تشبثوا بالروایات الفقھیۃ مثل ما قال صاحب الدر المختار۔

اور اس میں تصریح ہے کہ مالت مشائخنا الیھا اسی کراہت تنزیہہ کی طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا۔ اس رسالہ پر شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب کی تقریظین ہیں شاہ صاحب نے اسے تحریر۔ انیق و تقریر و سبق و صحیح و المبانی و مستحکم المعانی و موافق روایات و مطابق درایات بتایا اور شاہ رفیع الدین صاحب نے استحسنت غایۃ الا ستحسان ماشر بانیہ من جواھر لالیہ فی مبانیہ و معانیہ فرمایا تو ظاہر اور دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اس میں تحریفیں واقع ہوئیں اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش و مہمل اور خلاف تحقیق باتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانئے تو رسالہ تلمیذ کی مدح و تقریظ معارض و مناقض ہو گی وہ تحریر پایہ اعتبار سے یوں بھی گر گئی اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مقصود اتباع حق ہے نہ تقلید اہل عصر و اتباع زید و عمرو اللہ الہادی و ولی الایادی۔

الحاصل: معمولی حقہ کے حق میں تحقیق حق و تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز و مباح و صرف مکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں جو پیتے ہیں کچھ برا نہیں کرتے۔

فان الاسادہ فوق کراھۃ التنزیہ کما حققہ العلامۃ الشامی۔

البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلاد ہند ماہ رمضان مبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدۂ و دل کی عجب حالت بناتے ہیں بے شک ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ماہ مبارک میں اللہ عزوجل ہدایت بخشے رسول اللہ ﷺ نے ہر مفتر چیز سے نہی فرمائی اور اس حالت کے حالت تفتیر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ احمد و ابوداؤد بسند صحیح

عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنھا قالت نھی رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ تعالی علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ۳۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در باب قلیان کشیدن کہ بعضے مکروہ تنزیہی می فرمانید و بعضے مکروہ تحریمی میگوئید و بعض حرام مطلق میدانند و بعضے میفرمانید کہ کسے کہ قلیان میکشد از مشاہدہ جمال جہاں آرای حضرت خواجہ عالم و عالمیان محمد مصطفیٰ ﷺ و از احضار مجلس حضور پرنور اقدس و اعلیٰ محروم می ماند پس قائل میگویم کہ آیات مذہب مختار حنفی چیست گو درین باب استفتاہا علما دستخط فرمودند مگر مفصل ارقام نرفت و تسکینیم نشد لہٰذا امید دارم کہ تشریحش مفصل ارقام رود۔ بینوا توجروا۔

الجواب: باید دانست کہ در مسئلہ کشیدن قلیان کہ اختلافات بظہور آمدہ اند برد و قسم اند یکے اختلاف علمائے کاملین و دیگر اختلاف متعصبین۔ اما اختلاف علماء کاملین کہ بظہور رسیدہ بنظر غور و تعمق راجع طرف اختلاف حال تمباکو یا اختلاف حال شاربین ست۔ اما اختلاف متعصبین پس متبنی بر اختیار اقوال شاذہ مردودہ مخالف جمہوریا حکایات بے سروپا مشتملہ برکذب و زور است تفصیل ایں اجمال آنکہ از روئے احادیث و آثار و اقوال جمہور فقہاء کبار اصل در اشیاء اباحت است پس چیزیکہ درآں دلیلے کہ منصوص الحرمتہ است یافتہ شود مثل سمیت یا اسکار البتہ حرام و ممنوع است و چیزیکہ دراں دلیل منصوص حرمت یافتہ نشود و حکمش مسکوت عنہ بود باعتبار ذات حلال و مباح است اگر کراہت و حرمت در کدامی صورت خاصہ یافتہ خواہد شد مکروہ و حرام گفتہ خواہد شد ورنہ براصل خود باقی خواہد ماند و چوں در تمباکو کہ در بعض بلاد یافتہ میشود اسکار و تفتیر موجود است مثل بلاد بخارا وغیرہ علما آنجا حکم ممانعت فرمودہ اندودر تمباکوئے بعض بلاد ہرگز اثرے از تفتیر و اسکار نیست مثل تمباکوئے مصروغیرہ علمائے محققین آنجا حکم بحلت و جواز فرمودہ اندو قول منکررا مردود نمودہ اند و علی ہذا القیاس اختلاف حال شاربین راہم دخلی است معتدبہ در حکم آں پس کسے کہ بطور لہو و لعب انہماک عبث درآں می نماید حکمش جداست و کسے کہ برائے منافع کہ انکار ازاں نتواں نمود بقدر ضرورت استعمال می سازد حکمش جدا است پس ایں اختلاف کہ در اقوال محققین یافتہ میشود فی الحقیقتہ اختلافے نیست و انچہ متعصبین حرام مطلق میگویند قطع نظراز آنکہ برائے منفعت باشد یا بطور لہو و لعب و

Marfat.com

عبث تمباکو ہم خواہ مسکر و مفتر باشد یا نباشد و بغیر نقل از شارع و مجتہدین شریعت اصل در اشیاء حرمت قرار دادہ اند پس تعصبے ست باطل و از حلیہ صدق و انصاف عاطل و قول و حکم قائل کہ از کشیدن قلیان حرمان از مشاہد لمعان جمال حضرت سید انس وجان ﷺ حاصل می گردد بے دلیل کامل در ہمیں تعصب لا حاصل داخل است ہرچند علمائے دین دریں مسئلہ رسائل مستقلہ تالیف فرمودہ اند امادر ینجا یک سند مستند اکتفا نمودہ میشور د علامہ شامی در رد المحتار۔ حاشیہ در المختار بعد ازاں کہ فرمودہ:

قد اضطربت اراء العلماء فیہ فبعضھم قال بکرا ھۃ و بعضھم قال بحرمتہ و بعضھم با باحۃ الخ۔

ویک دو قول ممانعت ذکر نمودہ و در آخر فرمودہ:

و للعلامۃ الشیخ علی الاجھوری المالکی رسا لۃ فی حلہ نقل فیھا انی افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ قلت و الف فی حلہ ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسا لۃ سما ھا بالصلح بین الاخوان فی ابا حۃ شرب الدخان و تعرض لہ فی کثیر من تالیفہ الحسان و اقام الطا مۃ الکبری علی القائل بالحر مۃ او بالکرا ھۃ فانھما حکمان شرعیان لا بدلھما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ ولا ضرارہ بل ثبت لہ منافع فھو داخل تحت قاعد ۃ الاصل فی الاشیاء الابا حۃ وان فرض اضرارہ للبعض لا یلزم منہ تحریمہ علی کل احد فان العسل یضر باصحاب الصفراء و ربما امر ضھم مع انہ شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالی باثبات الحر مۃ اوالکرھۃ الذین لا بدلھما من دلیل بل فی القول بالا باحۃ التی ھی الاصل وقد توقف النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم مع انہ ھو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث

Marfat.com

حتی نزل علیہ النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ سواء کان ممن یتعاطاہ اولا کھذا العبد الضعیف و جمیع من فی بیتہ ان یقول ھو مباح لکن رائحتہ تستکر منھا الطباع فھو مکروہ طبعا لا شرعا الی اخرما قال الی اخرہ۔

حررۃ الفقیر الحقیر عبد القادر محب الرسول القادری البدایونی عفی عنہ۔

مسئلہ ۳۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ایسے شخص کی نسبت اور اس کے معاونین کی بابت کہ جو طرح طرح کی درخواست ممبران آریہ سماج سے کرتا ہو اور ادھر وعظ اور امامت بھی مسلمانوں کی کرتا رہے اور جو اپنے وعظ میں بھی آریوں کو اپنا ولی دوست اور جگر کا ٹکڑا بتلائے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مرتبہ کو حضور سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کی شان کے برابر سمجھے اور جس کا کذب اور وعدہ خلافی بھی اکثر مرتبہ ظاہر ہوئی ہو آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کا وعظ کرانا اور سننا جائز ہے یا نہیں اور اس کے معاونان کس حکم شرعی کے مصداق ہیں عند اللہ و عند الرسول ﷺ بروئے قرآن و حدیث و فقہ بہت جلد جواب تحریر فرما کر داخل حسنات ہوں اس کے بعد سائل نے چھ ورق میں وہ خطوط لکھے تھے جو اس شخص نے آریوں کے پاس بھیجے تھے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ کلمات اگر اس شخص نے دل سے کہے جب تو اس کا کفر صریح ظاہر واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہیں ہو سکتا اسلام کی حقانیت میں اس کو شبہ ہے کفر کی طرف مائل بلکہ اس کا مشتاق اور اس کے لیے اپنے آپ کو بے چین بناتا ہے کفر کی عزت و فخر اور سرفرازی کہتا ہے تو اس کے شکوک رفع ہوں یا نہ ہوں وہ آریہ بنے یا نہ بنے اسلام سے تو اس وقت نکل گیا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر دل میں ان باتوں کو جھوٹ جانتا ہے آریہ کو دھوکہ دینے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں تو اول تو یہ دھوکہ کا عذر محض جھوٹ باطل ہے اور بفرض غلط اگر ہو بھی تو دھوکہ دینا کیا ضرور ہے اور بغرض غلط ضرور بھی ہو تو وہ اکراہ تک نہیں پہنچ سکتا واحد قہار عز جلالہ نے صرف اکراہ کا استثناء فرمایا۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان بہرحال اس کو واعظ بنانا حرام اس کا وعظ سننا ناجائز اس کو امام بنانا حرام اس کے پیچھے

Marfat.com

نماز باطل رہا امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مرتبہ کو شان حضور اقدس ﷺ کی برابر کہنا اس کے کفر صریح و ارتداد خالص ہونے میں کسی رافضی کو کلام نہیں ہو سکتا نہ کہ اہل سنت جن کا ایمان یہ ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی کا ہمسر کہنے والا کافر ہے ایسے شخص کے جتنے معاون ہیں وہ سب بھی اسی کے حکم میں ہیں مارہرہ شریف کے صاحبزادوں میں ایسے تاریک ناپاک گندے خیالوں کا کوئی شخص معلوم نہیں خصوصاً عالم ظاہر اس نے یہ انتساب محض جھوٹ طور پر کیا اور اگر بالفرض صحیح بھی تھا تو اب جھوٹ ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۴۰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لیے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقع میں اس کے سچے۔ معنے مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلا شبہ باتفاق علماء دین میں جائز اور احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے جب کہ وہ حق بے اس طریقہ کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہٰذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گذشتہ اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کو کلمہ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے تو استفہام انکاری کے طور پر اس کلمہ کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ ہو گیا۔ یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے اور لفظ کل سے زمانہ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اس کی عمر بیس بائیس سال کی ہو اسی معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے یا مخالف کے قبضہ کی نسبت سوال ہو تو کہے اس کا قبضہ کبھی نہ تھا یا کبھی نہ ہوا اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ

Marfat.com

وقت بھی تھا کہ اس کا قبضہ نہ تھا زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اس کا قبضہ اصلا کسی وقت ایک آن کو بھی نہ ہوا نہ ہے اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزوجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو ہی نہیں سکتا غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلو دار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔

اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلو دار بات سے کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیاء حق کے لیے جائز ہے یا نہیں اس بارہ میں کلمات علماء مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اس سے اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ غالب پائے اس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور وہ بے کذب صریح مل نہیں سکتا تو اس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو امید ہے کہ غلط بات کہہ دینے کی ہو اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سو دو سو روپے کسی نے دبا لیے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ:

من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما۔ جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو ان میں جو آسان ہے اسے اختیار کرے۔

ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔

درمختار میں ہے:

الکذب مباح لاحیاء حقه و دفع الظلم عن نفسه و المراد التعریض لان عین الکذب حرام قال و ھو الحق قال تعالی قتل الخراصون۔ الکل من المجتبی وفی الوھبانیة قال۔

وللصلح جاز الکذب او دفع ظالم
و اھل لترضی و القتال لیظفروا

Marfat.com

رد المحتار میں ہے:

الکذب مباح لا حیاء حقه کالشفیع یعلم بالبیع باللیل فاذا اصبح یشهد ویقول علمت الان وکذا الصغیرة تبلغ فی اللیل و تختار نفسها من الزوج و تقول رایت الدم الان واعلم ان الکذب قد یباح و قد یجب و الضابطة فیه کما فی تبیین المحارم وغیره عن الاحیاء ان کل مقصود محمود یمکن التوسل الیه بالصدق والکذب جمیعا فالکذب فیه حرام وان امکن التوسل الیه بالکذب وحده فمباح ان ابیح تحصیل ذلک المقصود و واجب ان وجب کما لورائی معصوما اختفی من ظالم یرید قتله وایذاءه فالکذب هنا واجب وکذا لوساله من و دیعة یرید اخذها یجب انکارها و مهما کان لا یتم مقصود حرب او صلاح ذات البین اوا ستما لة قلب المجنی علیه الا بالکذب فیباح و لوساله سلطان عن فاحشة وقعت منه سراکزنا اوشرب فله ان یقول ما فعلته لان اظهارها فاحشة اخری وله ایضا یکره سراخیه و ینبغی ان یقاتل مفسدة الکذب بالمفسدة المرتبة علی الصدق فان کانت مفسدة الصدق اشد فله الکذب وان بالعکس اوشک حرم وان تعلق بنفسه استحب ان لا یکذب وان تعلق لغیره لم تجر المسامحة لحق غیره والحزم ترکه حیث ابیح۔

نیز اس میں اور حاشیہ طحطاویہ میں ہے:

قوله جاز الکذب قال الشارح ابن الشیخة نقل فی البزازیة ان اراد المعاریض لا الکذب الخالص۔

اسی میں ہے:

حیث یباح التعریض لحاجته لا یباح بغیرها لانه یوهم

Marfat.com

الکذب وان لم یکن اللفظ کذبا الخ۔

حدیقہ ندیہ میں ہے:

یکرہ التعریض کراھۃ تحریم بدون الحاجۃ الیہ اھ باختصار

طحطاوی میں ہے:

قالت عند القاضی ادرکت الان و فسخت فالقول لھا لانھا قادرۃ علی نشاء الردو لا یشترط ان یکون حالۃ البلوغ حقیقۃ بل لوکان باخبارھا کذبا انہ بلغت الان و قیل لمحمد کیف یصح وھو کذب لا نھا انما ادرکت قبل ھذا الوقت فقال لا تصدق بالا سناد مجازلھا ان تکذب کیلا یبطل حقھا اھ وانما یسوغ لھا ذلک اذا کانت اختارت عند البلوغ بالفعل و اخذ من ذلک جواز الکذب لاحیاء الحق وھی منصوصۃ۔

خلاصہ وہندیہ میں ہے:

ان رات الدم فی اللیل تقول فسخت النکاح و تشھد اذا اصبحت وتقول انما رایت الدم الان لانھا تصدق ان تقول رایت الدم فی اللیل و فسخت ذکرہ فی مجموع النوازل قال رضی اللہ تعالی عنہ و ان کان ھذا کذبا لکن الکذب فی بعض المواضع مباح۔

بزازیہ و نہر میں ہے:

لیس ھذا بکذب محض بل من قبیل المعاریض المسوغۃ لاحیاء الحق کانہ الفعل الممتد لدوامہ حکم الابتداء والضرورۃ داعیۃ الی ھذا لا الی غیرہ اھ

طحطاویہ میں ہے:

قلت لا یظھر بعد التقیید بالان انہ من المعاریض بل من محض الکذب الخ

Marfat.com

ردالمحتار میں ہے:

حاصلہ انہا بقولہا بلغت الان انی الان بالغة لئلا یکون کذبا صریحا الخ اقول و وجہ اخروھو ارادة القرب بقولہ الان کما قدمت فی صدر الجواب۔

اشباہ میں ہے:

الکذب مفسدة محرمة وھی متی تضمن جلب مصلحة تربو علیہ جاز الخ

غمزالعیون میں ہے:

فی البزازیة یجوز الکذب فی ثلثة مواضع فی الاصلاح بین الناس و فی الحرب ومع دم امراتہ قال فی ذخیرة اراد بہا المعاریض لا الکذب الخالص او مثلہ فی اواخر الحیل عن المبسوط۔

طریقہ محمدیہ میں ہے:

یجوز الکذب فی ثلث وما فی معناھات عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا یحل الکذب الا فی ثلث رجل کذب امراتہ لیرضیہا و رجل کذب فی الحرب فان الحرب خدعة و رجل کذب بین مسلمین لیصلح بینہما و زاد فی روایة عن ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا المراة تحدث زوجہا و الحق بہذہ الثلث دفع ظلم الظالم واحیاء الحق وقیل المباح فی ہذہ المواضع التعریض اما الکذب فحرام لا یحل بحال۱

مرقاۃ میں زیر حدیث صحیحین:

عن ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین

Marfat.com

الناس ویقول خیرا وینمی خیرا۔

فرمایا:

بان یقول الاصلاح مثلا بین زید و عمرو یا عمرو یسلم علیک زید ویمدحک ویقول انا رجه وکذلک یجی الی زید و یبلغه من عمرو مثل ماسبق۔

عمدۃ الباری شرح بخاری میں ہے:

فیه ای فی الحدیث الجبل فی التخلیص من الظلمة بل اذا علم انه لا تخلیص الا بالکذب جازله الکذب الصریح وقد یجب فی بعض الصور بالاتفاق ککونه ینجی نبیه او ولیا ممن یرید قتله اولنجاۃ المسلمین من عدوهم۔ وقال الفقهاء لو طلب ظالم و دیعة لانسان لیاخذها غضبا وجب علیه الانکار والکذب فی انه لا یعلم موضعها۔

غمزالعیون میں اسے نقل کرکے فرمایا: فلیحفظ۔

شیخ محقق ترجمہ مشکوۃ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

"یکے از مواضع کہ دروغ گفتن دراں رواست اصلاح ذات البین ست صلح دادن و دور کردن نزاع و عداوت کہ میان دوکس ست ویکے دیگر ازاں مواضع کہ دروغ گفتن دزاں جائزست نگاہ داشت برخون و مال کسے ست کہ بناحق میرو دودروغ گفتن بازن .بقصد اصلاح و رضائے وے نیز جائز داشتہ چنانکہ گوید ترا دوست میدارم ہرچند ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ :۱۴۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے حق کے وصول کے لیے جھینا جھپٹی زبردستی دبالینا و امثالہا امور جائز ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عین حق یا جنس حق کے لیے اجازت ہے جب کہ فتنہ نہ ہو اور اس پر کذب کا قیاس مع الفارق ہے کہ یہاں غصب و نہب کی صورت ہے حقیقت نہیں کہ حقیقتاً اپنا حق لیتا ہے اور کذب ہو گا تو حقیقتاً ہو گا کما لا یخفی۔ واللہ تعالی اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ: ۴۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی کی خدمت میں میں نے اپنے جواب کو اس لیے پیش کیا تھا کہ اگر صحیح ہو تو یہی رہے اس وقت تک میں نے جو جواب لکھا تھا وہ صرف بحوالہ و سند احیاء العلوم تھا حضرت مولانا نے فرمایا کہ احیاء العلوم سے جواب کافی نہیں فقہ سے لکھو اور کچھ نہ فرمایا۔ فقہ میں جو دیکھا تو اس میں بھی احیاء العلوم کی سند موجود ہے۔ آیا احیاء العلوم وغیرہ امثالہا سے سند لانا اور غیر مذہب کے علماء سے سند لانا صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قسم کے مسائل میں اکثر یہ لوگ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ حنفی کو اپنی فقہ سے ہی سند ضرور ہے۔ علماء احناف اہل سنت جو اپنی کتب مناظرہ وغیرہ میں دوسرے علماء اور ان کی کتب یا تصوف وغیرہ علوم کی کتب سے سند دے دیتے ہیں وہ معاذ اللہ خاطی ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: مسائل اختلافیہ حنفیہ و غیر حنفیہ میں غیر حنفیہ سے استناد صحیح نہیں اور ان کے ماورا میں قدیما و حدیثا ہر مذہب والے چاروں مذہب کے اکابر سے سند لاتے ہیں یونہی مسائل غیر متشابہات میں ائمہ تصوف قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم سے استناد اور ایسوں کو خاطی جاننے والا خود سخت خاطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۴۳ حضرت مولانا المعظم و المکرم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از تسلیم مع التکریم معروض کہ

(۱) جس نے فرض عشاء باجماعت نہیں پڑھے اور وتر کی جماعت میں شریک ہو گیا اس کے یہ وتر سرے سے ہوئے ہی نہیں یا ہوئے مگر مکروہ تو تحریمی یا تنزیہی۔

(۲) اگر جماعت سے فرض عشاء پڑھ لیے تھے تو اب جس امام کے پیچھے چاہے وتر جماعت سے پڑھ لے اگرچہ وہ امام فرض و تراویح دونوں سے غیر ہو یا صرف ایک سے یا اس امام نے فرض و تراویح باجماعت نہ پڑھے ہوں بہرحال بلا کراہت صحیح ہوں گے یا کیا؟

(۳) جماعت وتر میں استحقاق شرکت کے لیے تراویح باجماعت پڑھنا کتنا دخل رکھتا ہے یا کچھ نہیں۔

(۴) آج کل علی العموم سفر پہلے سے اس کے بیسیوں حصہ زائد تیز رو سواریوں پر ہوتا ہے اس کے لیے بحساب مسافت اندازہ کی ضرورت ہے یہ فرمائیں کہ کس قدر کوس مروج

Marfat.com

کے سفر میں قصر وغیرہ احکام سفر ہوں گے اور کوس مروج سے اپنی مراد کی تشریح فرمادیں کہ وہ کوس مثلاً اس قدر قدموں کا ہے بہرحال ایسا کوئی اندازہ بتانا چاہیے جس سے سب عام و خاص سہولت کے ساتھ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارا یہ سفر سفر قصر ہوا یا نہیں اور تیز رو سواریوں میں بری ہوں یا بحری جو سفر کیا ہے اس کا اس سفر بحساب ایام سے موازنہ کر سکیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حضرت والا دامت برکاتہم۔

(۱) وتر ہو جانے میں شبہ نہیں ہاں مکروہ ہے بقول الشامی:

اما لو صلاها جماعة مع غیر ثم صلی الوتر معه لا کراهة

اور کراہت تحریم کی کوئی وجہ نہیں ظاہراً کراہت تنزیہ ہے۔

(۲) اگر فرض جماعت سے پہلے پڑھے تو خود امام ہو کر بھی اور مطلقاً ہر ایسے امام کے پیچھے بھی وتر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ امام فرض ہو یا امام تراویح یا محض جدید ہاں جس امام نے فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں بجماعت وتر اسے مکروہ ہو گی اور اس کی کراہت سب میں سرایت کرے گی کہ جماعت وتر ہر واحد کے حق میں تفصیلا تابع جماعت فرض ہے:

فما لمنفرد فی الفرض ینفرد فی الوتر کما بینا فی فتاونا۔

(۳) کچھ نہیں سواء اس کے اگر ابھی مسجد میں جماعت تراویح ہوئی ہی نہیں تو جماعت وتر مکروہ ہے کہ جماعت وتر اجماعاً تابع جماعت تراویح ہے۔

(۴) قصر تین منزل پر ہے فقیر نے مدتوں کے تجربہ سے ثابت کیا کہ یہاں منزل ۱۹-۵ میل ہے تو مدت قصر ۵۷-۵ میل ہے جسے تقریباً ساڑھے ستاون میل کہئے میل سے یہی رائج میل ۱۷۶۰ گز کا مراد ہے سفر بحری میں بادی کشتی کی اوسط چال بحال اعتدال ہوا مراد ہے دخانی جہازوں کا اعتبار نہیں جیسے ریل کا مجھے ہر بار دخانی ہی جہاز میں اتفاق سیر ہوا البتہ اس دفعہ جدہ سے رابع تک ساعیہ میں گیا تھا کہ تین دن میں پہنچی براہ خشکی چھ منزل ہے اس ایک بار کے مشاہدہ پر میں بحری سفر کے لیے میلوں کی تعیین نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جب کہ لوگوں کا بیان تھا کہ ہوا کم ہے ورنہ ایک دن میں پہنچتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۴۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتب عقائد وغیرہ میں جو اثبات نبوت حضرت ابو البشر آدم علیہ الصلوۃ و السلام کے ادلہ میں حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں وہ حدیث کس نے کن الفاظ سے تخریج کی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حضرت بابرکت دامت برکاتہم السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ حدیث سیدنا ابو ذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے:

قال قلت یا (ر ؐ) ای الانبیاء کان اول قال ادم قلت یا (ر ؐ) ونبی کان قال نعم نبی مکلم۔

اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامتہ ترمذی کبیر میں ان سے مرفوعاً یوں ہے:

اول الرسل ادم و اخرھم (م ؐ) علیہ وعلیھم افضل الصلوۃ و السلام۔

مسئلہ ۴۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) عورت کو اس مکان میں جہاں محارم و غیر محارم مرد اور عورتیں ہوں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) جس گھر میں نامحرم مرد و عورات ہیں وہاں عورتوں کو کسی تقریب شادی یا غمی میں برقع کے ساتھ جانا اور شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) جس مکان کا مالک نا محرم ہے لیکن اس جلسہ عورات میں نہیں ہے اور اس کا سامنا بھی نہیں ہوتا ہے مگر مالک مکان کی جورو اس عورت کی محرم ہے تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) ایسے گھر میں جس کے مالک تو نامحرم ہیں مگر اس گھر میں کوئی عورت بھی اس عورت کی محرم نہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک نامحرم ہے مگر وہاں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے اور جو عورت محرم ہے وہ مالک مکان کی نامحرم ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۶) ایسے گھر میں جہاں مالک تو نامحرم ہے مگر اس گھر میں عورات اس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نامحرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسہ عورات ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت کو جانا

Marfat.com

جائز ہے یا نہیں۔

(۷) جس گھر کا مالک تو نامحرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورات بھی اس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۸) جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نامحرم تو جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۹) جس گھر میں مالک نا محرم ہے مگر دوسرے شخص محرم ہیں حالانکہ سامنا نامحرموں سے نہیں ہوتا تو اس عورتکا جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۰) جس گھر کے دو مالک ہیں اس عورت کا خاوند ہے اور دوسرا نامحرم ہے تو اس گھر میں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۱) جس گھر میں عام محفل ہے جہاں مذکور الصدر سب اقسام موجود ہیں اور عورات پردہ نشین وغیرہ پردہ نشین دونوں قسم کی موجود ہیں اور مرد بھی محارم و غیرمحارم ہیں مگر یہ عورت نامحرم مرد سے چادر وغیرہ سے پردہ کیے ان عورتوں میں بیٹھ سکتی ہے تو ایسی حالت میں جانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(۱۲) جس گھر میں ایسی تقریب ہو رہی ہے جس میں منہیات شرعیہ ہو رہے ہیں اس میں کسی مرد یا عورت کو اس طرح جانا کہ وہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھے جہاں مواجہہ تو اس کی شرکت میں نہیں ہے مگر آواز وغیرہ آ رہی ہے گو اس آواز وغیرہ ناجائز امور سے اسے کچھ حظ بھی نہیں ہے اور نہ متوجہ اس طرف ہے تو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۳) جس گھر میں مالک وغیرہ نامحرم مگر اس عورت کے ساتھ محارم عورات بھی ہیں گو اس گھر کے لوگ ان عورات کے نامحرم ہیں تو اس کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۴) شقوق مذکور الصدر میں سے جو شقوق ناجائز ہیں ان میں سے کسی شق میں عورت کو شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں۔

(۱۵) مرد کو اپنی بی بی کو ایسی مجالس و محافل میں شرکت سے منع کرنے اور نہ کرنے کا کیا حکم ہے اور عورت پر اتباع و عدم اتباع سے کس درجہ نافرمانی کا اطلاق اور کیا اثر ہو گا اور مرد کو شریک ہونے اور نہ ہونے کا کیا حکم ہے۔

(۱۶) جس مکان میں مجمع عورات محارم و غیر محارم کا ہو اور عورات محارم و نامحارم ایک طرف

Marfat.com

خاص پردہ میں باہم مجتمع ہوں اور مجمع مردوں کا بھی ہر قسم کے اسی مکان میں عورات سے علیحدہ ہو لیکن آواز نامحرم مردوں کی عورات سنتی ہیں اور ایسے اپنے مکان میں مجلس وعظ یا ذکر شریف نبوی علیہ الصلوۃ و السلام منعقد ہے تو ایسے جلسہ میں اپنے محارم کو بھیجنا یا نہ بھیجنا کیا حکم ہے اور نہ بھیجنے سے کیا محظور شرعی لازم ہوتا ہے اور انعقاد ایسی مجالس کا اپنے زنانہ مکانات میں کیسا ہے اور اس ذکر یا وعظ کو اپنے محارم یا غیر محارم کے ایسے مکان میں جانا چاہیے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔ عند اللہ الوھاب۔

مقصود سائل عورات محارم سے وہ قرابت دار ہیں جن کے مرد فرض کرنے سے نکاح جائز نہ ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: صور جزئیہ کے عرض جواب سے پہلے چند اصول و فوائد ملحوظ خاطر عاطر رہیں کہ بعونہ عز مجدہ شقوق مذکورہ و غیر مذکورہ سب کا بیان مبین اور فہم حکم کے موید و معین ہوں و باللہ التوفیق۔

اول: اصل کلی یہ ہے کہ عورت کو اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس ان کے یہاں عیادت یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دنیوی حاجت یا صرف ملنے کے لیے جانا مطلقاً جائز ہے جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری نہ ہو مجمع فساق نہ ہو تقریب ممنوع شرعی نہ ہو ناچ یا گانے کی محفل نہ ہو زنا فواحش و بیباک کی صحبت نہ ہو چوبے شرہت کے شیطانی گیت نہ ہوں سمدھنوں کی گالیاں سننا سنانا نہ ہو محرم دولہا کو دیکھنا دکھانا نہ ہو۔ رت جگے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہ ہو۔

دوم: اجانب کے یہاں کے مرد و زن سب اس کے نامحرم ہوں شادی غمی زیارت عیادت ان کی کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں اگرچہ شوہر کے اذن سے اگر اذن دے گا خود بھی گنہگار ہو گا سوا چند صور مفصلہ ذیل کے اور ان میں بھی حتی الوسع تستر و تحرز اور فتنہ و مظان فتنہ سے تحفظ فرض۔

سوم: کسی کے مکان سے مراد اس کا مکان سکونت ہے نہ مکان مالک مثلاً اجنبی کے مکان میں بھائی کرایہ پر رہتا ہے جانا جائز بھائی کے مکان میں اجنبی عاریۃً" ساکن ہے جانا جائز۔

Marfat.com

چہارم: محارم میں مردوں سے مراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ جزئیت ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام کہ کسی صورت سے حلت نہیں ہو سکتی نہ بہنوئی یا پھوپا یا خالو کہ بہن پھوپی خالہ کے بعد ان سے نکاح ممکن علاقہ جزئیت رضاع و مصاہرت کو بھی عام مگر زنان جوان خصوصاً حسینوں کو بلا ضرورت ان سے احتراز ہی چاہیے اور برعکس رواج عوام بیاہیوں کو آریوں سے زیادہ کہ ان میں نہ وہ حیا ہوتی ہے نہ اتنا خوف نہ اس قدر لحاظ اور نہ ان کا وہ رعب نہ عامہ محافظین کو اس درجہ ان کی نگہداشت اور ذوق چشیدہ کی رغبت انجان نادان سے کہیں زائد لیس الخبر کالمعا ننۃ۔ تو ان میں موانع ہلکے اور مقتضی بھاری اور اصلاح و تقویٰ پر اعتماد سخت غلط کاری مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔۔۔۔۔ نہ کہ عورت جو عقل و دین میں اس سے آدھی اور رغبت نفسانی میں سو گنی ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے ایک پیچھے۔ تقبل شیطان و تدبر شیطان۔ والعیاذ باللہ العزیز الرحمن۔ اللھم انی اسالک العفو و العافیۃ فی الدین و الدنیا والاخرۃ لی وللمومنین و للمومنات جمیعا امین۔

پنجم: محرم عورتوں سے وہ مراد کہ دونوں میں جسے مرد فرض کیجئے نکاح حرام ابدی ہو ایک جانب سے جریان کافی نہیں مثلاً ساس بہو تو باہم محرم ہی ہیں کہ ان میں جسے مرد فرض کریں دوسرے سے بیگانہ ہے۔ سوتیلی ماں بیٹیاں بھی آپس میں محرم نہیں کہ اگرچہ بیٹی کو مرد فرض کرنے سے حرمت ابدیہ ہے کہ وہ اس کے باپ کے مدخولہ ہے مگر ماں کو مرد فرض کرنے سے محض بیگانگی کہ اب اس کے باپ کی کوئی نہیں۔

ششم: رہے وہ مواضع جو محارم و اجانب کسی کے مکان میں نہیں اگر وہاں تنہائی و خلوت ہے تو شوہر یا محرم کے ساتھ جانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مکان میں شوہر و محارم کے ساتھ رہنا اور مکان قید و حفاظت ہے کہ ستر و تحفظ پر اطمینان حاصل اور اندیشہائے فتنہ یکسر زائل تو یوں بھی حرج نہیں' اس قید کے بعد استثناء ایک روزہ راہ کی حاجت نہیں کہ بے معیت شوہر یا مرد محرم عاقل بالغ قابل اعتماد حرام ہے اگرچہ محل خالی کی طرف وجہ یہ کہ عورت کا تنہا مقام دور کو جانا اندیشہ فتنہ سے عاری نہیں تو وہی قید اس کے اخراج کو کافی اور اگر مجمع محل جلوت

Marfat.com

ہے تو بے حاجت شرعی اجازت نہیں خصوصاً جہاں فضولیات و بطالات و مخطبات و جہالات کا جلسہ ہو جیسے سیر۔ تماشے' باجے' تاشے ندیوں کے پن گھٹ ناؤ چڑھانے کے جھمگٹ بے نظیر کے میلے پھول والوں کے پھمیلے نوچندی کی بلائیں منصوعی کربلائیں علم تعزیوں کے کاوے۔ تخت جریدوں کے دھاوے۔ حسین آباد کے جلوے۔ عباسی درگاہ کے بلوے ایسے مواقع مردوں کے جانے کے بھی نہیں نہ کہ یہ نازک شیشیاں جنہیں صحیح حدیث میں ارشاد ہوا ویدك الخشبة رفقا بالقواریر اور محل حاجت میں جس کی صورتیں مذکور ہوں گی بشرط تستر و تحفظ و تحرز فتنہ اجازت یکروزہ راہ بلکہ نزد تحقیق مناط اس سے کم میں بھی محافظ مذکور کی حاجت۔

ہفتم: یہ اور وہ یعنی مکان غیر و غیر مکان میں جانا بشرائط مذکورہ جائز ہونے کی نو صورتیں ہیں۔
قابلہ' غاسلہ' نازلہ' مریضہ' مضطرہ' حاجہ' مجاہدہ' مسافرہ' کاسبہ۔

قابلہ: یہ کہ کسی عورت کو دردزہ ہو یہ دائی ہے۔

غاسلہ: جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر دار ہے تو اذن شوہر ضرور جب کہ مہر معجل نہ ہو یا تھا تو پاچکی۔

نازلہ: جب اسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے یہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔

مریضہ: کہ طبیب کو بلا نہیں سکتی نبض کو دکھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح زچہ و مریضہ کا علاجاً حمام کو جانا جب کہ وہاں کسی طرف سے کشف عورت اور بند مکان میں گرم پانی سے گھر میں نہانا کفایت نہ ہو۔

مضطرہ: کہ مکان میں آگ لگی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض ایسی کوئی حالت واقع ہوئی کہ حفظ دین یا ناموس یا جان کے لیے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن و امان میں جائے بغیر چارہ نہیں اور عضو شق نفس اور مال اس کا شقیق ہے۔

حاجہ: ظاہر ہے اور زائرہ اس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتمہ حج بلکہ متمہ حج ہے۔

مجاہدہ: جب عیاذا باللہ عیاذا باللہ عیاذا باللہ اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولیٰ ہر پسر بے اذن والدین ہر پردہ نشین بے اذن شوہر

Marfat.com

جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد و صلاح و زاد ہو۔

مسافرہ: جو عورت سفر جائز کو جائے مثلاً والدین مدت سفر پر ہیں یا شوہر نے کہ دور نوکر ہے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سرا وغیرہ میں اترنے سے چارہ نہیں۔

کاسبہ: عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جو ہر کہ خبر گیری نہیں کرتا نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت نہ بیت المال منتظم نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت نہ محارم کے یہاں ذریعہ خدمت نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ و تحرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہو حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آکر کرے جیسے سینا پیسنا ورنہ اس گھر میں نوکری کرے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے ورنہ جہاں کا مرد متقی پرہیز گار ہو اور ساٹھ ستر برس کی پیرزال بدشکل کریہہ المنظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں۔

تنبیہ: ان کے سوا تین صورتیں اور بھی ہیں شاہدہ' طالبہ' مطلوبہ۔

شاہدہ: وہ جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رویت ہلال رمضان و سماع طلاق و عتق وغیرہ میں شہادت ہو اور ثبوت اس کی گواہی و حاضری دار القضا پر موقوف خواہ بشرط مذکور کسی حق العبد مثل عتق غلام و نکاح و معاملات مالیہ کی گواہی اور مدعی اس سے طالب اور قاضی عادل اور قبول معمول اور دن کے دن گواہی دے کر واپس آسکے۔

طالبہ: جب اس کا کسی پر حق آتا ہو اور بے جائے دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

مطلوبہ: جب اس پر کسی نے غلط دعویٰ کیا اور جوابدہی میں جانا ضرور یہ صورتیں بھی علماء نے شمار فرمائیں۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ پردہ نشینوں کو ان کی حاجت نہیں کہ ان کی طرف سے وکالت مقبول اور حاکم شرع کا خود آکر نائب بھیج کر ان سے شہادت لینا معمول یہ بیان کافی و صافی بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کو حاوی و وافی بعونہ تعالیٰ اب جواب جزئیات ملاحظہ ہوں۔

جواب ا: وہ مکان محارم ہے یا مکان غیر یا غیر مکان اور وہاں جانے کی طرف حاجت شرعیہ داعی یا نہیں سب صور کا مفصل بیان مع شرائط و مستثنیات گزرا۔

Marfat.com

جواب ۲: اگر یہ مراد کہ نامحرم بھی ہیں تو وہی سوال اول ہے اور اگر یہ مقصود کہ نامحرم ہی ہیں تو جواب ناجائز مگر بصورت استثناء۔

جواب ۳: زن محرم کے یہاں اس کی زیارت عیادت تعزیت کسی شرعی حاجت کے لیے جانا بشرائط مذکورۂ اصل اول جائز مگر کتب معتمدہ مثل مجموع النوازل و خلاصہ و فتح القدیر و بحرالرائق و اشباہ و غمزالعیون و طریقہ محمدیہ و درمختار و ابو السعود و شرنبلالیہ و ہندیہ وغیرہ میں ظاہر کلمات ائمہ کرام شادیوں میں جانے سے مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ محارم کے یہاں۔ علامہ احمد طحطاوی نے اسی پر جزم اور علامہ مصطفیٰ رحمتی و علامہ محمد شامی نے اسی کا استظہار کیا اور یہی مقتضی ہے حدیث عبد اللہ بن عمرو و حدیث خولہ بنت النعمان و حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فلتنظر نفس ماذا تری۔ اور اگر شادیاں ان فواحش و منکرات پر مشتمل ہوں جن کی طرف ہم نے اصل اول میں اشارہ کیا تو منع یقینی ہے اور شوہر دار کو تو شوہر بہرحال اس سے روک سکتا ہے جب کہ مہر معجل سے کچھ باقی نہ ہو۔

جواب ۴: نہ مگر باستثناء مذکور۔

جواب ۵: وہ مکان اگر اس زن محرم کا مسکن ہے تو اس کے پاس جانا تفصیل مذکور جواب سوم پر ہے ورنہ یوں کہ نامحرموں کے یہاں دو بہنیں جائیں کہ وہاں ہر ایک دوسرے کی محرم ہو گی اجازت نہیں کہ ممنوع و ممنوع مل کر ناممنوع نہ ہوں گے۔

جواب ۶: اگر وہ مکان ان زنان محارم کا ہے تو جواب جواب سوم ہے کہ گذرا ورنہ جواب ہفتم کہ آتا ہے۔

جواب ۷: اللھم انی اعوذبک من الفتن والا فات وعوار العورات۔ یہ مسئلہ مکان اجانب میں زنان اجنبیہ کے پاس عورتوں کے جانے کا ہے علماء کرام نے مواضع استثناء ذکر کر کے فرمایا الا فیما عدا ذلک وان اذن کانا عاصیین۔ نہ کہ ان کے ماورا میں اور اگر شوہر اذن دے تو وہ بھی گنہگار اس نفی کا عموم سب کو شامل پھر ان مواضع میں ماں کے پاس جانا بھی شمار فرمایا اور دیگر محارم کے پاس بھی اور اس کی مثال خانیہ وغیرہا میں خالہ و عمہ و خواہر سے دی۔ نیز علما نے قابلہ و غاسلہ کا استثناء کیا اور پھر ظاہر کہ وہ نہ جائیں گی مگر عورات کے پاس اگر زنان اجنبیہ کے پاس جانا مواضع استثناء سے مخصوص نہ ہوتا استثناء میں مادر

Marfat.com

و خالہ و خواہر و عمہ و قابلہ و غاسلہ کے ذکر کے کوئی معنی نہ تھے۔ احادیث ثلثہ مشار الیہا میں ارشاد ہوا عورتوں کے اجتماع میں خیر نہیں حدیثیں اولین میں اس کی علت فرمائی کہ وہ جب اکھٹی ہوتی ہیں بیہودہ باتیں کرتی ہیں حدیث ثالث میں فرمایا ان کے جمع نہ ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل گرنے لوہا تپایا جب آگ ہو گیا کوٹنا شروع کیا جس چیز پر اس کا پھول پڑا جلا دی۔ رواھن جمیعا الطبرانی فی الکبیر۔ عورتیں کہ بوجہ نقصان عقل و دین سنگ دل اور امر حق سے کم منفعل ہیں ولذٰالم یکمل منھن الا قلیل۔ لوہے سے تشبیہ دی گئی اور نار شہوات و خلاعات کہ ان میں رجال سے حصہ زائد مشتعل لوہار کی بھٹی اور ان کا مخلے بالطبع ہو کر اجتماع لوہے اور ہتوڑے کی صحبت۔ اب جو چنگاریاں اڑیں گی دین ناموس حیا غیرت جس پر پڑیں گی صاف پھوک دیں گی سلمے پارسا ہے ہاں پارسا ہے و بارک اللہ مگر جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں کیا صحبت بد میں اثر نہیں جب قیموں سے جُدا خود سرو آزاد ایک مکان میں جمع اور قیموں کے آنے دیکھنے سے بھی اطمینان حاصل۔ فانما خلقت من ضلع اعوج۔ کج سے بنی کج ہی چلے گی آپ نادان ہے تو شدہ شدہ سیکھ کر رنگ بدلے گی جسے تشقیف زنان کی پرواہ نہیں یا حالات زمانہ سے آگاہ نہیں اول ظالم کا تو نام نہ لیجئے اور ثانی صالح سے گزارش کیجئے ع

معذور دار مت کہ تو اوراندیدہ

مجمع زنان کی شناعات وہ ہیں کہ لا ینبغی ان تذکر فضلا لن تسطر جسے ان نازک شیشیوں کو صدمے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ شیشیاں شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بھی ٹھیس کھا جاتی ہیں حاجات شرعیہ وہی جو علمائے کرام نے استثناء فرما دیں غرض احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہلکا نہیں کہ اجتماع نساء میں خیر و صلاح نہیں آئندہ اختیار بدست مختار۔

جواب ۸ و ۹: ان دونوں سوالوں کا جواب بعد ملاحظہ اصل سوم و جوابات سابقہ ظاہر کہ بعد اسقاط اعتبار ملک و لحاظ سکونت یہ ان سے جدا کوئی صورت نہیں۔

جواب ۱۰: ملک کا حال وہی ہے جو اوپر گذرا اور شوہر کے پاس جانا مطلقاً جائز جب کہ ستر حاصل اور تحفظ کامل اور ہرگونہ اندیشہ فتنہ زائل اور موقع غیر موقع ممنوع و

Marfat.com

باطل ہو اور شوہر جس مکان میں رہے اگرچہ ملک مشترک بلکہ غیر کی ملک ہو اس کے پاس رہنے کی بھی بشرائط معلومہ مطلقاً اجازت بلکہ جب نہ مہر معجل کا تقاضا نہ مکان مغصوب وغیرہ ہونے کے باعث دین یا جان کا ضرر ہو اور شوہر شرائط سکنائے واجبہ مذکورۂ فقہ بجا لایا ہو تو واجب انہیں شرائط سے واضح ہو گا کہ مسکن میں اوروں کی شرکت سکونت کہاں تک تحمل کی جا سکتی ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ عورت کو ضرر دینا بنص قطعی قرآن عظیم حرام ہے اور شک نہیں کہ اجنبی مرد تو وہیں سوت کی شرکت بھی ضرور رساں اور جہاں ساس نند دیورانی جٹھانی سے ہو تو ان سے بھی جدا رکھنا حق زناں والتفصیل فی رد المحتار۔

جواب ۱۱: یہ تقریباً وہی سوال ہے محارم کے یہاں بشرائط جائز۔ جواب سوم بھی ملحوظ رہے ورنہ خدا کے گھر یعنی مساجد سے بہتر عام محفل کہاں ہو گی اور ستر بھی کیسا کہ مردوں کی ادھر ایسی پیٹھ کہ منہ نہیں کر سکتے اور انہیں حکم کہ بعد سلام جب تک عورتیں نہ نکل جائیں نہ اٹھو مگر علماء نے اولاً کچھ تخصیصیں کیں جب زمانہ زیادہ فتن کا آیا مطلقاً ناجائز فرما دیا۔

۱۲: اگر جانے کہ میں اس حالت میں جانے سے انکار کروں تو انہی منہیات کا چھوڑنا پڑے گا تو جب تک ترک نہ کریں جانا ناجائز اور جانے کہ میں جاؤں تو میرے سامنے منہیات نہ کر سکیں گے تو جانا واجب جب کہ خود اس جانے میں منکر کا ارتکاب نہ ہو اور نہ یہ نہ وہ تو محل عار و طعن و بدگوئی و بدگمانی سے احتراز لازم خصوصاً مقتدا کو ورنہ بشرائط معلومہ جب کہ حالت حالت مذکورہ سوال ہو کہ اسے نہ حظ نہ توجہ اگرچہ تحریم نہیں مگر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہنا کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دیں اور یہی فعل حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا اس سے احتراز کی طرف داعی خصوصاً نازک دل عورتوں کے لیے حدیث انجشتہ ابھی گذری اور اصلاح پر اعتماد نری غلطی ع

بساکین آفت از آو از خیزد۔ ع
حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

جواب ۱۳: جواب پنجم ملاحظہ ہو عورت کا عورت کے ساتھ ہونا زیادت عورت ہے نہ حفاظت کی صورت سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جائیے محافظ کی ضرورت ہو گی نہ کہ ایک توڑا دوسرے کی نگہداشت کرے۔

Marfat.com

جواب ۱۴: گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہاں وہ صورتیں جہاں منع صرف حق شوہر کے لیے ہے جیسے مہر معجل نہ رکھنے والی کا ہفتے کے اندر والدین یا سال کے اندر دیگر محارم کے یہاں جانا وہاں شب باش ہونا یہ اجازت شوہر سے جائز ہو جائے گا والا لا۔

جواب ۱۵: الرجال قوامون علی النساء۔ مرد کو لازم ہے کہ اپنی اہل کو حتی المقدور مناہی سے روکے یایھا الذین امنو اقوا انفسکم و اھلیکم نارا۔ عورت بحال نافرمانی دوہری گنہگار ہو گی ایک گناہ شرع دوسرے گناہ نافرمانی شوہر اس سے زیادہ اثر جو عوام میں مشتہر کہ بے اذن جائے تو نکاح سے جائے غلط اور باطل مگر جب کہ شوہر نے ایسے جانے پر طلاق بائن معلق کی ہو مرد مجلس خالی عن المنکرات میں شریک ہو سکتا ہے اور نہی عن المنکر کے لیے مجلس منکرہ میں بھی جانا ممکن جب کہ مشیر فتنہ نہ ہو۔ والفتنة اکبر من القتل۔ مگر تجسّس و اتباع عورات و دخول دار غیر بے اذن کی اجازت نہیں۔

جواب ۱۶: عورتوں کے لیے محرم عورت کے معنی اصل پنجم میں گذرے اور نہ بھیجنے میں اصلا محذور شرعی نہیں اگرچہ مجلس محارم زن کے یہاں ہو بلکہ اگر وعظ اکثر واعظان زمانہ کی طرح کہ جاہل و ناعاقل و بیباک و ناقابل ہوتے ہیں مبلغ علم کچھ اشعار خوانی یا بے سروپا کہانی یا تفسیر مصنوع یا تحدیث موضوع نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احفاظ نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلین جاہلین سے کہ رسائل پڑھیں تو جہاں مغرور کے اشعار گائیں تو شعرائے بے شعور کے انبیاء کی توہین خدا پر اتہام اور نعت و منقبت کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام اور اپنے یہاں انعقاد مجمع آثام آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پر ملال فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح اگر عادت نساء سے معلوم یا مظنون کہ بنام مجلس وعظ و ذکر اقدس جائیں اور سنیں نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کچریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان زماں تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ اب یہ جانا اگرچہ بنام خیر ہے مگر مروجہ غیر ہے ذکر و تذکیر کے وقت لغو و لفظ شرعا ممنوع و غلط اور اگر ان سب مفاسد سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محارم کے یہاں بشرائط معلومہ بھیجنے میں حرج نہیں اور غیر محارم یعنی مکان غیر یا غیر مکان میں بھیجنا اگر کسی

Marfat.com

طرح احتمال فتنہ یا منکر کا مظنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پہنچ کر اپنی مجلس جمانا یا بعد ختم اسی مجمع زنان کا رنگ منانا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نامنکر مل کر منکر اور بلحاظ تقریر جواب سوم و ہفتم یہ شرائط عام تر اور اگر فرض کیجئے کہ واعظ و ذاکر عالم سنی متدین ماہر اور عورتیں جا کر حسب آداب شرع بحضور قلب سمع میں مشغول رہیں اور حال مجلس سابق ولاحق و ذہاب و ایاب جملہ اوقات میں جمیع منکرات و شنائع مالوفہ وغیرہ مالوفہ معروفہ وغیر معروفہ سب سے تحفظ تام و تحرز تمام اطمینان کافی و وافی ہوا اور سبحان اللہ کہاں تحرز اور کہاں اطمینان تو محارم کے یہاں بھیجنے میں اصلا حرج نہیں ہے اجانب ہذا مما استخیز اللہ تعالیٰ فیہ و جیز کروری میں فرمایا عورت کا وعظ سننے کو جانا لاباس بہ ہے جس کا حصل کراہت تنزیہی امام فخرالاسلام نے فرمایا وعظ کی طرف عورت کا خروج مطلقاً مکروہ جس کا اطلاق مفید کراہت تحریمی اور انصاف کیجئے تو عورت کا ستر کامل و حفظ شامل اپنے گھر کے پاس کی مسجد صلحا میں محارم کے ساتھ تکبیر کے وقت جا کر نماز میں شریک ہونا اور سلام ہوتے ہی دو قدم رکھ کر گھر میں ہو جانا ہرگز فتنہ کی گنجائشوں توسیعوں کا ویسا احتمال نہیں رکھتا جیسا غیر محلہ غیر جگہ بے معیت محرم مکان اجانب و احاطہ مقبوضہ اباعد میں جا کر مجمع ناقصات العقل والدین کے ساتھ مخلے بالطبع ہونا پھر اسے علما نے بلحاظ زماں مطلقاً منع فرما دیا با آنکہ صحیح حدیثوں میں اس سے ممانعت کی ممانعت موجود اور حاضری عیدین پر تو یہاں تک تاکید اکید کہ حیض والیاں بھی نکلیں اگر چادر نہ رکھتی ہوں دوسری اپنی چادروں میں شریک کر لیں مصلے سے الگ بیٹھی خیر و دعا مسلمین کی برکت لیں تو یہ صورت اولی بالمنع ہے شرع مطہر فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیتا اس کا سد باب کرتی اور حیلہ و وسیلہ شر کے یکسر پَر کترتی ہے گھر تو غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر۔ حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا لا تسکنوھن الغرف۔ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو یہ وہی طائر نگاہ کے پَر کترنے ہیں شرع مطہر نہیں فرماتی کہ تم خاص لیلے و سلمی پر بدگمانی کرو یا خاص زید و عمرو کے مکانوں کو مظنہ فتنہ کہو یا خاص کسی جماعت زنان کو مجمع نا با ستنی بتاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتی ہے کہ ان من الحزم سوء الظن۔

نگہ	دارد	آں	شوخ	درکیسہ در
کہ	داند	ہمہ	خلق	راکیسہ بر

Marfat.com

صالح و طالح کسی کے منہ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن میں باطن کے خلاف ہوتا ہے اور مطابق ہو تو صالحین و صالحات معصوم نہیں اور علم باطن و ادراک غیب کی طرف راہ کہاں اور سب سے درگزرے تو آج کل عامہ خاص خصوصاً نساء میں بڑا ہنران ہوئی جوڑ لینا طوفان لگا دینا ہے کاجل کی کوٹھری کے پاس ہی کیوں جائے کہ دھبا کھائے لا جرم سبیل یہی ہے کہ بالکل دریا جلا دیا جائے ع

وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا

شرع مطہر حکیم ہے اور مومنین اور مومنات پر رؤف و رحیم اس کی عادت کریمہ ہے کہ ایسے مواضع احتیاط میں مابہ بائن کے اندیشہ سے مالا باس بہ کو منع فرماتی ہے جب شراب حرام فرمائی اس صورت کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرما دی جن میں شراب اٹھایا کرتے تھے زید کے بارہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ نہ ہوا جان برادر علاج واقعہ کیا بعد الوقوع چاہیے۔ ماکل مرۃ تسلیم الجرۃ۔ ع

ہر۔ بار۔ سبوز۔ چاہ سالم نرسد

اکل و شرب وغیرہما کی صدہا صورتوں میں اطبا لکھتے ہیں یہ مضر ہے اور لوگ ہزار بار کرتے ہیں طبیعت کی قوت ضد کی مقاومت تقدیر کی مساعدت کہ ضرر نہیں ہوتا اس سے اس کا بے غائلہ ہونا سمجھا جائے گا۔ خدا پناہ دے بری گھڑی کہہ کر نہیں آتی اجنبیوں سے علما کا ایجاب حجاب آخر اسی سد فتنہ کے لیے ہے پھر چند توفیق رفیق بندوں کے چچا ماموں، خالہ، پھوپی کے بیٹوں کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیسا رواج ہے اور اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ترس ہندیوں کے وہ بدلحاظی کے لباس آدھے سر کے بال اور کلائیاں اور کچھ حصہ گلو و شکم و ساق کا کھلا رہنا تو کسی گنتی شمار ہی میں نہیں اور زیادہ بانکپن ہوا تو ڈوپٹہ شانوں پر ڈھلکا ہوا کریب یا جالی باریک یا گھاس ململ کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت کے ساتھ ان رشتہ داروں کے سامنے پھرنا بایں ہمہ و رؤف رحیم حفظ فرماتا ہے فتنہ نہیں ہوتا ان اعضا کا ستر کیا بعینہ واجب تھا حاشا بلکہ وہی منع و داعی و سد باب پھر اگر ہزار بار داعی نہ ہوئے تو کیا وہ حکم حکمت باطل ہو جائیں گے شرع مطہر جب مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اصل علت پر اصلا مدار نہیں رکھتی وہ چاہے کبھی نہ ہو نفس مظنہ پر حکم چلے گا فقیر کے پاس تو یہ ہے۔

Marfat.com

اور جو اس سے بہتر جانتا ہو مجھے مطلع کرے بہرحال اس قدر یقینی کہ بھیجنا محتمل اور نہ بھیجنا بالا جماع جائز و بے خلل لہٰذا فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ کے نزدیک اسی پر عمل رہا واعظ و ذاکر وہ بشرطیکہ جس منکر پر اطلاع پائے حسب قدرت انکار و ہدایت کرے ہر مجلس میں جا سکتا ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ: ۴۶ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم و زر کے چراغ میں بغرض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سرعت اثر تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

قال العلا مة الوانی المنهی عنه استعمال الذهب و الفضة اذ لاصل فی هذا الباب قوله علیه الصلوة و السلام هذان حرامان علی امتی حل لاناثهم ولما بین ان المراد عن قوله حل لاناثهم مایکون حلیا لهن بقی ماعداه علی حرمة سواء استعمل بالذات اوبالواسطة اه اقره العلامة نوع وایده باطلاق الاحادیث الواردة فی هذا الباب اه ابو السعود ومنه تعلم حرمة استعمال ظروف فناجین القهوة و الساعات من الذهب و الفضة اه ملخصا ١

علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کر کے فرماتے ہیں وھو ظاھر۔ اسی میں ہے:

الذی کله فضة یحرمه استعماله بای وجه کان کما قدمناه و بلا مس بالجد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرة الفضة و مثله بالاولی ظروف فنجان القهوة والساعة و قدرة التنباک التی یوضع فیها الماء وان کان لا یمسها بیده ولا یضمه لانه استعمال فیما صنعت له الخ۔

Marfat.com

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیے۔

لما فی در المختار ان هذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت له بحسب متعارف الناس والا کراهته۔

مقبول ہے کہ اولا عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو لا طلاق الاحادیث والا دلة کمامر۔

کٹورا پانی پینے کے لیے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں پانی پینا یا اس کی رکابی میں کھانا کھانا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

ماذکره فی الدار من اناطة الحرمة بالاستعمال فیما صنعت له عرفا فیه نظر فانه یقتضی انه لو شرب اواغتسل بانیته الدین اوالطعام انه لا یحرم مع ان ذلک استعمال بلا شبهة داخل تحت اطلاق المتون والادلة الواردة فی ذلک الخ۔

ثانیا: استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے۔ یہ چراغ اس غرض کے لیے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لیے بنتا ہے اس میں استعمال قطعاً متحقق تو استعمال فیما صنع له موجود ہے اور حکم تحریم سے مضر مقصود ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کر لیں تو کچھ حرج نہیں علامہ عینی فرماتے ہیں:

اما التمویه الذی لا یخلص فلا باس به بالا جماع لانه ستهلک فلا عبرة ببقائه لونا انتهی۔ والله تعالی اعلم بالصواب والیه المرجع والماب۔

مسئلہ ۷۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلاد ہند میں یہ رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزہ و اقارب و احباب کی عورات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں' اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے پینے

Marfat.com

پان چھالیاں کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اولاً: یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت و صنعهم الطعام من النیاحة۔

ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة۔

اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بعت شنیعہ ہے اسی طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا:

ولفظ یکره الضیافة من اهل المیت لانها شرعت فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة

فتاویٰ خلاصہ فتاویٰ سراجیہ و فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاویٰ ہندیہ میں بالفاظ متقارب ہے:

واللفظ للسراجیة لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلثة ایام فی المصیبة اھ زاد فی الخلاصة لان الضیافة یتخذ عند السرور۔

غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے۔ فتاویٰ امام

Marfat.com

قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہا مایکون للسرور

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے:

لا باس بالجلوس المصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والا طعمۃ من اھل المیت

مصیبت کے لیے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے۔ امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں۔ علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

اطال ذلک فی المعراج وقال ھذہ الافعال کلہا السمعۃ والریاء فیحترز عنہا۔

یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔ جامع الرموز آخر الکراہۃ میں ہے:

یکرہ الجلوس لمصبۃ ثلثۃ ایام او اقل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ الایام وکذا اکلہا کما فی خیرۃ الفتاوی۔

یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لیے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیرۃ الفتاویٰ میں تصریح کی فتاویٰ القروی اور واقعات المفتین میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام واکلہا لانہا مشروعۃ للسرور۔

تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے۔

Marfat.com

کشف الغطا میں ہے:

"ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت راو پختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں راببسب اشتغال بمصیبت استعداد و تہیہ آں دشوار است۔

اسی میں ہے

"پس انچہ متعارف شدہ از پختن اہل مصیبت طعام راور سوم و قسمت نمودن آں میان اہل تعزیت و اقران غیر مباح و نامشروع است و تصریح کردہ بداں در خزانہ چہ شرعیت ضیافت نزد سرورست نہ نزد شرور وہو المشہور عند الجمہور۔

ثانیاً: غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثاء موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ — بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلا شبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔

مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے نہ اس کے باپ نہ اس کے وصی کو لان الولایۃ للنظر لا للضرر۔ علی الخصوص اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرلے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و نابالغ راضی ہوں۔

خانیہ و بزازیہ و تتار خانیہ و ہندیہ میں ہے:

واللفظ لھاتین ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ۔

نیز فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

Marfat.com

ان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا الا ان یکون فی الورثۃ صغیر فلا یتخذ من الترکۃ۔

ثالثاً: یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا بناوٹ سے منہ ڈھانکنا الی غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہو گی قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لیے ناجائز تر ہو گا۔

کشف الغطا میں ہے:

"ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہل میت اگر نوحہ گراں جمع باشند مکروہ ست زیرا کہ اعانت ست ایشا نرا بر گناہ۔

رابعاً: اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بے چارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلہ کے لیے کھانا پان چھالیاں کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لیے بھی زنہار پسند نہیں نہ کہ ایک رسم ممنوع کے لیے پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے ان کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کر دیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں واللہ الہادی۔

تنبیہ: اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور ان کے لیے بھی فقط روز اول کا حکم ہے آگے نہیں۔

کشف الغطا میں ہے:

Marfat.com

"مستحب ست خویشاں و ہمسایہ ہائے میت راکہ اطعام کنند طعام را برائے اہل ولے کہ سیر کند ایشا نرا یک شبانہ روز و الحاح کنند تابخور ندو در خوردن غیر اہل میت ایں طعام را مشہور آنست کہ مکروہ ست اھ ملخصا

عالمگیری میں ہے:

حمل الطعام الى صاحب المصيبة والاكل معهم فى اليوم الاول جائز لتوغلم بالجهاز وبعده يكره۔ كذا فى التتارخانيه۔

تنبیہ: قد اريناك تظافر النقول وانما الواجب اتباع المنقول وان لم يظهر وجهه للعقول كما صرح به العماء الفحول فكيف اذا كان هو المعقول ولا عبرة بالبحث مع نص ثبت فكيف مع النصوص وقد توافرت لا نظر فيه العلامة الفاضل ابراهيم الحلبى حيث اورد المسالة فى اواخر الغنية عن فتح القدير وعن البزازية ثم قال ولا يخلو عن نظر لانه لا دليل على الكراهة الا حديث جرير بن عبد الله المتقدم وانما يدل على كراهة ذلك عند الموت فقط على انه قد عارضه ما رواه الامام احمد بسند صحيح و ابوداود (اى و البيهقى فى دلائل النبوة كلهم) عن عاصم بن كليب عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى جنازة تذكر الحديث قال) فلما رجع استقبله داعى امراته فجاء وجئى بالطعام فوضع يده ووضع لقوم فاكلوا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يلوك لقمة فى فيه الحديث۔ قال فهذا يدل على اباحة صنع اهل الميت الطعام والدعوة اليه اه مختصرا وقد تكفل بالجواب عنه العلامة الشامى فى رد المحتار فقال فيه نظر فانه واقعة حال لا عموم لها مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فى حديث جرير على انه بحث فى المنقول فى مذهبنا و مذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة استدلال بحديث المذكور على الكراهة الخ۔

Marfat.com

اقول ولم یتعرض لا عتراضه الاول لکونه اظهر سقوطا فاولا نحن مقلدون لا منتقدون فما بالنا بالدلیل وعدم وجداننا لا یدل علی العدم وثانیا ماذکروا جمیعا من انه انما شرع فی السرور لا فی الشرور کاف فی الدلیل و ثالثا لا ادری من این اخذ رحمه الله تعالی رخصیص افادة الکراهة فی الحدیث بساعة الموت الیس منعهم الطعام فی الیوم الثانی و الثالث و مثل صنعا من اهل المیت لا جل المجتمعین فی الماتم ام انما تحرم النیاحة عند الموت فقط لا بعده فان ارادا ان المعروف فی عهدهم کان هوا اجتماع والصنع عنده لا بعده طولب بثبوته و علی تسلیمه حققنا المناط کما افادوا فتذهب خصوصیة الوقت ملغاة هذا ورایتنی کتبت علی هامشر رد المحتار علی قوله واقعة حال مانصه لان وقائع العین مظان الاحتمالات مثلا یمکن ههنا ان الدعوت کانت موعودة بهذا لیوم من قبل واتفق فیه الموت فانقلت هل من دلیل علیه قلت من دلیل علی نفیه وانما الدلیل علیکم لا علینا فهذا هو النظر الرابع فی کلامه علا ان ضیافة الموت ضیافة تتخذ لا جل الموت و ضیافة الصحابة رضی الله تعالی عنہم للنبی صلی الله تعالی علیه وسلم لم تکن موقوفه علی موت احد ولا حیاته فلو ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم جاء ها فی غیر موت بما اضافته ومن معه من خدمه صلی الله تعالی علیه وسلم کما وقع عنهم مرارا فلم یکن فیه احداث شئی من اجل الموت بحیث لو لم یقع الموت لم یکن بخلاف ما نحن فیه فانه انما یکون لا جله بحیث لو لم یکن لم یکن فهذا الخامس علا ان الخاطر والمبیح اذا نقول بالمارضة بل یقدم الخاطر هذا السادس هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی و بالجملة فلیس لنا البحث فی المنقول فی المذهب وهو النظر السابع المذکور اخر فی کلام الشامی والله تعالی الموافق اه

Marfat.com

ماکتبت علیہ مزید اوا ما المولی الفاضل علی القاری علیہ الرحمۃ الباری فحاول تاویل نصوص المذھب ظنا منہ انھا تخالف الحدیث فقال فی المرقاۃ شرح المشکوۃ باب المعجزات قبیل الکرامات تحت قول الحدیث فا کلوا ھذا الحدیث بظاھرہ یرد علی ماقررہ اصحاب مذھبنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول او الثالث اوبعد الا سبوع کما فی البزازیہ ثم اورد نصوص الخلاصہ والزیلعی والفتح قال والکل عللوہ بانہ شرع فی السرور لا فی الشرور و ذکر قول المحقق حیث اطلق انھا بدعۃ مستقبحۃ واستدلال لہ بحدیث جریر رضی اللہ تعالی عنہ قال ان یقید کلامھم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء اھل بیت المیت فیطعمونھم کرھا او یحمل علی کون بعض الورثۃ صغیرا او غائبا اولم یعرف رضاہ اولم یکن الطعام من عند احد معین من مال نفسہ لا من مال المیت قبل قسمۃ ونحو ذلک و علیہ یحمل قول قاضی خان یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیۃ لا نھا ایام تاسف فلا یلیق بھا ما یکون للسرور اھ اقول

اولا قدنبا ناک ان الحدیث لا ورودلہ علیھم بوجوہ۔

وثانیا لا مساغ للتقید فی کلماتھم بعد مانقل ھو عنھم انھم جمعا عللوہ بانہ انما شرع فی السرور لا فی الشرور وان الامام فقیہ النفس قال انھا ایام تاسف فلا یلیق بھا عوائد التسرور فان الالجاء الی الطعام کرھا اوالتصرف فی مال بغیر اذن مالکہ واحدما لکہ لا سیما الصغیر مما لا تجویز قط فی السرور ولا فی الشرور فی ھذا یرتفع الفرق وھم مصرحون بہ عن اخرھم فیکون تحویلا لا تاویلا۔

وثالثا ما ذکر ثانیا من التقیید بمال صغیرا وغائب الخ العد وابعد وکیف یحل علیہ کلام الخانیۃ من انہ قال متصلا بما مروان اتخذ طعاما للفقراء کان اذا کانوا بالغیر فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ واذلک

Marfat.com

من الترکۃ اھ مثلہ کلام البزازیۃ والتتارخانیۃ والھندیۃ وغیرھا فانہ ظاھر فی انھم یفرقون بین الضیافۃ واتخاذ طعام للفقراء فیحکمون علی الاول بالکراھۃ و علی الثانی بالحسن و یقیدونہ بما اذا کانوا بالغین وقد صراحوا بمفھوم القید بمنعہ من الترکہ اذا کانوا قاصرین فلو کانت الکراھۃ فی الاول ایضا مقصورۃ علی ذلک لارتفع الفرق۔

ورابعا لوارد واھذا لکان من المستعبد تظافرھم علی التعبیر بالکراھۃ فان الاتخاذو الحال ھذہ من اشنع المحرمات القطعیۃ کما لا یخفی۔

وخامسا لئن سلمنا ما افادہ فی التاویل اول لکان الحکم فی مسالتنا ھذہ ھو المنع مطلقا فانھن یجتمعن عند اھل المیت ویکن فی بیتہ یومین اواکثر والانسان یستحیی ان یقیم احد ابیتہ جائعا فیضطر الی اطعامہ رضی اوسخط وقد علم کما ذکر فی السئوال انھم الم یفعلوا یصیروا عرضۃ لمطاعن الناس فلیس الاطعام المعھودا لا علی الوجہ المردود و ھذا ما قال فی معراج الدرایۃ انھا کلھا للسمعۃ والریاء کما قد منا فھذا التخصیص یودی الی التعمیم و لوراء ی الفضلان الحلبی والقاری ما علیہ بلاد نا لا طلقا القول جازمین بالتحریم لا شکا ن فی ترضیہ فتح باب لشیطان رجیم وایقاع المسلمین لا سیما اخفاء ذات فی حرج عظیم وضیق الیم فنسال اللہ الثبات علی الصراط المستقیم و الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد والہ اجمعین۔

مسئلہ ۴۸: معروض۔ بعض کلمات کے احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں امید کہ جواب سے جلد معزز ہوں۔ (۱) ایک سنی شخص کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ معتزلہ وار جنت میں رویت باری عزوجل کے منکر ہیں ان صاحب نے کہا وہ سچ کہتے ہیں انہیں تو نہیں ہوگی شاید لفظ مومنین کے لیے بھی ذکر میں تھا اگرچہ یہ ایک شبہ ہی شبہ سا یاد پڑتا ہے یہ کہنا کیسا ہے ایک

Marfat.com

صاحب نے خود اپنا نام ابو البرکات رکھا اس پر اب آزاد کا اور اضافہ کیا جس کی ایک واہی تباہی روایت چھپوا کر تقسیم کی اس کی بابت ایک صاحب نے کہا کہ یہ نام انہوں نے کہاں سے رکھا کچھ اللہ میاں کے یہاں تو ان کا یہ نام لکھا ہوا ہے نہیں جس پر کہا گیا کہ لوح محفوظ میں تو سب لکھا ہوا ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے اس پر ان صاحب نے کہا میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ میاں کے یہاں لکھا جاتا ہے ظاہراً ان قائل کا مطلب یہ تھا کہ نام کر کے وہ نام ہی لکھا جاتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہے اور جو خود گھڑتے ہیں وہ بطور ایک امر واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا نام یہ رکھے گا نام کر کے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے غرض ان کا یہ مقولہ کیسا ہے اور اس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہو نہ خود رکھا ہوا۔ ایک سنی صاحب کے سامنے میں نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت خصائص ہیں بعض وہ احکام شرعیہ جو عام ہیں ان سے حضور نے بعض صحابہ کو مستثنیٰ کیا تھا اس پر ان صاحب نے کہا جبھی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے۔ اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے ہی انہوں نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن بھی یہ کہنے لگی تھیں مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عزوجل کے فرمودہ سے باہر قدم ہی نہیں رکھتے تھے وہی فرماتے تھے جو اللہ عزوجل کا حکم تھا تو اصل میں حضور متبع حکم الٰہی اور رضا جوئے الٰہی ہوئے ان کی اس وقت کی طرز تقریر اور حالت سے ان کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عزوجل کو رضا جوئے محمدی کہنے لگے تھے کہ حضور خود ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل بھی ویسا ہی وحی نازل فرما دیتا ہے یعنی اللہ عزوجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الٰہی وہی ہوتا ہے اور اسی کے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں غرض ان کا یہ مقولہ کہ جبھی تو بعض جہلا بھی الخ کا کیا حکم ہے اور اس کا کل مقولہ جو اس کے بعد کہا گیا۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی انہوں نے کہا اچھا ہوا چوری ہوئی پھر بعض دفعہ تو ظاہر کلام سے وہی مراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضر تھا یا اس کا انہیں غرور تھا لہٰذا اچھا ہوا کہ چوری ہوئی کہ غرور جاتا رہا یا مضر دفع ہو گیا۔ دونوں تقدیروں پر یہ ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے

Marfat.com

ایک شخص سے کوئی کلمہ خلاف نکلا بعد کو اس نے اس سے صراحتاً انکار اور اس کا قبح تسلیم کر لیا یا اس کو چھوڑ کر اس کے مخالف کلمہ کا اقرار کیا۔ آیا توبہ ہو گئی یا ضرور ہے کہ لفظ توبہ کہے۔

ہمارے اعزہ میں سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر کہا کہ نہ معلوم تمہیں فلاں مکان (نام لے کر) سے کیا عشق ہے بشوہر نے کہا خدا جانے اس پر اس عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے اور اس کے بعد ایک اور جملہ کہا جو شاید یہ تھا کہ سب تمہارے حیلے حوالے بیکاریاں بے پرواہیاں ہیں۔ یہ سب تمہارے حیلے حوالے بیکاریاں ہیں یہ جملہ کیسا ہے اس کا کیا حکم ہے نقلِ اسولہ میرے پاس موجود ہے جواب سے جلد معزز ہوں۔

میرے لیے دعائے عافیت دارین ضرور فرمائیں اس زمانہ فتن میں مولیٰ تعالیٰ ہم اہل سنت کے ایمان کی خیر رکھے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ سلامہ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

الجواب: مولیٰ عزوجل فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی ...... روافض معتزلہ کہ رؤیت الٰہی سے مایوس ہیں مایوس ہی رہیں گے وہابیہ کہ شفاعت سے منکر ہیں محروم ہی رہیں گے تو ان کا انکار ان کے اعتبار سے صحیح ہوا ظاہراً قائل کی یہی مراد تھی کہ ان کی نفی ان کے حق میں سچی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں جو اس کے قول کی تصدیق بمعنی نفی مطلق کرے وہ ضرور گمراہ اور خارج از اہل سنت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بلا شبہ لوح محفوظ میں ہر صغیر و کبیر مستطر ہے جو اسم بحیثیت علم دنیا میں کسی کے لیے ہے لوح محفوظ میں وہی بحیثیت علم مکتوب ہے خواہ ماں باپ کا رکھا ہے یا اپنا یا اور کا۔ اور جس میں تغیر واقع ہوا مغیر و مغیر الیہ دونوں اپنے اپنے زمانہ کی قید سے مکتوب ہیں حضور سید عالم ﷺ نے بہت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام تبدیل فرمائے کہ اگلے نام متروک ہو گئے اور وہ انہیں دوسرے ناموں سے مشہور ہیں تو عند اللہ بھی اب یہی ان کے نام ہیں اور انہیں ناموں سے روز قیامت پکارے جائیں گے اور جو شخص اپنا نام بدل کر اور کچھ رکھے اور بحیثیت علم معروف نہ ہو تو اللہ عزوجل کے یہاں بھی وہ علم ہو کر نہ لکھا گیا ہاں یہ واقع ضرور مکتوب ہے ظاہراً یہی مراد۔ قائل نے یہ نہ کہا اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہ کہا کہ ان کا نام یہ نہیں لکھا ہے تو یہ سلب کتابت نہیں بلکہ سلب کتابت علمیت ہے اور یہ صحیح ہے

Marfat.com

جب کہ اس وضع کیے ہوئے نام نے حیثیت علمیت پیدا نہ کی۔ ہاں ایسی جگہ کلام بہت ہوشیاری سے چاہئے جس میں کوئی پہلوئے ناقص نہ نکلے سوال میں اسم جلالت کے ساتھ لفظ میاں مکتوب ہے یہ ممنوع و معیوب ہے زبان اردو میں میاں کے تین معنی ہیں جن میں دو اس پر محال ہیں اور شرع سے ورود نہیں لہٰذا اس کا اطلاق محمود نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) قائل کا کہنا کہ جبھی تو بعض جہلا الخ بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اس نے بعد کو قرار دیئے اس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلا شبہ حضور اقدس ﷺ تابع مرضی الٰہی ہیں اور بلا شبہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلا شبہ اللہ عزوجل حضور اقدس ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰىؕ .... قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِ‌ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰٮهَا‌ ۚ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ‌ؕ

حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور•تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف رضا جوئی الٰہی تھی مگر قلب اقدس استقبال کعبہ چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لیے اپنا وہ حکم منسوخ فرما دیا اور جو حضور چاہتے تھے قیامت تک کے لیے وہی قبلہ مقرر فرما دیا یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رضا جوئی محمدی ہے ﷺ ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتی ہیں اری ربک یسارع فی ھونک۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ (رواہ البخاری)

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے انکار نہ فرمایا تو قائل کا کہنا کہ ایسے خصائل دیکھ کر بعض ازواج مطہرات یہ کہنے لگی تھیں دراصل بات یہ ہے کہ الخ یہ بتا رہا ہے کہ شاید ان بعض ازواج مطہرات نے خلاف اصل بات کہی اور حضور ﷺ نے مقرر رکھی حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین و آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس ﷺ سے فرمائے گا:

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب

Marfat.com

رضاک یا محمد۔ یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

بالجملہ کلمہ بہت سخت اور شنیع تھا اور بعد تاویل بھی شناعت سے بری نہ ہوا۔ توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ سرقہ اچھی بات ہے جس سے حرام قطعی کا استحلال بلکہ استحسان ہو کر معاذ اللہ نوبت بہ کفر پہنچے بلکہ اس سے مسروق منہ کے نقصان مال کا استحسان سمجھا جاتا ہے اور یہی مقصود ہوتا ہے پھر کبھی یہ براہ حسد ہوتا ہے اور حسد حرام ہے اس صورت میں تو مطلقاً گناہ ہے کبھی براہ عداوت ہوتا ہے کہ دشمن کا نقصان دشمن کو پسند آتا ہے اس کا حکم اس عداوت کا تابع رہے گا اگر عداوت مذمومہ ہے یہ بھی قبیح و مذموم ہے اگر عداوت محمودہ ہے جیسے کہ اعداء اللہ سے دشمنی تو اس میں بھی حرج نہیں۔

ربنا اشدد علی قلوبھم واطمس علی اموالھم۔

جب دعا سے ان کا نقصان چاہنا روا ہے تو بعد وقوع اس پر خوش ہونا کیا بیجا ہے کبھی وہ صورت ہوتی ہے جو سوال میں مذکور وہ اگر بہ نیت صحیحہ ہو غیر محظور کہ یہ اس کے نقصان پر خوش ہونا نہیں بلکہ نفع پر واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) لفظ توبہ نہ ضرور نہ کافی جو قول بیجا صادر ہوا تھا اس پر ندامت اور اس سے بدتری درکار ہے۔ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) قائلہ کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ باری عزوجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ زنہار اس کے کلام سے سامع کا ذہن اس طرف جا سکتا ہے بلکہ شوہر نے کہا تھا۔ خدا جانے یعنی کوئی سبب خفی ہے جو مجھے نہیں معلوم یا جسے میں بتانا نہیں چاہتا اس نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں یعنی کچھ بھی سبب خفی نہیں محض تمہاری بے پرواہیاں ہیں اسے اس ہولناک حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بفرض غلط اگر نفی علم ہی مراد لیں تو معاذ اللہ نفی مطلق کی ہرگز بو بھی نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اس کا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا۔ اور علم الٰہی سے

Marfat.com

کسی شے کی نفی اس کے وقوع کی نفی ہے کہ واقع ہوتا ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا۔

فکان من باب قولہ تعالی و جعلو اللہ شرکاء قل سموھم ام تنبئونہ بما لا یعلم فی الارض۔

ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار اور خود شوہر کے ساتھ بد زبانی بھی تکفرن العشیر میں داخل کرنے کو بس ہے توبہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ علمجدہ اتم و احکم

مسئلہ ۴۹: حامی سنت قامع بدعت ماحی فتن لا زالت شمس افاداتھم طالعتہ۔ پس از ہراز مراسم سلام و تحیتہ مدعا نگار کہ اس مسئلہ کا جواب روانہ فرمایا جائے کہ بکر کا استاد خالد اب بد مذہب ہو گیا تو آیا بکر کو اس کی تعظیم بحیثیت استاد ہی کرنا چاہیے یا نہیں اگرچہ بکر بحیثیت بدعقیدگی اس اپنے استاد سے قطعاً محبت نہیں رکھتا ہے بلکہ برا سمجھتا ہے صرف ظاہری مدارات اور تعظیم کرتا ہے تو کچھ خرابی تو نہیں اور اگر وہ ظاہری تعظیم بھی بدمذہب استاد کی نہ کرے تو کچھ خرابی ہے یا نہیں۔ مدلل ارشاد ہو بکر کہتا ہے کہ مرا دل بہ سبب بدمذہبی استاد اس کی ظاہری تعظیم کو بھی نہیں گوارا کرتا تو زید جو کہ بکر کا ہم مذہب ہے کہتا ہے کہ نہیں ظاہری تعظیم کر لیا کرو۔ بحیثیت استادی ہاں اس سے من حیث الاعتقاد نفرت رکھو۔ یہ قول زید کا کیسا ہے۔ زیادہ ادب فقط

سید اولاد رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی مارہری

۲۴/ رجب المرجب روز جمعہ ۱۳۲۹ھ از بدایوں مدرسہ قادریہ

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت والا برکت صاجزادہ رفیع القدر جلیل الشان حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔

بعد آداب گزارش۔ کرامت نامہ تشریف لایا بعد اس کے روندۂ مخزولہ میں بریلی بدایوں سے پچاس سے زائد رسائل شائع ہوئے تعظیم بد مذہبان کی شناعت آفتاب سے زیادہ روشن کر دی گئی یہاں تک کہ فتاوے الحرمین شائع ہوا اب کوئی حاجت اس مسئلہ میں کسی تفصیل کی باقی

Marfat.com

نہ رہ گئی ہے جس کو شک ہے وہ ان رسائل اور فتاوے الحرمین کی طرف رجوع لائے وہ بھی عام بدمذہبوں کے لیے تھا نہ کہ خاص مرتدین ان کے لیے اسی قدر بس ہے کہ در مختار میں ہے۔
تبجیل الکافر کفر۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۵۰: کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) جملہ انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم قبل بعثت و بعد بعثت بہرحال عمداً و سہواً کفر و ضلالت سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں۔

(۲) اسی طرح منفرات ذنوب و محقرات امور سے باجماع۔

(۳) اسی طرح بعد بعثت تمام صغائر و کبائر سے عمداً باجماع

(۴) بعد بعثت تمام صغائر و کبائر کے بارے میں سہواً صدور کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۵) قبل بعثت تمام صغائر و کبائر کے عمداً یا سہواً صدور کے بارے میں کیا حکم ہے

(۶) امور تبلیغیہ میں کیا اجماعی ہے اور کیا خلافی۔ بینوا توجروا۔

الجواب: (۱) بے شک

(۲) ہاں نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اس امر سے جو باعث نفرت خلق و ننگ و عار و بدنامی ہو اگرچہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون و جذام و برص و دناءت نسب و زنائے امہات و ازواج۔

(۳) بعد بعثت تعمد کبائر سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح و حق و معتمد میں صغائر سے بھی۔ اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتداد نہیں بلکہ انصافاً سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ بتا رہی ہے مجوز نے اس نکتہ سے غفلت کی لہٰذا اس کا قول نادانستہ مصادم اجماع واقع ہوا کما یظہر بمطالعة الشفاء الشریف وباللہ التوفیق۔

(۴) حق یہ ہے کہ بعد بعثت صدور کبیرہ سہواً سے بھی معصوم ہیں اور سہواً صغیرہ غیر منفرہ میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور جماعت اہل قلب جانب منع و اختارہ الامام ابن حجر المکی وغیرہ اور حق یہ کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنی و حقیقتاً نافرمانی خود ہی مرتفع ہے۔

(۵) کفر و ضلال و منفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اس قدر

Marfat.com

میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اس وقت ثابت ہو یا نہ ہو۔

(۶) تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً اس میں **تعمد** مخالفت سے بالا رادہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو و خطا سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہرادلہ جواز ہے مگراس پر تقریر ممکن نہیں۔ بلکہ انتباہ واجب ہے۔ اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس ﷺ پر مطلقاً سہو ناجائز مانتے ہیں اس قول کی تفصیل و تاویل فقیر کے الفیوض المکیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا تلفظ یا طریقہ ذکر بطور مشائخ کرام سکھانے میں پہلے نفی مع منفی ادا کرنا اور پھراس کی مفصل ضروری ترکیب ہر حرف ادا کرنے کی بتا کر پھرالا اللہ ادا کرنا اور کسی ضرورت یا عذر کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں وقف اور فصل سے ادا کرنے میں کوئی محذور شرعی تو نہیں۔

(۲) اگر ضرورت حرف مستثنیٰ منہ کے متعلق کچھ دریافت یا بتانے کی ہو تو اس میں حرف تلفظ نفی و منفی پر ہی اقتصار میں کوئی محذور شرعی ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حالت ضرورت مستثنیٰ ہے اگر صرف مستثنیٰ منہ تک پہنچا تھا کہ چھینک یا کھانسی آنے یا سانس ٹوٹ جانے سے مجبوراً رکنا پڑا تو حرج نہیں معاً دل میں الا اللہ کہے پھر بعد رفع عذر زبان سے الا اللہ کہے اور بلا عذر مجبوری صرف مستثنیٰ منہ پر اقتصار ممنوع ہے تعلیم طریقہ ذکر میں ایک ایک کلمہ جدا کرنے میں حرج نہیں مثلاً چار ضربی یوں بتائے کہ پیشانی محاذات زانوئے چپ میں لاکر لا کا لام شروع کرے اور اس کے الف کو زانوئے راست تک کھینچ کرلے جائے اور الہ کا الف یہاں سے شروع کرکے اس کے دل کو شانہ راست تک لے جائے اور داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر کرے اس میں کہیں نفی محض نہ آسکی بچوں کو تعلیم کرنی ہو تو اس میں بھی یونہی سکھائے کہ پہلے لا کہے جب وہ اسے کہہ لیں الہ کہے پھر "الا اللہ" کہلوائے اگر کسی مسئلہ کا بیان صرف نفی سے متعلق ہو تو وہ پورا کہہ کر بھی بیان ہو سکتا ہے مثلاً لا الہ الا اللہ میں لا نفی جنس کا ہے الہ اسم ہے خبر مقدر

Marfat.com

ہے یا لا الہ الا اللہ میں لا کا مد زیادہ نہ بڑھاؤ یا لا الہ الا اللہ میں الہ پر نہ رکو یا لا الہ الا اللہ میں الہ کی ہ کو اشباع نہ کرو غرض مجبوری و ضرورت کوئی صورت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ خواہی نخواہی نفی پر اقتصار کرنا پڑے اور اگر ایسا معلوم ہو بھی مثلاً بچے کو دو دو لفظ تعلیم کرنے میں پہلے دو لفظ کہہ کر اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ ان کو ادا کرلے پھر الا اللہ کہا جائے گا (بشرطیکہ حاجت اس کی طرف داعی ہو ورنہ بچے سے بھی اس پر اقتصار کرانا نہ چاہیے) تو یوں کرے کہ تعلیم کی آواز سے دو لفظ کہہ کر معاً اس سے کم آواز سے الا اللہ کہہ لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں:

(۱) کپڑے یا بدن پر کوئی حصہ نجس ہو گیا اس پر پانی پہلی مرتبہ ڈالا پھر ہاتھ سے اس کے قطرے پونچھ ڈالے اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا اور اسی ہاتھ سے جس سے پہلی مرتبہ قطرے پونچھے تھے اس کے دھوئے بغیر قطرے پونچھے تو آیا یہ عضو مغسول اور وہ ہاتھ دونوں پاک ہو جائیں گے بحالیکہ عضو مغسول کو وہ ہاتھ لگا ہے جس نے پہلی مرتبہ اور دوسری تیسری مرتبہ کے غسالہ کو پونچھا تھا اور خود الگ پانی سے دھویا نہ گیا تھا

(۲) اگر اس ترکیب سے پاک نہ ہو سکے تو کیا کیا جائے؟

(۳) بدن کو دھو کر جھٹک دیا سب قطرے گر گئے ہاں وہ رہ گئے جو بال کی جڑ میں ہیں یا بہت ہی باریک ہیں جھٹکنے سے بھی نہیں گرتے تو ایسی صورت میں عضو تین بار دھو ڈالے پاک ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں تو کیا کرے خاص کر اس صورت میں جب دونوں ہاتھ نجس ہوں۔

(۴) بدن پاک کرنے میں ہر بار کے دھونے میں تقاطر جاتا رہنا ضروری ہے یا مطلقاً ہر قطرہ کا خواہ وہ چھوٹا ہو اور پونچھنے سے صرف بدن پر پھیل کر رہ جاتا تو اس کا بھی دور کرنا یعنی وہی پھیلا دینا ضروری ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بدن پاک کرنے میں نہ چھوٹے قطرے صاف کر کے دوبارہ دھونا ضرور نہ انقطاع تقاطر کا انتظار درکار بلکہ قطرات و تقاطر درکنار دھار کا موقوف ہونا لازم نہیں نجاست اگر مرئیہ ہو جب تو اس کے عین کا زوال مطلوب اگرچہ ایک ہی بار میں ہو جائے اور غیر مرئیہ ہو تو زوال کا غلبہ ظن جس کی تقدیر تثلیث سے کی گئی جہاں عصر شرط ہے اور وہ

Marfat.com

متعذر ہو جیسے مٹی کا گھڑا یا متعسر ہو جیسے بھاری قالین دری توشک لحاف وہاں انقطاع تقاطر ذہاب تری کو قائم مقام عصر رکھا ہے۔ بدن میں عصر ہی درکار نہیں کہ ان کی حاجت ہو صرف تین بار پانی بہہ جانا چاہیے اگرچہ پہلی دھار بھی حصہ زیرین پر باقی ہو مثلاً ساق پر نجاست غیر مرئیہ تھی اوپر سے پانی ایک بار بہایا وہ بھی ایڑی سے بہہ رہا ہے دوبارہ اوپر سے پھر بہایا ابھی اس کا سیلان نیچے باقی تھا سہ بارہ پھر بہایا جب یہ پانی اتر گیا تطہیر ہو گئی بلکہ ایک مذہب پر تو انقطاع تقاطر کا انتظار جائز نہیں اگر انتظار کرے گا تو طہارت نہ ہو گی کہ ان کے نزدیک تطہیر بدن میں عصر کی جگہ توالی غسلات یعنی تینوں غسل پے در پے ہونا ضرور ہے مذہب ارجح میں اگرچہ اس کی ضرورت نہیں مگر خلاف سے بچنے کے لیے اس کی رعایت ضرور مناسب ہے اس تقریر سے تین سوال اخیر کا جواب ہو گیا۔

درمختار میں ہے:

یطھر محل نجاسة مرئیة بقلعھا ای زوال عینھا واثرھا ولو بمرة اوبما فوق ثلث فی الاصح ولا یضر بقاء اثرلا زم ومحل غیر مرئیہ بغلبة ظن غاسل طھارة محلھا بلا عدوبه یفتی وقدر بغسل وعصر ثلث فیما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر و بتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیر متعصر مما ینشرب النجاسة والا فبقلعھا۔

ردالمحتار میں ہے:

تثلیث جفاف ای جفاف کل غسلة من الغسلات الثلاث وھذا شرط فی غیر البدن و نحوه اما فیه فیقوم مقامه توالی الغسل ثلثا قال فی الحیلة الاظھر ان کلا من التوالی والجفاف لیس بشرط فیه وقد صرح به فی النوازل وفی الذخیرة ما یوافقه اھ واقره فی البحر۔

رہا سوال اول یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہر بار قطرات کا پونچھنا فضول تھا بلکہ بلاوجہ ہاتھ ناپاک کر لینا مگر جب کہ اس نے ایسا کیا مثلاً پاؤں پر نجاست تھی سیدھے ہاتھ میں لوٹا لے کر اس پر ایک

Marfat.com

بار پانی بہایا اور جو قطرات باقی رہے بائیں ہاتھ سے پونچھ لیے تو یہ ہاتھ ناپاک ہو گیا مگر ایسی نجاست سے کہ دوبارہ دھونے سے پاک ہو جائے گی اس لیے کہ ایک بار دھل چکی اب پاؤں پر دوبارہ پانی ڈالنا تھا دوسری بار کے بعد ایک ہی بار ڈالنا رہتا لیکن اس نے دوبارہ دھو کر نجس ہاتھ سے پھر اس کے قطرے پونچھے تو اب پاؤں کو وہ نجاست لگ گئی جو دوبارہ دھونے کی محتاج ہے تو پاؤں کو پھر دوبارہ دھونے کی ضرورت ہو گئی اور ہاتھ بدستور اسی نجاست سے نجس رہا اس میں تخفیف نہ ہوئی کہ اس پر سیلان آب نہ ہوا اب پاؤں پر سہ بارہ کا پانی دوبارہ کے حکم میں ہے کہ اس کے بعد ایک بار اور دھونے کی حاجت ہے لیکن اس نے اس کے بعد بھی وہی نجس ہاتھ اس کے قطرات صاف کرنے میں استعمال کیا تو اب پھر پاؤں کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہو گئی و ہکذا لہٰذا اسے لازم کہ پاؤں پر دوبارہ پانی نہ بہائے اور قطرات نہ پونچھے اور وہ ہاتھ جدا دوبارہ دھولے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الامداد والمیاہ الثلثۃ متفاوتۃ فی النجاسۃ فالاولی یطھر ما اصابتہ بالغسل ثلثا والثانیۃ بالثنتین والثالثۃ بواحدۃ وکذا الاوانی الثلثۃ التی غسل فیھا واحدۃ بعد واحدۃ وقیل یطھر الاناء الثالث بمجرد الاراقۃ والثانی بواحدۃ والاول بتثنتین اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق ہو اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھ لیں بعض بسبب بارش نہ پڑھیں تو جماعت باقی ماندہ دوسرے دن ادا کریں یا اب انہیں اجازت نہ دی جائے گی کہ نماز ہو چکی اور قہستانی میں ہے:

اوصلی الامام صلاتہ مع بعض القوم لا یقضی من فاتت تلک الصلاۃ عنہ لا فی الیوم الاول ولا من الغد انتہی۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورت مستفسرہ میں جماعت باقی ماندہ بے شک دوسرے دن ادا کریں کہ نماز عید الفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے

Marfat.com

اور بارش کا عذر شرعاً مسموع فی الدر المختار:

توخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط اھ

اور صلاۃ العید میں جواز تعداد متفق علیہ ہے بخلاف جمعہ کہ اس میں خلاف ہے اور راجح جواز فی الدر المختار:

تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا اھ۔

تو ادائے بعض اہل شہر سے بعض دیگر کو دوسرے روز پڑھنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے کلام قہستانی وغیرہ اس صورت میں ہے جب عامہ اہل بلد پڑھ لیں اور ایک آدمی باقی رہ جائے کہ نماز عید بے جماعت مشروع نہیں ناچار پڑھنے سے باز رہے گا ہدایہ کی تعلیل اس پر صاف دلیل:

حیث قال من فاتته صلاۃ العید مع الامام لم یقضها لان الصلوۃ بهذا الصفة لم تعرف قربة الا بشرائط لاتتم بالمنفرد۔ اھ۔

اور عبارت تنویر الابصار مورث تنویر الابصار امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی نے ابتدا اس مسئلہ کو ایسے پیرایہ میں ادا فرمایا کہ وہم واہم راہ نہ پائے۔

حیث یقول ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الامام اھ۔

یوہیں امام حافظ الدین ابو البرکات نسفی کا اپنے متن و شرح وافی و کافی میں ارشاد ازالہ اوہام و ایقاظ افہام کے لیے کافی و وافی۔ قال رحمتہ اللہ تعالیٰ:

لم تقض ان فاتت مع الامام العید و فاتت من شخص فانها لا تقضی لانها ما عرفت قربته الا بفعله علیه الصلاۃ والسلام وما فعلها الا بالجماعة فلا لودی الا بتلک الصفة۔ اھ۔ ملخصا۔

علامہ بدر الدین محمود عینی رمز الحقائق میں فرماتے ہیں:

صلاها الامام مع الجماعة ولم یصلها هو لا یقضیه الا فی الوقت ولا بعده لانها شرعت بشرائط لاتتم بالمنفرد۔ اھ

مستخلص میں زیر قول کنز لم تقض ان فاتت مع الامام لکھتے ہیں:

معناه لو لم یصل رجل مع الامام لا یقضیها منفرد الان صلاۃ

Marfat.com

العید لم تشرع علی سبیل الانفراد۔ اھ۔

یا یہ معنی ہیں کہ امام معین ماذون من السلطان ادا کرچکا ہو اور ان باقی ماندہ میں کوئی مامور نہیں تو اقامت کون کرے فاضل محقق حسن شرنبلالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اسی طرف ناظر:

اذ قال من فاتته الصلاۃ فلم یدرکھا مع الامام لا یقضیھا لانھا لم تعرف قربتہ الا بشرائط لا تتم بدون الامام ای السلطان اوما مورہ اھ

اسی لیے فاضل سید احمد مصری اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

ای وقد صلھا الامام اوما مورہ فان کان ماموراً باقامتھا لہ ان یقیمھا اھ۔ قلت و قد یشیر الیہ تعریف الامام فی عبارۃ النقایۃ المذکورۃ وغیرھا کما لا یخفی علی العارف باسالیب الکلام۔

بہرطور عبارت جامع الرموز سے بدین وجہ کہ نماز ایک بار ہو چکی باقی ماندہ لوگوں کے لیے ممانعت تصور کرنا محض خطا اقول بلکہ اگر نظر سلیم ہو تو وہی عبارت بعینہا مانحن فیہ بین جواز پر دال کہ اس میں صرف دوسرے ہی دن کی نسبت ممانعت نہیں بلکہ جب امام جماعت کرچکے تو اس روز بھی نہ پانے والوں کو منع کرتے ہیں:

حیث قال لا فی الیوم ولا من الغد۔

اول بیان ہو چکا کہ تعدد جماعت نماز عید میں بالاتفاق جائز اور معلوم ہے کہ یہ تعدد تقدم و تاخر سے خالی نہیں ہوتا اگر عبارت شرح مختصر الوقایہ کے یہی معنی ہوتے کہ جب ایک جماعت پڑھ لے تو دوسروں کو مطلقاً اجازت نہیں تو یہ تعدد کیونکر روا ہوتا اور نماز عید کا بھی حکم اس امر میں اس کے مذہب پر جو تعدد جمعہ روا نہیں رکھتا مانند نماز جمعہ ہو جاتا یعنی جماعت سابقہ کی تو نماز ہو گئی باقی سب کی ناجائز کمافی در المختار:

علی المرجوح فالجمعۃ لمن سبق تحریمۃ اھ۔

تو بالیقین معنی کلام وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے اور قاطع شعب یہ ہے کہ درمختار میں در

Marfat.com

صورت فوات مع الامام تصریح کی۔

لوامکنہ الذھاب الی امام اخر فعل لانھا تودی بمصر واحد الخ۔

حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح میں ہے:

لوقدر بعد الفوات مع الامام علی ادراکھا مع غیرہ فعل للاتفاق علی جواز تعددھا۔ اھ

دیکھو نص فرماتے ہیں کہ ایک امام کے پیچھے نہ پڑھی ہو دوسرے کے پیچھے پڑھے اور حالت عذر میں روز اول و دوم یکساں آج نہ پڑھ سکا تو کل کون مانع واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بلا عذر نماز عید روز اول نہ پڑھیں تو روز دوم مع الکراہتہ جائز ہے جیسا کہ بعض خطبوں میں لکھا ہے یا اصلا صحیح نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نماز عید الفطر میں جو بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر روا رکھی ہے وہاں شرط عذر صرف نفی کراہت کے لیے نہیں بلکہ اصل صحت کے لیے ہے یعنی اگر بلا عذر روز اول نہ پڑھی ہو تو روز دوم اصلا صحیح نہیں نہ یہ کہ مع الکراہتہ جائز ہو عامہ معتبرات میں اس کی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اسے نماز عید الاضحیٰ سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دو روز کی تاخیر بوجہ عذر بلا کراہت اور بلا عذر بروجہ کراہت روا ہے فی در المختار:

وتوخر بعذر کمطرا الی الزوال من الغد فقط و احکامھا احکام الاضحی لکن ھنا یجوزتا خیرھا الی اخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراھۃ وبہ۔ ای بالعذر یدرلھا فالعذر ھنا لنفی الکراھۃ وفی الفطر للصحۃ اھ ملخصا وفی نور الایضاح و شرحہ مراقی الفلاح کلاھما للعلامۃ شرنبلالی توخر صلاۃ عید الفطر بعذر الی الغد فقط و قید العذر للجواز لا لنفی الکراھۃ فاذا لم یکن عذر لا تصح فی الغد اھ ملتقطا و فی مجمع الانھر للفاضل شیخ زادہ العذر فی الاضحی لنفی

Marfat.com

الکراهة حتی لو اخروها الی ثلثلة ایام من غیر عذر جازت الصلاة وقد اساوا وفی الفطر للجواز حتی اخروها الی الغد من غیر عذر لا یجوزا ھ و فی رمز الحقائق للعلامة العینی مثله و فی شرح النقایه للشمس القهستانی لو ترکت بغیر عذر سقطت کما فی الخزانة اھ و فی شرح المنیة الکبیر للعلامة الحلبی صلاۃ عید الاضحی تجوز فی الیوم الثانی و الثالث سواء اخرت بعذر او بدونه اما صلاۃ الفطر فلا تجوزا لا فی الثانی بشرط حصول العذر فی الاول اھ و فی الفتاوی الخانیة ان فاتت صلاۃ الفطر فی الیوم الاول بعذر تصلی فی الیوم الثانی وان فاتت بغیر عذر فلا تصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر لا تصلی بعد ذلک و اما عید الاضحی ان فاتت فی الیوم الاول بعذر او بغیر عذر تصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر تصلی فی الیوم الثالث فان فاتت فی الیوم الثالث بعذرا و بغیر عذر لا تصلی بعد ذلک۔ اھ۔

بالجملہ اس کا خلاف کتب متداولہ میں فقیر کی نظر سے کسی روایت ضعیفہ میں بھی نہ گزرا۔

اللھم الا ما رایت فی جواہر الاخلاطی من قوله اذا فاتت صلوۃ عید الفطر فی الیوم الاول بعذر او بغیره صلی فی الیوم الثانی ولم یصل بعده اھ فیظن ان یکون خطاء من الناسخ و تحمل ان یکون خلطا من الاخلاطی فانی رایت له غیرما مسئلة خالف فیها الکتب المعتمدۃ والاسفار المعتبرۃ۔ واللہ سبحانه وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۵۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جائداد مصارف درگاہ بعض اولیاء اللہ کے لیے وقف ہے ہمیشہ اس کا تمام بندوبست و انتظام بدست متولیان

Marfat.com

والا مقام رہا اپنی جگہ دوسرے کو متولی کرنا بھی اکثر انہیں کی رائے پر رہا بعض متولیوں نے اپنے بعد تولیت وصیت کی کہ موصی لہ بربنائے وصیت ان کے بعد متولی ہوا اور بعض نے اپنی حیات و حالت صحت ہی میں تولیت اہل خاندان سے کسی دوسرے کو عطا کر دی کہ وہ ان کی صحت میں بجائے ان کے متولی ہو گیا غرض ہمیشہ اختیار ان امور کا بدست متولیان رہا اور عہد قدیم سے اب تک یوہیں اختیارات عامہ انہیں حاصل رہے کہ کسی نے ان کے افعال سے تعرض یا ان کے تصرفات میں دست اندازی نہ کی اب اگر متولی حال اپنی حیات و حالت صحت میں اپنی تولیت کلا یا بعضاً کسی امین رشید کو منتقل کرے تو یہ انتقال جائز اور متولی ممدوح کو اس کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جب کہ صورت مسئلہ وہ ہے کہ سوال مذکور ہوئی تو بلا ریب متولی حال کو اپنی حیات و تندرستی میں نقل تولیت کا اختیار حاصل اور جس امین رشید کو وہ متولی کرے بے شک مثل اس کے متولی ہو جائے گا تنویر الابصار:

> اراد المتولی اقامة غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح و الا لا و فی الھندیة عن المحیط اذا اراد المتولی ان یقیم غیرہ مقام نفسہ فی حیاتہ و صحتہ لا یجوزا لا اذا کان التفویض الیہ علی سبیل التعمیم انتھی۔

قلت و تقریر السوال صریح فی عموم الاختیار الناشئی عن تعمیم التفویض و فی المقام عند تدقیق النظر تنکشف غوامض لا تکاد تخفی علی الفقیہ واللہ سبحنہ و تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صورت مسئولہ بلکہ تمام صور اوقاف میں از روئے قواعد فقہیہ کے اولاً لحاظ شرائط واقف کا تولیت وغیرہ میں اور نیز مصالح قضاۃ و احکام اسلام کا ضرور تھا اور در صورت نہ ہونے امر سابق کے تعامل قدیم از قدیم کا اعتبار بغیر عرف حادث کے پس اگر قدیم سے تفویض تولیت کی رائے

Marfat.com

متصرفین اوقات پر بصورت تعمیم ثابت ہو پس بے شک وہ جائز ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ حررہ الفقیر عبد القادر عفی عنہ۔

(حاشیہ متعلق مسئلہ نمبر۵۵) فتوٰی بدایوں

سوال: در صورت کہ جائدادی وقف برائے خانقاہ و زیارت و مسجد و درگاہ متعلق آستانہ بزرگے از بزرگان دین از قدیم جاری است و عمل معمول متولیان سابق بر ہمین است کہ از اولاد آں بزرگ دو شخص یا زیادہ ازاں متولی می شوند بناء علیہ یکے از متولیان کہ وفات یافتہ در حالت حیات خود برائے تولیت وقف مقبوضہ خود پسر و پسر پسر دیگر متوفی خود بالمناصفہ بطور وصیت در تولیت شریک فرمودہ پس ایں وصیت صحیح است یا باطل۔

الجواب: در صورت مسئولہ موافق معمول سابق وصیت مذکورہ برائے شرکت در تولیت بالمناصفہ جائے پسر و پسر پسر متوفی سابق صحیح است کہ مسئلہ ینظرُ فی الوقف الی العھود السابق بین المسلمین۔ در کتب فقہ رد المحتار وغیرہ مصرح است و وصیت کہ برائے وارث مطلقاً باطل است و برائے غیر وارث زیادہ از ثلث باطل است مراد ازاں وصیت در متروکہ مملوکہ موصی است و انہم از رضا مندی ورثہ صحیح میگردد کہ حق جملہ وارثان متوفی است و بس کما ہو مصرح فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر الحقیر عبد القادر عفی عنہ۔

ماذکرہ جناب المجیب فلا شک اذفیہ مصیب واللہ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدنٍ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(فتوٰی فرنگی محل) ہر چند کہ پسر پسر بوقت وجود پسر از ترکہ میت محروم الارث است مگر شرکتش در وصیت تولیت درست است ہرگاہ متولی تولیت پسر دو شخص کردہ و پسر پسر راہم شریک کردہ وصیت او نافذ خواہد بود موافق وصیت نامہ مرقومہ متوفی تعمیل کردہ خواہد شد الشئی المفوض لاثنین لا یملکہ احدھما کالوا کیلین و الوصیین والناظرین کذا فی الاشباہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

حررہ الراجی حضور ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مسئلہ ۵۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین قدس اللہ تعالیٰ اسراہم اجمعین سے ایک بزرگ نے کہ اپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین اور جائداد وقفیہ درگاہ خانقاہ کے متولی تھے بنام اپنے صاحبزادہ حامد اور نبیرہ احمد بن محمد کے وصیت فرمائی کہ بعد میرے متوفی تمام جائداد و مصارف درگاہ خانقاہ اور جملہ امور متعلقہ ریاست درگاہی میں شریک مساوی رہیں اور احمد بن نبیرہ میرا باتفاق اپنے عم مکرم کے تصرفات تولیت عمل لائے۔ بعد انتقال بزرگ موصوف احمد و حامد دونوں نے اس وصیت کو قبول و معتبر رکھا لیکن بعد چند روز کے حامد نے تنہا اپنی تولیت چاہی اور احمد کے ساتھ اتفاق پسند نہ کیا ازانجا کہ احمد بن محمد کو حامد کے ساتھ اظہار منازعت منظور نہیں لہٰذا بنظر حفظ حقوق و رعایت مصالح احمد بن محمد کا قصد اس جانب ہے کہ اپنی حیات میں تولیت اپنی کلایا۔عضا بنام ایسے شخص راشد امین کے منتقل کرے کہ حامد کو استقلال بالتصرف سے مانع آئے اور استخراج حقوق شرعیہ کر سکے آیا یہ انتقال احمد کو جائز اور شرط اتفاق کہ وصیت میں مذکور اس کو مانع اور اس فعل میں غرض موصی و حکم وصیت سے عدول ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: متولی اوقاف کا اپنی حیات و عالم صحت میں نقل تولیت کرنا اور دوسرے کو بجائے اپنے نہ بطریق توکیل بلکہ علی وجہ الاستقلال قائم کر دینا صرف اس صورت میں روا کہ اس کے لیے تفویض عام و اختیار تام ثابت ہو ورنہ نہیں۔

تنویر الابصار میں ہے:

ارادالمتولی اقامة غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح والالا۔

پس اگر احمد بن محمد کے لیے تفویض عام حاصل ہے تو بے شک اسے نقل تولیت پہنچتا ہے اور جسے وہ اپنی جگہ متولی کر دے گا تمام تصرفات قوامت میں مثل اس کے نفس کے ہو جائے گا اور اس پر بھی یہی واجب ہو گا کہ باتفاق حامد تصرفات کرے کہ جب وقف واحد پر دو متولی ہوں ان میں کسی کو تنہا تصرف کا اختیار نہیں ہوتا اور بیع و اجارہ و امثال ذلک جو تصرف ایک تنہا

Marfat.com

کرے گا دوسرے کی اجازت پر موقوف رہیں گے اگر اجازت نہ دے گا باطل ہو جائیں گے اور یہ حکم ایک کے ساتھ مختص نہیں دو ہوں تو دو تین ہوں تو تین جس قدر ہوں ہر واحد استقلال بالتصرف سے شرعاً ممنوع اور اتفاق باہمی سب پر لازم حتمی۔ والمسئلة مصرح بها فی عامة المتون والشروح والفتاوی۔ والفاضل خیر الدین الرملی اکثر ایرادالها فی فتاواه۔ وقال العلامة زین بن نجم المصری فی وکالة الاشباه الشئی مفوض الی اثنین لا یملکه احدهما کالوکیلین والوصیین والناظرین الخ۔

پس بزرگ موصوف نے کہ احمد بن محمد پر اپنے وصیت نامہ میں حامد کے ساتھ اتفاق شرط کیا بے شرط جہت شرع سے خود لازم تھا اس شرط نے کسی امر زائد کا ایجاب نہ کیا اور اسی طرح شرع مطہر حامد پر فرض کرتی ہے کہ باتفاق احمد کام کرے اور ان میں کوئی مستقل بتولیت و منفرد بتصرف نہ رہے کما ذکرنا لیکن اس لزوم شرطی و وجوب شرعی سے وہ اختیار کہ احمد بن محمد کو تفویض عام سے حاصل ہوا تھا زائل نہیں ہو سکتا۔ فان الشئی لا یتضمن ابطال ما لا ینافیه۔ ہم کہتے ہیں حامد کو تولیت ثابت احمد کو ناروا رکھنا اور اس کے ساتھ اتفاق کو کہ شرطاً نہ سہی شرعاً فرض تھا پسند نہ کرنا اور اسے تحصیل حقوق شرعیہ سے مانع آنا کسے کی جانب سے تعدی ہے لا جرم کہئے گا احمد بلا جرم ہے اب ہم پوچھتے ہیں پھر حامد کے ترک اتفاق سے احمد کی تولیت باطل ہو گئی لا جرم کہئے گا نہیں۔

ولقد قال النبی صلی الله علیه وسلم الا لا یجنی جان الا علی نفسه۔ وقال ربنا تبارک وتعالی ولا تزروا زرة وزر اخری

اب ہم دریافت کرتے ہیں تولیت مسلم اگر تفویض عام کہ احمد کے لیے ثابت تھی اس نااتفاقی حامد سے زائل ہو گئی لا جرم کہے گا نہیں اور ہاں کہئے تو دلیل کہاں ومن ادعی شیئا فعلیه البرہان پس جب کہ احمد بدستور متولی صحیح و ماذون عام ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس تصرف سے مجور اور نقل تولیت سے ممنوع رکھا جاتا ہے مگر تعدی غیر بھی اسباب حجر سے شمار کی جائے گی علما متن و شرح فتاوی میں جہاں مسئلہ نقل تولیت لکھتے ہیں تفویض عام کے سوا دوسری شرط ذکر نہیں کرتے پھر ہمیں اپنی جانب سے احداث قید کب روا اگر یہ کہئے کہ متولی منقول الیہ حامد سے

Marfat.com

نہیں جب باوجود اس کے یہ دونوں بدستور متولی ہیں تو اگر ان دونوں میں ایک کے عوض شخص ثالث آ جائے تو سوا شخص کے اور بھی کچھ بدلا اس کی تولیت کیونکر صحیح نہ ہو گی ظاہراً منشاء اعتراض یہ ہے کہ بزرگ موصوف نے جو ان دونوں کے نام وصیت تولیت کی اس نے انہیں دو کو پسند فرمایا اور اس کا مقصود یہی تھا کہ ازمہ تصرفات انہیں دو کے ہاتھ رہیں تیسرا مداخلت نہ کرے جب باوجود بقائے صلاحیت ہر دو ایک کے عوض شخص ثالث قائم کیا جاتا ہے تو یہ غرض موصی کے خلاف اور حکم وصیت سے سرتابی ہے قلنا موصی تبع شرع کو رعایت مصالح وقف رعایت وصیین سے بالضرورت اہم و اقدم ہو گی اور اس نے دو کے لیے وصیت نہ کی مگر اس لیے کہ اشتراک آراء کو وقف کے لیے اصلح و انفع سمجھا اور ایک کی رائے پر راضی نہ ہو۔

اوفی العقود الدریة مقصوده اجتماع رای شخصین فی تعاطی امور الوقف ولیس رای الواحد کرای الاثنین۔

اب کہ حامد احمد بن محمد کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا غرض موصی و مقصود وصیت کے خلاف اس کی طرف منسوب ہو گا نہ کہ احمد کی جانب بلکہ احمد اس نقل تولیت سے تحصیل غرض اہم میں ساعی ہے کہ خود بلحاظ مصالح خاصہ حامد سے منازعت نہیں چاہتا لہٰذا ایسے شخص کو متولی کرتا ہے کہ اس غرض اہم کو متروک و زائل اور حامد کو تصرف میں مستبد و مستقل نہ ہونے دے اور استخراج حقوق شرعیہ کر کے یہ معنی عین تمشیت مقصود اعلیٰ و مرام اس نے ہے نہ اس کے نافی و منافی کما لا یخفی بالجملہ بر تقدیر ثبوت تفویض عام حامد کا اتفاق سے دست کش ہونا اختیارات احمد کا ازالہ نہیں کر سکتا اور صرف اس وجہ بے اصل سے عدم جواز نقل پر نقل و عقل سے کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق واللہ اعلم بجمیع الحقائق صلی اللہ علی النبی الصدق الصادق سیدنا محمد افضل الخلائق و علی آلہ و صحبہ الذین ھم جنۃ السلام و جنتہ البوائق۔

مسئلہ ۵۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل ذیل میں:

(ا) ایک مسلم جو نماز خلاف معمول بہت جلدی سے پڑھ لیتا ہے اس کو زجراً ایک اور مسلم نے کہا کیا تو نے نماز کو کوئی کھیل سمجھ رکھا ہے اس پر ایک دوسرے نے کہا اور کیا بظاہر اس نے بھی زجراً کہا اس کا کیا حکم ہے؟

Marfat.com

(۲) کافر مرتد متبدع بدمذہب فاسق یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا' بیٹا بھائی وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ ان کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسا ہی مانے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداً سلام کہنا یا ان سے خندہ پیشانی سے پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیا دار ہنسنے بولنے کے لیے رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے یا تحریراً تقریراً انہیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب صاحب لکھنا یا اسی طرح کے اور برتاؤ ان سے برتنا جیسے آج کل کثرت سے شائع ہیں خصوصاً ایسوں میں کے دنیاوی باثر لوگوں سے اگرچہ مذہبی نقطہ نظر سے انہیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز تو کس درجہ کے اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی جائز غرض کے حصول کے لیے کریں تو کیا حکم ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اس تعظیم یا خوش کرنے کی ہو یا نہ ہو کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچتا کہ فاعل پر بھی خود ان کی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ کا عائد ہو۔

(۳) بعض لوگ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پورا نہیں پڑھتے بلکہ عند الحاجۃ جب پڑھتے ہیں صرف لاحول ولا قوۃ پر بے وجہ اقتصار کرتے ہیں یہ اگرچہ سخت قبیح و شنیع ہے مگر اس میں کفر کسی طرح کا بھی نہیں یا کیا اس پورے جملہ کا علم صرف جر ناول مدخول نفی مقرر کرنا کہنا کیسا ہے۔

(۴) نصاریٰ وغیرہ کی کچہریوں اور ان احکام' آج کل کے زمانہ والوں کو عدالت یا عادل کہنا اگرچہ سخت حرام ہے اور فقہا نے حکم کفر تک فرمایا اس سے احتراز ضرور ہے مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ حکم کفر مسئلہ مفتی بہا ہے کہ ایسے استعمال کرنے والے کافر ہو جائیں اور اگر ہے تو کیا قطعی کفران پر عائد ہے اور قطعی بھی ایسا کہ جو دوسرا انہیں کافر نہ سمجھے اس کے بھی ایمان میں خلل آ جائے۔

(۵) کاتب جو اجرت پر کتابت کرتے اور اس کتابت میں امر خلاف دین ہو اور اجرت پر چھاپنے شائع کرنے والے اس کو شائع کریں یا کوئی شخص بے اجرت محض مروت سے

Marfat.com

ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے یا کوئی شخص صفائی خط کے لیے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اور اس میں ایسے کلمات بھی نقل کر جائے یا ان سب صور میں زبان سے پڑھے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

(۱) اور کیا کچھ کہنے والے پر بھی الزام نہیں جب کہ اسے بھی اس سارق نماز پر زجر مقصود ہو۔

(۲) ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداء سلام حرام اور بلاوجہ شرعی ان سے مخالفت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعو و معمم سے نہی صریح موجود اور حدیث میں ان سے بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں یوہیں کلمات مدح حدیث میں ہے۔

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلہ عرش الرحمن۔

دوسری حدیث میں ہے:

لا تقولو اللمنافق یا سید فانہ ان یک سید کم فقد اسخطتم ربکم عزوجل

باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم و احتلاط نہ ہو ان میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اور مرتد و مبتدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ:

فان الضرورات تبیح المحظورات

رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب۔ مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلمھا۔

ان کے ساتھ برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اس کا مرتکب عاصی ہے ان کا مثل نہیں جب تک ان کے کفر و بدعت و فسق کو اچھا یا جائز نہ جانے۔

(۳) عند الحاجت صرف لا حول یا لا حول ولا قوۃ پر اقتصار قبیح ہے کفر سے کوئی علاقہ نہیں کہ اپنے حول و قوۃ کی نفی کے لیے ہے علم صرف لا حول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

Marfat.com

(۴) عدالت بطور علم رائج ہے معنی وضعی مقصود نہیں ہوتے لہٰذا تکفیر ناممکن البتہ عادل کہنا ضرور ہے۔ کلمہ کفر ہے مگر محض برائے خوشامد ہوتا ہے لہٰذا تجدید اسلام و نکاح کافی ہاں خلاف ما انزل اعتقاداً عدل جانیں تو قطعی وہی کفر ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔

(۵) القلم احد اللسانین جو زبان سے کہنے پر احکام ہیں وہی قلم پر اور ایسی اجرت حرام اس کی اشاعت حرام اور ایسی مروت فی النار ہاں جب اعتقاد نہ ہو تو کفر نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داستان امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا ذکر ہے یہ عمرو کون ہیں اور ان کی نسبت اس لفظ کا اطلاق کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں۔ فیضی بے فیض نے جب داستان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑھا اس میں جہاں صدہا کار ناشائستہ و اطوار نابائستہ مثلاً مہر نگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اس کے محل پر کمند ڈال کر جانا اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور پر نور سید عالم ﷺ اسد اللہ و اسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کیے یوہیں ہزار ہا شہد پن اور مسخرگی کے بیہودہ جتن ان صحابی جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کر دیئے اور انہیں معاذ اللہ عیار زود و طرار کے لقب دے کر بحیلہ داستان جاہل بے چارے تبرائی بنائے یہ اس مردک کی ناپاک بیباکی اور بیباک ناپاکی اور خدا و رسول پر سخت جرأت تھی مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً ان ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

تصدیق بدایوں: للہ در المجیب ما احسنہ من ناطق بالحق مصیب والعلم للہ حررہ المفتقر الی اللہ المدعو۔ عبد المقتدر عفی عنہ۔

مسئلہ ۵۹: مولانا المعظم و المکرم و المحترم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از آداب و تسلیمات معروض۔ اخبار محض جو شہادت میں نامقبول ہے۔ اس کے معنی اردو میں کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کسے کہتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب: کسی بات کی خبر ان لفظوں سے دینی جو کسی ایسے لفظ سے خالی ہوں جس کا ہونا شریعت مطہرہ نے اس معاملہ کی شہادت میں ضروری رکھا ہے اخبار محض ہے مثلاً یہ کہنا کہ فلاں جگہ چاند ہوا یا آج چاند لوگوں نے دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان مبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہے ہر امر میں جتنی شرطیں شریعت نے اس پر صحت شہادت کے لیے رکھی ہیں جو شہادت ان کی جامعہ ہو شرعیہ ہے مثلاً زنا میں تین ثقہ عادل مردوں کی شہادت شہادت شرعیہ نہیں ہلال عیدین میں ایک ثقہ عادل کی شہادت شرعیہ نہیں، رمضان مباک میں دس بیس ہنود وہابیہ روافض نیچریہ قادیانیہ و امثالہم کا ہزار حلفوں کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اس مہینہ کا ہلال دیکھا شہادت شرعیہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰: شہادت کی دو صورتیں جن میں بلفظ اشہد شہادت دینا ضرور ہے تو کیا خاص یہی لفظ ہو یا اس کا صرف اردو فارسی وغیرہ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے جیسے میں شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ترجمہ بھی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: روز دار سے مجبوراً اکراہ شرعی کر کے کسی نے جماع کیا یا کرایا تو روزہ صرف قضا کرے یا مع کفارہ یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: صرف قضا ہے۔ اقول اور یہاں اکراہ شرعی کے صرف وہ معنی نہیں کہ قادر کی طرف سے مثلاً قتل یا قطع وغیرہ کی وعید و تخویف ہو جس کا ذکر کتاب الاکراہ میں ہے بلکہ مجرد بے اختیاری بھی مسقط کفارہ ہے اس کی صورت عورت میں تو ظاہر کہ وہ کمزور ہے پکڑ کر زبردستی علاج کر دیا مرد میں اس کی شکل یہ ہے کہ مریض ہے جنبش کی طاقت نہیں قرب زن سے اس کے آلہ کو انتشار ہوا کہ وہ امر طبعی ہے اس کے دفع پر ہر انسان قادر نہیں عورت کو منع کرتا رہا وہ نہ مانی یہ دفع پر قادر نہ تھا اس نے زبردستی داخل کر لیا۔ اس صورت میں بھی مرد پر صرف قضا ہے۔

یدل علیہ قول الفتح مستدلا علی وجوب الکفارۃ ذلک امارۃ الاختیار فعلم ان لا کفارۃ لولا اختیار۔ واللہ تعالی اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۶۲: کانوں میں پانی چلا جانا یا خود اس کا ڈال لینا جو ناقص صوم نہیں ہے کیا یہی حکم ہے اگرچہ دماغ تک پانی پہنچ جائے یا اب کچھ اور۔ بینوا توجروا۔

الجواب: پانی اگر خود چلا جائے اگرچہ دماغ تک بالاتفاق روزہ نہ جائے گا اور اگر یہ ڈالے اور کان کے اندر جوف تک پہنچائے تو اختلاف تصحیح ہے اور فقیر کے نزدیک راجح افطار۔

رد المحتار میں ہدایہ و تبیین و محیط و داوالجیہ سے عدم الفطر اور خانیہ و بزازیہ و فتح و برہان سے فطر کی ترجیح نقل کی اس پر حاشیہ فقیر میں ہے:

اقول: معلوم ان تصحیح قاضی خان مقدم لانہ فقیہ النفس علی ما فی دلیل الفطر من القوۃ الا تری ان من غیب حشفۃ فی دبرہ اوھی فرجھا افطر مع عدم صلاح البدن فی ذلک۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ

چوک اردو بازار

لاہور

Marfat.com